امام مہدی کی آفاقی حکومت

تالیف

آیت اللہ سید مرتضی مجتہدی سیستانی

ترجمہ

عرفان حیدر

امام مہدی کی آفاقی حکومت

مؤلف : .... آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

ترجمہ : .... عرفان حیدر

نظر ثانی : .... زین العابدین علوی

کمپوزنگ : .... .موسی علی عارفی،ذیشان مہدی سومرو

طبع: .... اول

تاریخ طبع :........................۲۰۱۰مئی

تعداد:. ۲۰۰۰

قیمت: ۱۵۰

ناشر:...............................الماس پرنٹرز قم ایران

ملنے کاپتہ: جامعہ امام صادق بک سینٹر علمدار روڈ کوئٹہ بلوچستان

فون نمبر:۰۸۱_۲۶۶۴۷۳۵

امامیہ سیلز پوائنٹ قدمگاہ مولاعلی،حیدرآباد سندھ

فون نمبر : ۰۳۳۳_۲۶۷۲۱۱۰

ایمیل: irfanhaidr0۱۴@gmail.com

ویب سائٹ: www.almonji.com

ایمیل مولف: info@almonji.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

عطیہ الٰہی ، سیدہ کائنات، دل پیغمبر کا قرار ام ابیہا کا مرقد مظلومہ

بتاریخ رانیہ مرضیہ ، امریتہ ادارہ زرت فاطمہ زہرا م اللہ علیہا کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ مترجم

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ذمہ دار ہستی، پاک پروردگار عالم نے ابتدائے خلقت سے عالم بشریت کے لئے ہادی و رہنما کا انتظام کیا ہے۔اگر اس خدائے ازلی و ابدی نے قرآن مجید میں ان لفظوں کے ذریعہ اعلان کیا: "اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدَى ، وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَى "[1] تو اس کو بطور احسن اس طرح سے انجام دیا کہ ہادی و راہنما کا انتظام پہلے کیا، ہدایت پانے والوں کو بعد میں خلق کیا یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے ہدایت کرنے والوں کو پہلے خلق کیا اور ہدایت پانے والوں کو بعد میں۔اس لئے جناب آدم علیہ السلام پہلے ہادی و رہنما بھی ہیں اور پہلے انسان بھی۔لیکن یہ سلسلہ یہیں پر ہی ختم نہیں ہوا بلکہ خدائے بے نیاز نے اس سلسلہ کی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی کڑیوں کو سلسلہ نبوت و ہدایت کے دھاگے میں اس طرح پرویا کہ کائنات کے چپے چپے پر ہدایت کا عکس ابھرنے لگا۔انبیاء کا سلسلہ ابھی ٹوٹنے بھی نہ پایا تھا کہ ہدایت کی ذمہ داری امامت کے مضبوط و مستحکم کندھوں پر آگئی کیونکہ امامت تکمیل نبوت کا نام ہے۔

آخری نبی کا دور نبوت ابھی ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ آپ نے ہدایت کے لئے امامت کی وہ سلسبیل جاری کر دی کہ رہتی دنیا تک تشنہ روح انسانیت سیراب ہوتی رہے گی کہ آج بھی زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہے۔

----

[1]۔ سورہ لیل، آیت: ۱۲،۱۱

کیونکہ رسول اکرم (ص)نے فرمایا تھا:

"ابشروا با المھدی ،ابشر وا بالمھدی،ابشروا بالمھدی یخرج علی حین اختلاف من الناس و زلزال شدید،یملأ الارض قسطا و عدلا،کما ملئت ظلما وجوراً،یملأ قلوب عبادہ عبادة و یسعھم عدلہ "[1]

تمہیں مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتا ہوں ،مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتا ہوں، مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتا ہوں، جب لوگوں میں شدید اختلافات ہوں گے تو اس وقت امام زمانہ (ع) ظہور کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کریں گے جس طرح سے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔وہ خدا کے بندوں کے قلوب کو حالت عبادت و بندگی سے سرشار کریں گے اور سب پر ان کی عدالت کا سایہ ہوگا۔

آج پوری کائنات اور کائنات کے ذرہ ذرہ کو اس ہادی برحق کا انتظار ہے ، جب انسانیت سسک رہی ہے ،ظلم و جور کا بول بالا ہے،مظلومیت دم توڑ رہی ہے، شریعت آہ و فریاد کر رہی ہے،بشریت گمراہی کے دلدل میں پور پور دھنستی جا رہی ہے۔ ہوا و ہوس کی حکمرانی ہے،مظلوم کے مکان میں ظالم مکین ہے،مسجد و منبر اپنے وارث حقیقی کو آواز دے رہے ہیں،بیت المقدس کو اپنے حقیقی حق دار کا انتظار ہے،بقیع حیران ہے تو کعبہ فریاد کناں......

وہ آئے گا، وہ ضرور آئے گااور پوری کائنات کو اس صبح نو کا انتظار ہے،جب

آفتاب ہدایت طلوع ہو کر پورے عالم انسانیت کو اپنے حصار میں لے لے گا ۔مگر یہ

یہ انتظار کب ختم ہو گا؟!

----

[1]۔ الغیبة نعمانی: ۱۱۱

کیونکہ "الانتظار اشدّ مِن الموت"مگر یہی انتظار مؤمنوں کے لئے حیات نو ہے ۔ یہی ہادی و راہنما انہیں گمراہی و تاریکی سے نکال کر ساحل نجات سے ہمکنار کرے گا۔ ہر شخص اور کائنات کی ہر چیز اپنے اپنے اعتبار سے اس ہادی برحق کا انتظار کر رہی ہے،جو ظالم سے مظلوم کا حق طلب کرے گا،امن و امان ، صلح و آشتی کا قیام ہو گا،عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا،تمام فرقے تمام مذاہب اور سب رنجشیں ختم ہوجائیں گی اور صرف ایک دین ہو گا ،دین مرتضیٰ ۔

کیونکہ قرآن مجید میں خداوند کریم کا ارشاد ہے:

" وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِی ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِی لَا يُشْرِكُونَ بِی شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِکَ فَاُوْلَئِکَ هُمْ الْفَاسِقُونَ"[1]

وہی سلسلہ ہدایت جو آدم سے شروع ہو کر قائم پر ختم ہو جاتا ہے ،جو اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے جن کے ظہور کے بعد ان کے پرنور دور حکومت کی خصوصیات کو اس کتاب میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔آٹھ ابواب پر مشتمل یہ کتاب اسی ہادی برحق کی بے مثال حکومت کی عکاسی کرتی ہے ۔

حقیر نے اپنی بھرپور کوشش کو بروئے کار لاتے ہوئے کتاب کے علمی اقدار اور مصنف کے مقام کی رعایت کرتے ہوئے ترجمانی کی ہے۔لیکن یہ معرکہ مجھ ناچیز سے تنہا سر ہونے والا نہیں تھا۔لہذا میں شکر گزار ہوں ان تمام دوست و احباب کا جنہوں نے اس کار خیر میں میری مدد فرمائی

----

[1]۔ سورہ نور،آیت :۵۵

خصوصاً اس عظیم ماں کا جس نے ولایت اہل بیت علیہم السلام اپنے دودھ میں پلایا،اس مرحوم باپ کا جس کا محب اہل بیت علیہم السلام سے سرشار لہو میری رگ رگ میں دوڑتا ہے،اپنے اساتید جناب محمد جمعہ اسدی اور اکبر حسین زاری صاحب کا جن کی زحمتوں کے نتیجے میں ناچیز اس مقام تک پہنچا اوراپنے بھائیوں عمران حیدر شار اور علی اسدی کا جن کی شفقت اور تشویق نے مجھ میں حوصلہ پیدا کیا کہ میں اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں۔

میں اپنے ان تمام دوست احباب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کے سلسلہ میں تعاون فرمایا۔ خدا ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔اورمیں تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جناب زین العابدین علوی جونپوری اور سید تاجدار حسین زیدی میرپوری صاحب کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب پر نظر ثانی فرمائی۔

آخر میں خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ پروردگارا !ہماری اس ناچیز کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما اور اپنی آخری حجت،امامت کی آخری شمع امام زمانہ حجت بن الحسن علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل فرما اور ہمیں ان کے انصار میں قرار دے۔

عرفان حیدر

۱۷ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

قم المقدس (ایران)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش گفتار

پیش گفتار :

بہترین فکر "انتظار" میں پوشیدہ ہے

ظہور کے بارے میں سوچنا

امام مہدی علیہ السلام کے مقام سے آشنائی

ظہور کے درخشاں زمانے سے آشنائی

اس کتاب کی تالیف کا مقصد

لازم تذکرہ

پیش گفتار :

انسان کے تکامل میں مثبت افکار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔انسان اچھے افکار کے ذریعہ ٹھہراؤ کو توڑ کر اعلیٰ اہداف کی طرف قدم بڑھا کر انہیں حاصل کر سکتا ہے۔جس طرح برے اور منفی افکار انسان کی بربادی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔جس طرح بہت سے افراد کی خطرناک اور منفی سوچ نے دوسروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

یہ ایک ایسا قانون ہے کہ جو ہماری دنیا میں حاکم ہے کہ اگر مثبت،نیک اور اچھے افکار ہوں تو وہ انسان کو ترقی اور بلندی کی طرف لے جاتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں گناہ اور فاسد خیالات سے آلودہ کردیا جائے تو پھر انسان اپنی تباہی کا سامان خود ہی فراہم کر دیتا ہے۔

جس طرح خشک زمین کو سیراب کرنے اور اس پر محنت کرنے سے وہ باغ میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے اور اس کا خیال نہ کیا جائے تو وہ خار دار جنگل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان اپنے ضمیر کو بھی اچھے اور اہم افکار سے سرشار کر کے اس سے ثمر بھی لے سکتا ہے اور اس کو منفی،برے اور گندے افکار سے آلودہ کر کے تباہ و برباد بھی ہو سکتا ہے۔

پس ہم نفسانی خواہشات اور شیطانی افکار کو کنٹرول کرنے سے نہ صرف شخصی اور چھوٹے افکار سے نجات پا سکتے ہیں۔بلکہ اپنے نفس کو بزرگ،مفید اور عالمی افکار کے حصول کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔

بہترین فکر "انتظار" میں پوشیدہ ہے

جی ہاں !اب سب دانشور تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کی زندگی میں غور و فکر بہت اہم کردار کے حامل ہیں۔منفی سوچ انسان کو معاشرے کا منفی فرد بنا دیتی ہے اور مثبت سوچ شخصیت بلند ثابت ہوتی ہے ،جو انسانی معاشرے کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے۔چھوٹی سوچ انسان کو زمان و مکان کے لحاظ سے محدود کر دیتی ہے لیکن بلند سوچ سے انسان کی شخصیت پروان چڑھتی ہے ۔

انسان اور دنیا کے تکامل لحاظ سے کون فکر تمام انسانوں کی نجات کے لئے مکمل اور مثبت ہے؟ ظہور کے زمانے کے بارے میں سوچنے سے زیادہ کون سی سوچ، انسان اور دنیا کے تکامل کے بارے میں سوچنے سے بہتر ہو سکتی ہے؟

دنیا میں زندگی بسر کرنے والے اربوں انسانوں میں سے اکثر اپنے شخصی مقاصد اور اپنی زندگی سے وابستہ افراد کے بارے میں ہی سوچتے ہیں(اگرچہ ان کے اہداف نیک ہیں) ایسے افراد کی سوچ بھی بہت چھوٹی ہے۔کیونکہ ہر انسان دنیا کے تمام افراد اور کائنات کی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں بہت چھوٹا ہے۔

اگر انسان نے اپنی ترقی اور اپنے خاندان کی فلاح اور ترقی کے بارے میں ہی سوچا تو کیا یہ افکار بہت چھوٹے شمار نہیں ہوں گے؟

کیا یہ صحیح ہے کہ جو انسان خاندان وحی علیہم السلام کے حیات بخش فرمودات سے راہنمائی لے کر کائنات کی مخلوقات کی نجات،پوری دنیا کے لوگوں کی فلاح و بہبود،تکامل اور ترقی کے بارے میں سوچ سکتا ہو، لیکن اس کے باوجود بھی اس کی سوچ صرف اس کی اپنی انفرادی زندگی اور اپنے خاندان والوں تک محدود ہو؟

کیا صرف ایک فرد یا ایک سر زمین کے لوگوں کے بارے میں سوچنا بہتر ہے یا دنیا کے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کے سوچنا؟

زت امیر المؤ منین علی علیہ السـ م زماتے ہیں:

" أبلغ ما تستدرّ به الرّحمة أن تضمر لجميع الناس الرحمة "[1]

جو چیزیں رحمت (الٰہی) پہنچانے کا وسیلہ بنتی ہیں ان میں سے بہترین یہ ہے ۔ تمام لوگوں ے لئے رحمـت ے بـارے مـیں سوچیں۔

اس بنا پر پوری انسانیت وا بشریت کو مشـ ت و مصائب سے نجات دلانے ے بارے میں سوچیں نہ ۔ ں ایک زد،ایک گروہ ،ایـک قوم یا ایک مک کی ح ے بارے میں سوچیں۔بلکہ دنیا ے تمام لوگوں کی ح ے بارے میں سوچیں ۔

کائنات کی نجات صرف زت امام مہدی علیہ السـ م ے ہور اور ان کی آفاقی حکومت ے وسیلہ سے ہی ممکن ہے۔

ور ۔ بارے میں وچنا

اس دن ے بارے میں سوچنا تنا پر مسرت اور خوشی کا ! ہے ۔ جب دنیا اور دنیا والوں پر خانـدان وحـی علیہم السـ م کـی حکومت ہو گی۔جب کائنات میں ر و تنگدستی ، ساد ، لڑائی جگڑے اور زرتوں کا نام و نشان نہیں ہو گا اور پـوری کائنـات مـیں عدالت و انسانیت کا پرچم لہرائے گا۔

جب تمام دنیا والوں ے چہروں پر خوشی ے آثار نمایاں ہوں گے۔کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہو گا ۔ جو اس وقت کی حکومت سے راضی نہ ہو۔

----

[1]۔ شرح غرر الحکم:ج۲ص۴۷۶

اس زمانے میں انسانیت و بشریت کا ہر گروہ ہر قبیلہ اور ہر قوم و ملت امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت سے خوش ہو گی۔ حضرت حجت (عج) کی عالمی حکومت کے دوران میسر آنے والی خوشیوں کے بارے میں سوچنے ہی سے انسان کو راحت اورسکون محسوس ہوتا ہے۔ اس دن کی خصوصیات سے آگاہ ہو جانے کے بعد انسان اس دن کے آنے کا شدت سے انتظار کرتا ہے اور اس دن کی آمد کے لئے ہر لحظہ شمار کرتا ہے اور اس دن کے جلد آنے کے لئے خدا کے حضور عاجزی و انکساری سے دعا دعا کرتا ہے۔

کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ صرف امام مہدی علیہ السلام کی الٰہی حکومت کے تشکیل پانے اور حکومت قائم ہونے کے آنے ہی سے گھروں میں کوئی غم نہیں ہو گا، کوئی یتیم بچے کی پرورش سے پریشان ہو کر اس کی ماں آنسو نہیں بہائے گی،اس زمانے میں پانی کی طرح انسان کا خون نہیں بہایا جائے گا،معصوم بچوں کو ان کے ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے قتل نہیں کیا جائے گا......

لیکن اس موجودہ زمانے میں انسان نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی بربادی اور بد بختی کا سامان مہیا کیا ہوا ہے۔ ہر کوئی ان مسائل سے پریشان ہے۔

اس حال میں کون سکون کی سانس لے سکتا ہے؟ اس زمانے میں کون آرام اور راحت سے زندگی گزار سکتا ہے؟

کون ہے کہ جو اشکوں کے کارواں،غموں کے پہاڑوں اور حسرت کے صحراؤں میں شریک نہ ہو؟

جی ہاں! اغوتی حکومتوں کے فرسودہ اور منحوس قوانین و مقررات لوگوں پر حاکم ہیں اور کہیں بھی عدل و انصاف کی کوئی خبر نہیں۔ ہر طرف نفرت اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ کوئی ان کی اصلاح کرنے والا نہیں۔لیکن ہر سیاہ رات کے بعد روشن دن ضرور آتا ہے ۔آخر کار ایک ایسے دن کا سورج بھی طلوع کرے گا کہ جب تاریخ کے سب سے قدیمی معبد سے دنیا والوں کے کانوں سے ایک دلنواز آوازٹکرائے گی اور دنیا والوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی۔اس دن دنیا کے لوگوں کو آپس میں لڑانے والوں ،ایک دوسرے کا خون بہانے والوں اور فسادبرپا کرنے والوں کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

اگرچہ اب تک پریشانیوں سے انسانیت و بشریت کو نجات دلانے کے لئے بہت سے لوگوں نے بہت سرمایہ خرچ کیا ہے اور بعض تنظیموں نے انسانی حقوق کے دفاع کے لئے آوازیں اٹھائیں اور بہت سے افراد نے کمزور لوگوں اور انسانی حقوق کے لئے قیام بھی کیا۔ تاریخ میں اب تک ظلم کو ختم کرنے کے لئے کروڑوں لوگوں نے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ لیکن نہ ہی تو لوگوں کی زندگی پر کوئی اثر پڑا اور نہ ہی کمزور افراد ظالموں کے ظلم سے نجات پا سکے ہیں۔

افسوس کہ ماضی کی طرح اب بھی دنیا میں قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ یہ تب تک جاری رہے گا کہ جب تک دنیا میں انسانوں کی زندگی کے لئے کوئی صحیح قانون وضع نہ ہوجائے۔ اب تک دنیا پر ایسے افراد ہی حکومت کرتے چلے آئیں ہیں کہ جنہیں اپنے وجود اور خلقت کائنات کے اسرار و رموز کا تھوڑا سا بھی علم نہیں ۔جو انسان کی بنیادی ضروریات کو بھی صحیح طرح سے نہیں جانتے۔ وہ کیا انسان کی نجات کے لئے کوئی کام کریں گے۔ انہیں تو صرف اپنی ظالم حکومت کو قائم رکھنے کی فکر ہے۔

مکتب نبوت علیہم السلام کی نظر میں دنیا والوں کی نجات کا سامان وہی فراہم کر سکتے ہیں کہ جو اولیاء خدا ہوں اور قدرت ولایت کے مالک ہوں۔ جب دنیا کی لگام ان کے ہاتھوں میں ہو اور وہ علم لدنی سے دنیا والوں کی ہدایت فرمائیں تو تب ہی انسان سکھ کا سانس لے پائے گا۔

امام صادق علیہ السلام (ایک زیارت عاشورہ میں) نے عبداللہ بن سنان سے فرمایا: کہو!

" اللّھم انی سنّتک ضائعة، و احکامک معطّلة، و عترة نبیک فی الارض ھائمة،اللّھم فأعن الحق وأھله، و اقمع الباطل واھله ومُنّ علینا بالنجاة واھدنا الی الایمان ،وعجل فرجنا، وانظمه بفرج اولیائک واجعلھم لنا وُدّا واجعلنا وَفداً "[1]

اے پروردگار!تیری سنت ضائع ہو گئی اور تیرے احکام جاری نہیں ہوتے اور پیغمبر (ص) کی عترت زمین پر سرگرداں ہے۔ خداوندا!حق اور اہل حق کی مدد فرما۔ باطل اور اہل باطل کا قلع و قمع فرما اور نجات کے ذریعہ ہم پر کرم فرما اور ایمان کی طرف ہماری ہدایت فرما اور ہمارے فرج کے ظہور میں تعجیل فرما اوراپنے اولیاء کے ظہور کے ذریعہ سے ہمیں نجات عطا فرما اور ہمیں ان کے ساتھ سرخرو فرما۔

اس بناء پر انسان کی نجات کا سامان اولیاء خدا کے ظہور ہی سے فراہم ہو سکتا ہے۔پس ظہور اور خاندان نبوت کی حکومت کے بعد ہی ہم ان مشکلات و مصائب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں ۔

لیکن موجودہ دور کے کیمیا دان سائنس میں جس قدر ترقی کر لیں ، پھر بھی وہ ان مشکلات کا حل تلاش نہیں کر سکتے بلکہ ان کے نت نئے تجربات سے انسان کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوتا جا رہاہے۔ پس اس زیارت کی رو سے ہمیں خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ خدا اپنی آخری حجت امام زمانہ (ع) کے ظہور میں تعجیل فرما اور ان کے ظہور کے ذریعہ سے ہمیں نجات عطا فرما اور ہمیں ان کے انصار میں سے قرار دے۔

----

[1]- حیاۃ مہدیہ: ۱۲۶

امام مہدی علیہ السلام کے مقام سے آشنائی

معرفت میں اضافے کی ایک اہم راہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے رفیع مقام کو پہچاننا ہے۔ اگر ہم یہ جان لیں کہ امام زمانہ (عج) امور عالم ہیں اور خلیفۃ اللہ کے مقام کی بناء پر وہ نہ صرف دنیا میں خدا کے جانشین ہیں بلکہ وہ تمام کائنات، کہکشاؤں، ستاروں، سیاروں حتیٰ ملائکہ اور حاملین عرش پر بھی حاکم ہیں۔یوں ان کے بلند مقام کے بارے میں ہم اپنی معرفت میں اضافہ کر سکتے ہیں اور اس سے ان کے لئے ہماری محبت و مودت میں بھی اضافہ ہو گا۔پھر ہمیں معلوم ہو گا کہ ہم اب تک امام عصر (عج) کے مقام سے نا آشنا اور وجود امام زمانہ (عج) سے غافل تھے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام نے اپنے فرمودات میں لوگوں کو حضرت صاحب الامر (عج) کے مقام سے آگاہ فرمایا ہے۔ان ارشادات کو آپ مفصل کتابوں اور حدیث مہدیہ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

" یکون ھذا الامر فی اصغرنا سنّاً،واجعلنا ذکراً، ویورثه اللّه علماً ولا یکله الی نفسه "[1]

ہم میں سے یہ امر (دنیا کی اصلاح) اس کے توسط سے انجام پائے گا جو ہم آئمہ میں سے سن کے لحاظ سے سب کم سن ہے اور اس کا ذکر ہم سب میں سے بہتر ہے خداوند اسے ارث میں علم عطا فرمائے گا......۔

آئمہ اطہار علیہم السلام میں سے ہر ایک کا ذکر کرنا بہتر اور اچھا ہے ۔لیکن کیوں آخری امام حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر کرنا سب سے بہتر ہے؟

----

[1]۔عقد الدرر:۲۱۲،۱۸۸،۶۹

کیونکہ رسول اکرم (ص) اور آئمہ اطہرین علیہم السلام کی تمام جانفشانی اور کوششوںکو امام زمانہ (ع) نتیجہ تک پہنچائیں گے۔رسول اکرم (ص) کی رسالت اور آئمہ اطہرین علیہم السلام کی امامت کا نتیجہ آنحضرت کے توسط سے آشکار ہو گا۔پس امام زمانہ (عج) اور ان کے ظہور کو یاد کرنا ، رسول اکرم (ص) اور آئمہ اطہرین علیہم السلام کو یاد کرنا ہی ہے۔

ظہور درخشاں زمانے سے آشنائی

جس طرح اب تک ہم امام زمانہ(ع) کی یاد سے غافل تھے ،اسی طرح ہم ظہور کے بابرکت اور درخشاںزمانے کی عظمتوں اور برکتوں سے بھی غافل ہیں ۔ جبکہ ظہور کے منور زمانے اور اس کی خصوصیات کی پہچان سے ایمان و اعتقادمیں اضافہ ہوتاہے۔

اس نکتہ کومدنظر رکھیں کہ ظہور کا زمانہ اس قدر باعظمت،بابرکت اور درخشاں ہے کہ جس طرح اسے بیان کرنے کا حق ہے ،ہم اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ہم نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا،وہ ظہور کے پر نور زمانے کے فضائل کی نامکمل'الف با'' ہے۔

غیبت کے زمانے کی تاریکی میں آنکھ کھولنے والے اوراس زمانے کی لطافت،حلاوت سے ناواقف کس طرح اس زمانے کی خصوصیات کو کما حقہ بیان کر سکتے ہیں؟

جی ہاں!جب تک ہم خود اس درخشاں زمانے کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں،تب تک ہم اسزمانے کی خصوصیات کی مکمل طور پر توصیف بیان نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کے باوجود خاندان نبوت علیہم السلام کے فرمودات سے استفادہ کرکے ،ہم اس دن کی یاد سے اپنے دل کو جلا بخش سکتے ہیں۔

ایسا نہ ہو کہ ہم نے کہا کہ زمانۂ ظہور کی معرفت و شناخت ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔کیونکہ غیبت کے زندان میں زندگی بسر کرنے والا کہ جس نے ظہور کے زمانے کی حلاوت کو نہ چکھا ہو ،وہ کس طرح بند آنکھوں سے زمانۂ ظہور کی نورانیت کو دیکھ سکتا ہے؟

یہ واضح ہے کہ جب تک غیبت کے زندان سے رہائی نہ پا لیں اور زمانۂ ظہور کو درک نہ کر لیں ، تب تک اس بابرکت دن کی عظمت سے آگاہ نہیں ہوا جا سکتا۔کیونکہ جب تک اس پرواز اور بااعظمت زمانے کو نہ دیکھ لیں ،تب تک اس کی خصوصیات اور جذابیت کو مکمل طور پر نہیں جان سکتے۔

اگر اس کتاب میں موجود مطالب آپ کے لئے نئے ہوں تو اس بابرکت زمانے کا انکار نہ کریں کیونکہ ایسا زمانہ کبھی نہیں آئے گا۔اگر کتاب میں بیان کئے گئے مطالب آپ کے لئے حیران کن ہوں توجان لیں کہ یہ مطالب اس زمانے کی خصوصیات کی چھوٹی سی جھلک ہیں۔کیونکہ اس زمانے کی تمام خصوصیات و برکات کو مکمل طور پر بیان کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔اس زمانے کی برکات ہمارے تصور سے کہیں زیادہ ہیں۔

گفتم همه ملک حسن سرمایۂ تست ‏ ‏ ‏ خورشید فلک چو ذرہ درسایۂ تست

گفتا غلطی زمان شان نتوان یافت ‏ ‏ ‏ از ما تو هر آنچه دیده ای پایۂ تست

اس مطلب کو ثابت کرنے کے لئے کتاب بحار الانوار سے اپنی بات کو امام محمد باقر علیہ السلام سے زینت بخشتے ہیں:

" قلت لابی جعفر:انّما نصف (صاحب)هذا الأمر بالصفة الّتی لیس بها احد من الناس

فقال :لا واللّه لا یکون ذلک ابداً حتی یکون هو الّذی یحتجّ علیکم بذلک و یدعوکم الیه بیان:قوله" بالصفة الّتی لیس بها أحد " أی نصف دولة القائم و خروجه علی وجه لایشبه شیئاً من الدول، فقال :لا یمکنکم معرفته کما هی حتی تروه..." [1]امام باقر علیه السلام س عرض کیا:هم(صاحب) حکومت الٰهی کی ایس توصیف کرت هی که لوگو می س کوئی ایک بهی وه صفت نهی رکهتا

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۵۲ص۳۶۶ح۱۴۹

آنحضرت نے فرمایا:نہیں خدا کی قسم !جیسا تم کہہ رہے ہو ایسا بالکل نہیں ہے ،حتیٰ وہ خود اس سے حجت قائم کریں اور تمہیں اس کی طرف بلائیں۔

مرحوم علامہ حلی اس روایت کی توضیح میں فرماتے ہیں:ہم امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کی ایسی توصیف کرتے ہیں کہ کوئی حکومت بھی ان کی حکومت کی طرح نہیں ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا ہے وقت اس دن کو پہنچنا چاہیئے ،تمہارے لئے اسے وہاں پہنچانا ممکن نہیں ہے۔مگر یہ کہ اس دن کو خود دیکھ لو۔

جی ہاں !دنیا کا مستقبل اس قدر نورانی اور درخشاں ہے کہ ابھی ہم اسے دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتے۔لیکن اس کے باوجود ہم سب کو اپنے تمام وجود کے ساتھ اس دن کے آنے کی فکر کرنی چاہیئے اور اس مبارک دن کی آمد کا دل سے انتظار کرنا چاہیئے۔کیونکہ انتظار کی حالت نہ صرف سب سے بہترین حالت ہے بلکہ بہترین جہاد،کوشش اور بافضیلت ترین عمل اور افضل ترین عبادت بھی ہے۔رسول اکرم (ص) کا ارشاد ہے:

"افضل جهاد امّتی انتظار الفرج "[1]میری امت کا بہترین جہاد انتظار فرج ہے۔

امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"افضل اعمال شیعتنا انتظارُ الفرج "[2]

ہمارے شیعوں کا افضل ترین عمل انتظار فرج ہے۔ خاندان نبوت علیہم السلام کی نگاہ میں وہ بابرکت دن اس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۷۷ص۱۴۳

[2]۔ بحار الانوار:ج۵۱ص۱۵۶

اس کتاب کی تالیف کا مقصد

اس کتاب کو لکھنے میں میرا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ مکتب اہل بیت علیہم السلام کے پیروکار دنیا کے اس اہم ترین مسئلہ سے آگاہ ہو جائیں۔بلکہ اس کا مقصد اس پرنور،مبارک،باعظمت اور بابرکت دن کے آنے اور اس دن خاندان رسالت کی آفاقی و کریمانہ حکومت کے نافذ ہونے کے لئے کوشش کرنا ہے۔

اس بناء پر اب جب کہ ہم نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا ہے ، اب ہمیں مصمم ارادہ کرنا چاہیئے کہ ہم اس کتاب میں موجود اہم نکات کے بارے میں غور و فکر کریں گے اور دوسروں کو ان نکات سے آگاہ کرنے کے لئے کوشش کریں۔کیونکہ علم اگر عمل اور فعالیت کے ہمراہ نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔لہذا اس کتاب کا مقصد صرف کتاب میں موجود مطالب کو پڑھنا ہی نہیں ہے، بلکہ دنیا کے اس اہم ترین حیاتی مسئلہ کی طرف سعی وکوشش کرنا بھی ہے۔

لازم تذکرہ

ظہور کے زمانے کے بارے میں بحث اس قدر خوشی،مسرت،راحت اور سکون کا باعث ہے کہ قلم حرکت سے رکتا ہی نہیں ۔اسی وجہ سے مصنف نے ظہور کے درخشاںزمانے کے بارے میں خاندان وحی علیہم السلام کے فرمودات کی روشنی میں قلم فرسائی کرتے ہوئے زمانۂ ظہور کی بحث کو چند عنوان میں تقسیم کیا۔

ا۔دنیا کے مستقبل کے بارے میں حضرت امام علی علیہ السلام کے ارشادات۔

اگرچہ حضرت امیر المؤمنین امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ارشادات و فرمودات اتنے زیادہ ہیں کہ جن کے بیان کے لئے کئی مستقل کتابوں کی ضرورت ہے۔

۲۔امام مہدی علیہ السلام کی آفاقی حکومت کے آغاز میں دنیا کے متعلق خاندان وحی علیہم السلام کے فرمودات،دنیا کے تسخیر ہونے کی کیفیت ،زمانہ ظہور کے اصحاب کے بارے میں مہم نکات۔اس بارے میں بھی الگ سے تالیف کی ضرورت ہے۔

۳۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کریمانہ و آفاقی اور عالمی حکومت کے بارے میں اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے ارشادات۔

یہ کتاب حضرت بقیۃ اللہ الاعظم(عج) کی والدہ ماجدہ حضرت نرجس خاتون علیہا السلام کے حضور ہدیہ پیش کرتا ہوں تا کہ یہ کتاب ثواب کی حامل بن جائے اور حضرت بقیۃ اللہ الاعظم(عج) کی عنایات ہمارے شامل حال ہوں اوراس کے ذریعہ ہمارے دلوں پہ جما ہوا زنگ دور ہو جائے ۔ اس باعظمت زمانے اور اوس جنت امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کے آنے سے ریحانہ رسول، بنت پیغمبر،مظلومہ کائنات ، ام الائمہ ، طاہرہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو شادمانی ملے گی اور دنیا میں عدل کا نظام قائم ہو گا۔

جی ہاں!اس وقت زمین وزمان کے ولی،صاحب امر حضرت بقیہ اللہ الاعظم (عج) اپنی ولایت کو آشکار کریں گے،جس سے دنیا والوں کو علم ہو جائے گا کہ زمین،ساتوں آسمان بلکہ فرش سے عرش تک ہر چیز پرخاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کی قدرت ہے۔اگر ان زمانے میں انہوں نے خلافت چھوڑ دی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے تھے،بلکہ وہ یہ بتانے کے لئے تھا کہ فرعون و ہامان میں ولایت کی قدرت نہیں ہے اور جبت و طاغوت خدائی قدرت نہیں رکھتے اور اگرچہ قارون خزانوں کا مالک ہے ،لیکن آخر میں یہ خزانے اس سے جدا ہو گئے ،اگرچہ شدّاد نے زمین پر جنت بنا لی ،لیکن اس میں قدم بھی نہ رکھ سکا۔امام زمانہ علیہ السلام کی آفاقی حکومت ،صالحین کی حکومت ہے ،جس میں ظالموں اور جابروں کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

پہلا باب

عدالت

عدالت پیغمبروں کا ارمان

معاشرے میں عدالت یا عادلانہ معاشرہ؟

عصرِ ظہوراور عدالت

عدالت کی وسعت

دنیا کی واحد عادلانہ حکومت

عدالت کا ایک نمونہ

ہر طرف عدالت کا بول بالا

عدالت کا نفاذ اور حیوانات میں بدلاؤ

حیوانات کا رام ہونا

حیوانات پر مکمل اختیار

الیکٹرک پاور سے بڑی قوّت

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کا تابناک نور

حیوانات کی زندگی پر تحقیق

عدالت پیغمبروں کا ارمان

عدالت کا مسئلہ اور انسانی معاشرے میں اس کی اہمیت اتنی ضروری ہے ۔ خداوند متعال نے تمام نبیوں اور آسمانی کتابوں کو امتوں کے درمیان عدل قائم کرنے اور ظلم و ستم کو ختم کرنے کے لئے مبعوث کیا۔ خداوندکریم کا سورۂ حدید میں ارشاد ہے:

"لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ "[1]

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے تاکہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں۔

اس بناء پر پیغمبروں کی رسالت اور آسمانی کتابوں کے نزول کا مقصد معاشرے میں عدل قائم کرنا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہر دور کے قابیل کی سازشوں اور عدل کی راہ میں کانٹے بچھانے والوں کی وجہ سے ابتداء سے لے کر آج تک اور حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے قیام اور حکومت سے پہلے تک کبھی بھی انسانی معاشرے میں عادل حکومت قائم نہیں ہو سکی ۔ کسی بھی معاشرے میں عادلانہ نظام قائم نہ ہوسکا ۔[2]

----

[1]۔ سورہ حدید آیت: ۲۵

[2]۔ حضرت امیرالمؤمنین علی کے پانچ سالہ دورِ حکومت میں بھی دشمنوں نے حکومت کے خلاف ہر طرح کی سازشیں رچائیں اور اس دور میں بھی فدک غاصبوں کے قبضہ میں باقی رہا۔

معاشرے میں عدالت یا عادلانہ معاشرہ؟

قرآن کی آیت شریفہ میں پیغمبروں کی رسالت اور آسمانی کتابوں کے نزول کا ہدف ومقصد عادلانہ نظام اور عادلانہ معاشرہ تشکیل دینا قرار دیا گیا ہے۔اسی طرح وہ خود بھی عدل پر عمل کریں نیز حکومتِ الٰہی ان کے درمیان عدل کے حکم کو جاری کرے۔

لوگوں میں عدالت کو رواج دینا اور امتوں میں عدل قائم کرنا بزرگ پیغمبران الٰہی کا وظیفہ ہے جب حضرت بقیة اللہ الاعظم(عج) کی الٰہی حکومت عملی جامہ پہنائے گی۔ان کی عادلانہ حکومت پوری دنیا اور تمام اقوامِ عالم پر قائم ہو گی۔

خدا کے تمام پیغمبروں نے لوگوں کے درمیان عدل قائم کرنے اور عدل کی حاکمیت کے لئے جو زحمتیں تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں ،ان سب کا نتیجہ امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت ہے۔ اس وقت ظالموں اور ستمگروں کی فائل ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گی اور اس مبارک دن میں کفر و گمراہی کے پرچم ہمیشہ کے لئے سرنگوں ہو جائیں گے۔اس زمانے میں دنیا کے تمام مظلوم ستمگروں اور ظالموں کے شر سے نجات پا جائیں گے۔تب انسانوں کا نظامِ زندگی بدل جائے گا اور انہیں ایک نئی حیات ملے گی۔

اس طرح خدا کے پیغمبروں اور خاندانِ نبوت علیہم السلام کا دیرینہ ارمان پوراہو جائے گا اور صدیاں گزرنے کے بعد عدل دنیا میں عملی طور پر نافذ ہو گا۔اسی وجہ سے حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) سب امتوں کے لئے موعود ہیں۔لہٰذا امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

"السلام علی المھدی الّذی وعد اللّٰہ عزّوجل بہ الامم "[1]

حضرت مہدی علیہ السلام پر سلام ہو جن کے ظہور و حکومت کا خداوند کریم نے تمام امتوں سے وعدہ کیا ہے۔

----

[1]۔ جمال منتظر، مہدیہ: ۴۳۶

عصرِ ٗ وراور عدالت

زرت ولی عٌ ر علیہ السہ م کی عادلانہ حکومت میں ایے عظیم اور مہم بدلاؤوجود میں آئیں گے ۔ ستمگروں اور بد ت گزاروں کی دنیا اجڑ جائے گی۔بلکہ ان ے ظلم اور رائج بدعتوں ے آثار بھی ختم ہوجائیں گے۔اس اہم نکتہ کو درک کرنے ے لیے تفکر و تعقل کی ضرورت ہے ۔ اب تک ستمگروں اور بد ت گزاروں نے دنیا میں ے پلید اور نقصان دہ نتائج پیش کئے ہیں؟انہوں نے کس طرح لوگوں کو اقتصادی مسائل اور فکری و معنوی فقر میں مبتلا کر رکھا ہے؟

نجات اور رہائی ے دن ،دنیا اتنی خوبصورت ہوگی ۔ اس وقت نہ صرف ستمگروں اور ان بلکہ ان ے ظلم و ستم ے نشان بھی مٹ جائیں گے۔

ہم اس حیات بخش اور کامل زمانے کی تصویر کشی کرنے ے لئے وتنہا فکر ے نیاز مند ہیں۔تا ۔ عٌ ر ظہور کی نورانیت و درخشندگی کو ذہن میں تصور کرسکیں۔

یہ اں ہم نے جوانتہائی اہم نکتہ اخذکیاہے وہ یہ ہے ۔ زرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج)عادلانہ حکومت میں حتی ۔ مظالم و بدعتوں ے آثار بھی نہیں ہیں گے یہ

وہ حقیقت ہے ۔ جو ہم نے مکتب ا بیت علیہم السہ م سے سیکھی۔

زرت امام ۔ باتر علیہ السم م زماتے ہیں:

"هذه الآیة"الَّذِینَ اِن مَکَّنَّا هُم [1]" نزلت فی المهدی و اصحابه یملکهم مشارق الارض و مغاربها، و یظهر اللّٰه بهم الدین حتی لا یری اثر من الظلم و البدع " [2]

یہ آیہ شریفہ"یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا" زرت مہدی علیہ السم م اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔خدا انہیں زمین پر مشرق و مغرب کا مالک بنائے گا ،ان کے ذریعے دین کو ا ر کرے گا ۔یہ ال یک ظلم اور بد ت کے آثار بھی د ائی نہیں دیں گے۔

کیا اس حیات بخش زمانہ کو نہ دیکھیں؟کیا اس زمانہ کو درک کر سکتے ہیں؟

عدالت کی وسعت

آپ کو معلوم ہے کہ عصر ظہور ،عدل و عدالت سے سرشار زمانہ ہے۔جیسا کہ ہم نے خاندانِ عصمت و ارت کے زامین سے نقل کیا کہ اس زمانے میں ظلم و ستم کے آثار باقی نہیں رہیں گے۔

اس وقت ستمگروں کی طرف سے لوگوں پر لادے گئے ر تسم کے مسائل اور تر و نیاز نہ صرف برطرف ہوجائیں گے بلکہ ان کا جبران بھی ہو گا۔

----

[۱]۔ سورہ حج، آیت:۴۱

[۲]۔ ا قاق الحق:ج۱۳ص۳۴۱

پوری دنیا میں عدل کابول بالا ہوگا عدل کا پرچم بلند اور ظلم کا پرچم سرنگوں ہوگا۔تمام مظلومانِ عالم ظالموں کے شر سے نجات پائیں گے ۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی عادلانہ حکومت پوری دنیا کے لوگوں کے سروں پر رحمت و عدالت کا سایہ کرے گی۔

اس وقت صرف حکومتی اداروں میں ہی نہیں بلکہ بازاروں ،شاہراؤں ،تجارتی مراکز بلکہ گھروں کے اندر بھی عدل و عدالت قائم ہوگی اور ظلم و ستم کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

عدالت ایک قوی انرجی کی طرح ہر جگہ حتی ہر گھر میں سرایت کرجائے گی ۔ جس طرح سردی اور گرمی ہر جگہ کو اپنے اختیار میں لے لیتی ہے۔اسی طرح آنحضرت کی عدالت بھی ایک عظیم طاقت کی طرح ہرجگہ پھیل جائے گی۔اس بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اما واللّٰہ لیدخلن علیھم عدله جوف بیوتھم کما یدخل الحرّ و القرّ " [1]

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عدالت حتمی اور قطعی طور پر گھروں میں داخل ہوجائے گی جس طرح گرمی و سردی داخل ہوتی ہیں۔

اب ممکن ہے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ عدالت پوری دنیا کواپنی آغوش میں لے لے اور جس طرح انرجی و حرارت ہر جگہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے؟یہ کس طرح ممکن ہے کہ پوری دنیا میں عدالت قائم ہوجائے اور پھر ظالموں کا زور اور ظلم و ستم صفحہ ہستی سے مٹ جائے؟ اگر اس زمانے کے لوگ بھی ہمارے زمانے والوں کی طرح ہوں تو کیا ہر جگہ عدالت کا حاکم ہونا ممکن ہے؟کیا ممکن ہے کہ ظالموں اور ستمگروں کا زور اور دہشت دوسروں کو اپنی زنجیروں میں نہ جکڑے؟

----

[1]۔ الغیبۃ مرحوم نعمانی :۲۹۷

اس کے جواب میں یوں کہیں کہ جب تک بشریت اپنی اوّلی اور سالم فطرت کی طرف نہ لوٹے اور اس کی عقل و فکر تکامل کی حدوں تک نہ پہنچے،تب تک یہ ممکن نہیں کہ انسان ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں اور دنیا میں ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف قائم ہونے دیں۔

اسی وجہ سے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (ع) حکومتِ عدلِ الٰہی کو استقرار دینے کے لئے تمام انسانوں کے وجود میں اساسی تحول ایجاد کریں گے جس سے بشریت تکامل کی طرف گامزن ہوکر عدل و انصاف کا رخ کرے گی اور بُرائیوں کے وجود اور ان کے مظالم سے متنفر ہوجائے گی۔

یہ اساسی تحوّلات تب اس صورت میں متحقق ہوسکتے ہیں کہ جب انسانوں کے وجود میں تکامل ایجاد ہو اور تکامل کے ایجاد ہونے سے ان کی روحانی و فکری اور عقلی قدرت میں اضافہ ہوگا۔پھر وہ نفس امّارہ اور نفسانی خواہشات کی مخالفت سے تکامل کی طرف گامزن ہوں گے۔

دنیا کی واحد عادلانہ حکومت

جیسا ہم نے ذکر کیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ الٰہی حکومت عالمی ہوگی،جو پوری دنیا پر حکومت کرے گی۔زمین کے دور دراز کے خطے حتیٰ کہ بیابانوں ،پہاڑوں میں بھی ان کی قدرت و حکومت کے علاوہ کوئی حکومت نہیں ہوگی ۔پوری دنیا ان کی عادلانہ و شریفانہ حکومت سے سر شار و مستفید ہوگی۔

ہم حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (ع) کی زیارت میں یوں پڑھتے ہیں:

"و تجمع به الممالک کلّھا ،قریبھا و بعیدھا ،عزیزھاوذلیلھا شرقھا وغربھا،سھلھا و جبلھا صبا حا و دبورھا،شمالھا و جنوبھا ،برّھا و بحرھا ،حزونھا و وعورھا ،یملاھا قسطا و عدلاًَ کما ملئت ظلماًَ وجوراًَ " [1]

ان کے ذریعہ تمام حکومتوں کو ایک حکومت میں تبدیل کردیا جائے گا۔وہ ان میں سے نزدیک اور دور ، باعزت و ذلیل، مشرق و مغرب کی حکومتوں کو اور ان کے صحراؤں اور پہاڑوں ،چراگاہوں اور بیابانوں کو شمال و جنوب ، خشکی و تری اور ان میں سے زرخیز و بنجر زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا ۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھرچکی ہو گی۔

اس بناء پر حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) سب حکومتوں کو ایک عادلانہ حکومت میں تبدیل کر یں گے وہ دنیا کی تمام حکومتوں کو اپنی حکومت کے زیر تسلط لے آئیں گے۔چاہے وہ حکومت مشرق میں ہو یا مغرب میں ،چاہے وہ قدرت کے لحاظ سے مقتور ہو یا کمزور ۔وہ پوری دنیا پر فتح و نصرت کے ذریعہ واحد عادلانہ حکومت قائم کرینگے ۔ دنیا کی تمام حکومتیں ان کی حکومت میں ضم ہو جائیں گی۔

رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں:

"الآئمة من بعدی اثنا عشر اوّلھم انت یا علی و آخرھم القائم الذی یفتح اللّٰہ تعالٰی ذکرہ علٰی یدیہ مشارق الارض و مغاربھا "[2]

میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے پہلے امام یا علی آپ ہیں اور آخری امام قائم ہیں ۔ خدا اس کے ہاتھوں سے زمین کے مشرق و مغرب کو فتح کرے گا۔

----

[1]۔ حکومت مہدی: ٦١٨

[2]۔ بحارالانوار:ج٥٢ص٣٧٨

ساری دنیا پر فتح پانے سے دنیا کے ہر خطے میںخدا کی عادلانہ حکومت حاکم ہو گی۔کہیں بھی ظلم و ستم کا چھوٹا سا نمونہ بھی دکھائی نہیں دے گا۔اسی وجہ سے دنیا کے سب مظلوم حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عادل حکومت کے منتظر ہیں وہ اس حکومت کے انتظار میں ہیں کہ جب پوری دنیا میں عدل و انصاف حاکم ہوگا۔

ہم آنحضرت کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

" السلام علیک ایّھا الموٴمّل لِاحیاء الدّولة الشریفة " [1]

سلام ہو تجھ پر کہ جس کی شریف(عادلانہ)حکومت کو زندہ رکھنے کے لئے آرزو کی جاتی ہے۔

حضرتامام محمد باقر علیہ السلام،ان کی درخشاں حکومت اور عصرِ ظہور کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یظھر کالشھاب ، یتوقد فی اللیلة الظلمائ، فان ادرکت زمانه قرّت عینک"[2]

جس طرح رات کی تاریکی میں شہاب شعلہ ور ہوتا ہے،اگر ان کے زمانہ کو دیکھو گے تو تمہاری آنکھیں روشن ہوجائیں گی۔

جس طرح سیاہ رات میں اگر کوئی روشن ستارہ نمودار ہو تو وہ سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلیتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ بھی ایسا ہی ہو گا۔

جب سب انسان گمراہی،تاریکی اور فساد میں مبتلا ہوں گے ،تو لوگوں کے لئے امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور اس قدر درخشاں و منور ہوگا کہ سب لوگ اسی کی جانب متوجہ ہو جائیں گے۔تاکہ ضلالت و گمراہی کی تاریکی سے نکل کر ہدایت و نجات کی طرف آسکیں۔

----

[۱]۔ صحیفہ مہدیہ:۶۳۰

[۲]۔ الغیبة مرحوم نعمانی:۱۵۰

اس وقت منتظرین اور انتظار کرنے والوںکی آنکھیں روشن ہوجائیں گی ۔ان کی تھکاوٹ و خستگی ختم ہوجائے گی اور ان میں خوشی و مسرّت کی لہر دوڑ جائے گی۔جب لوگوں میں رات کے اندھیرے کی طرح اختلافات ،جنگ و جدال ،ظلم و ستم، خونریزی و فساد اپنے عروج پر ہوگا تو آنحضرت کی عادلانہ حکومت ان مظلوم اور بے آسرا لوگوں کو وحشت و اضطراب سے نکالے گی۔ایک دن کے بارے میں رسول اکرم (ص)نے فرمایا:

"ابشروا با المهدی ،ابشر وا باالمهدی،ابشروا باالمهدی یخرج علی حین اختلاف من الناس و زلزال شدید،یملأ الارض قسطا و عدلا، کما ملئت ظلما وجوراً،یملأ قلوب عباده عبادة و یسعهم عدله "[1]

تمہیں مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتا ہوں مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتا ہوں، مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت دیتا ہوں،جب لوگوں میں شدید اختلافات ہوں گے تو اس وقت امام زمانہ علیہ السلام ظہور کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کریں گے جس طرح سے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔وہ خدا کے بندوں کے قلوب کو حالت عبادت و بندگی سے سرشارکریں گے سب پر ان کی عدالت کا سایہ ہوگا۔

رسول اکرم(ص)نے فرمایا:

" یحل بامتی فی آخر الزمان بلاء شدید من سلاطینهم لم یسمع بلاء اشد منه حتی لا یجد لارجل ملجائ، فیبعث اللّٰه رجلا من عترتی اهل بیتی یملأ الارض قسطاً و عدلاًکما ملئت ظلما و جورایحبه ساکن الارض و ساکن السماء ، وترسل السماء قطرهاو تخرج الارض نباتها لاتمسک فیها شیئا....... یتمنی الاحیاء الاموات مما صنع اللّه بأهل الارض من خیره " [2]

----

[1]۔ الغیبۃ نعمانی: ۱۱۱

[2]۔ احقاق الحق :ج۱۳ص۱۵۲

آخری زمانے میں میری امت کو اپنے بادشاہوں و حکمرانوں کی طرف سے سخت مشکلات کا سامنا ہوگا ۔ کسی نے بھی اس سے زیادہ سختی کا نہیں سنا ہوگا۔انسان کو کوئی پناہگاہ اور ان سے فرار کی جگہ میسر نہیں ہو گی۔

پس خدا وند متعال میری عترت و اہلبیت علیہم السلام سے ایک شخص کو ان کی طرف بھیجے گا ۔جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا ۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی تھی۔

زمین و آسمان کے مکین اسے دوست رکھتے ہیں ۔آسمان بارش برسائے گا زمین نباتات اگائے گی اوراس میں سے کوئی چیز بھی اپنے اندر نہیں رکھے گی ،اس وقت زندہ افراد آرزو کریں گے ۔ کاش ان کے مردے بھی ان کے ساتھ ہوتے ۔ان کی اس آرزو کی وجہ اس زمانے میں اہل زمین پر کی جانے والی خوبیاں ہیں۔

ہم حضرت مہدی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت کے جاری آنے کی امید کرتے ہیں اور ہم ان بزرگوار کی عالمی حکومت کے قائم ہونے کے شمار ہوں۔

عدالت کا ایک نمونہ

ابتدائے تاریخ سے آج تک ہمیشہ طاقتوروں اور دولتمندوں نے اپنی طاقت اور دولت کے زور پر فقیر ، مستضعف اور کمزور لوگوں کے حقوق کو پامال کیا۔

اب تک ثروت مند نہ صرف دنیاوی امور بلکہ ایسے عبادی امور میں بھی پیش قدم ہوتے ہیں ۔ جن میں دولت و ثروت کا اہم کردار ہوتا ہے اور ضعیف و ناتواں افراد فقط ان کا منہ دیکھتے رہتے۔

امام عصرعلیہ السلام کی عادل حکومت میں دولت و ثروت کا یہ حال نہیں ہوگا۔بعض افراد کی دولت ، دوسرے افراد کی محرومیت کا باعث نہیں ہوگی۔

اس زمانے میں ہر انسان کے لئے بغیر کسی امتیاز کے عدالت بہترین طریقے سے نافذ ہوگی۔

اب ہم جو روایت ذکر کرنے جارہے ہیں،وہ عالمی عدالت کے ایک نمونے کو بیان کرتی ہے:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اوّل مایظهر القائم من العدل ان ینادی منادیه:

"ان یسلم صاحب النافلة لصاحب الفریضة الحجر الاسود و الطواف"[1]

حضرت قائم علیہ السلام سب سے پہلے جس عدالت کا قیام کریں گے وہ یہ ہے کہ آنحضرت کا منادی ندا دے گا کہ جو افراد مستحب حج انجام دے رہے ہیں وہ محل طواف اور

حجر اسود ان لوگوں کے اختیار میں دے دیں کہ جن پر حج واجب ہے۔

اگر آج کے زمانے میں کچھ ثروتمند مقدس مقامات کی زیارت کی قیمت و اخراجات اتنے بڑھا دیتے ہیں کہ بہت سے لوگ اس سعادت سے محروم ہوجاتے ہیں لیکن اس درخشاں زمانے میں محرومیت کا نام و نشان نہیں ملے گا ۔سب لوگ خانۂ خدا اور مقدس مقامات کی زیارت کرسکیں گے۔اسی لئے عبادی امور میں بھی لوگوں کی شرکت بہت زیادہ ہوگی۔

اسی وجہ سے حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) کا پیغام خانۂ خدا کے تمام زائرین تک پہنچے گا کہ جنہوں نے اپنے واجب اعمال انجام دے دیئے ہیں وہ دوسروں کے لئے زحمت و محرومیت کا باعث نہ بنیں۔

یہ اس عالمی عدالت کا اوّلین کارنامہ ہے کہ جس پر ابتدائے ظہور میں عمل ہوگا۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج۵۲ ص۳۷۴

ہر طرف عدالت کا بول بالا

جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ ظہور کے زمانے میں دنیا سے ظلم و ستم کا نام و نشان مٹ جائے گا اور پوری دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے گی ۔اس دن ظلم و ستم،جنگ و جدال اور خونریزی کا نشان باقی نہیں رہے گا۔ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی حکومت کے زیر سایہ انسانیت و بشریت سکون کا سانس لے گی ۔یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ ہزاروں سال پہلے لوگوں کو اس دن کے آنے کی خبر دی گئی اور آخرکار دنیا خود اس دن کی گواہ ہوگی۔

اس مسئلہ میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔کیونکہ عقلوں کے تکامل کا لازمہ اصلی انسانی فطرت کی طرف لوٹنا اور طبیعتوں کا پاک ہونا ہے اور یہ چیز ظہور کے درخشاں زمانے میں ہی متحقق ہوگا۔

عدالت کا نفاذ اور حیوانات میں بدلاؤ

یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دن حیوانات کی کیا کیفیت و حالت ہوگی ؟

کیا درندے اس وقت کے مظلوم انسانوں کی زندگی کا اپنی درندگی سے انتقام کریں گے؟

اگر ایسا ہو تو پھر کس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانے میں انسانی معاشرے میں ظلم نہیں ہوگا اور خونریزی و غارت گیری کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا؟اس حقیقت پر توجہ کریں کہ ظہور کا زمانہ یوم اللہ ہے۔اس دن زمین پر حکومت الٰہی ہوگی تو پھر یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ حیوانات میں کسی قسم کا تحول نہ آئے اور درندے اپنی درندگی کو جاری رکھیں؟

جی ہاں! حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کی عادلانہ اور عالمی حکومت کا لازمہ یہ ہے کہ دنیا میں امن و امان ہو اور اہل دنیا ہر قسم کے شر و طغیان اور ظلم و بربریت سے محفوظ رہیں۔

اس دن دنیا میں امن اسی صورت میں ممکن ہے ۔ جب درندوں سے ان کی درندگی ختم ہو جائے۔ موذی اور درندہ صفت حیوانات کی زندگی بدل جائے اور ان میں اساسی تبدیلیاں ایجاد ہونگی۔ورنہ درندہ صفت حیوانات میں پائی جانے والی درندگی کے ہوتے ہوئے انسان اور کمزور حیوانات کس طرح سے ان کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟

حیوانات کا رام ہونا

اب ہم اس بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات پر توجہ کریں ۔

رسول اکرم(ص)نے امام عصر علیہ السلام کی بشارت دی ہے اور عصر ظہوراور ان کی حکومت کی خصوصیات کو متعدد مرتبہ ارشاد فرمایا ہے اور اس وقت دنیا اور اہل دنیا حتی کہ حیوانات میں ہونے والے مہم تحوّلات و تغیّرات کی خبر دی ہے۔رسول اکرم (ص) اپنے ایک خطبے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: "و تنزع حُمة کلّ دابّة حتی یدخل الولید یده ف فم الحنش فلایضره،وتلقی الولیدة الاسد فلا یضرها،و یکون ف الابل کأنّه کلبها و یکون الذئب فالغنم کانّه کلبها وتملأ الارض من الاسلام و یسلب الکفّار ملکهم ولا یکون الملک الاّ للّه و للاسلام وتکون الارض کفاثورالفضة تنبت نباتها کما کانت علی عهد آدم؛یجتمع النفر علی القثاء فتشبعهم و یجتمع النفر علی الرّمّانة فتشبعهم ویکون الفرس بذُرَیهمات " [1] ہر حیوان سے گزند و ضرر سلب کر لیا جائے گا ۔حتی کہ چھوٹا بچہ زہریلے سانپ کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا ۔اگر بچہ شیر کے آمنے سامنے ہو تو شیر اسے نقصان نہیں پہنچائے گا ۔ اونٹوں سے درمیان شیر ایسے ہوگا جیسے ان کا کتا ہو۔بھیڑوں کے درمیان بھیڑیا بھی ان کے کتے کی طرح ہوگا۔پوری روئے زمین پر اسلام کا چرچا ہوگا۔کفّار سے ان کی ثروت و جائیداد سلب ہو جائے گی۔کوئی حکومت نہیں ہوگی

----

[1]۔ التشریف بالمنن: ۲۹۹

مگر خدا اور اسلام کی حکومت۔ زمین چاندی کے دسترخوان کی طرح ہے ،جو اپنے نباتات اسی طرح اگائے گی جس طرح وہ آدم کے زمانے میں اگاتی تھی۔

کچھ لوگ مل کر ایک خیار(کھیرا) کھائیں تو وہ سب سیر ہوجائیں گے۔ اگر کچھ مل کر ایک انار کھائیں تو وہ ان سب کو سیر کردے گا۔ایک گھوڑے کی قیمت چند درہم ہوگی۔

اس روایت میں ظہور کے منوّر و درخشاں زمانے میں دنیا میں ہونے والی اہم تبدیلیوں پر توجہ کریں:

۱۔درندہ حیوانات سے ان کی درندگی لے لی جائے گی۔

۲۔شیر اور بھیڑیئے جیسے وحشی اور درندہ حیوانات پالتو جانوروں کی طرح ہوجائیں گے اور وہ اونٹ اور بھیڑوں کے ساتھ زندگی گزاریں گے۔

۳۔جو کفار اپنے کفر پر باقی رہیں گے ان سے ان کاتمام مال و دولت لے لیا جائے گا ۔

۴۔اس زمانے میں دنیا پر صرف اسلام کی حکمرانی ہوگی ۔خدا اور رسول(ص) کی حکومت ہوگی اور اس کے علاوہ کسی حکومت کا وجود نہیں ہوگا۔

۵۔اس زمانے میں خیر و برکت اس قدر زیادہ ہوجائے گی کہ آج کی بہ نسبت پھلوں کی مقدار بہت زیادہ ہوجائے گی ۔ کھیرا اور انار جیسا ایک پھل چند لوگوں کو سیر کرے گا۔

۶۔اشیاء بہت سستی وکم قیمت ہوجائیں گی کہ ایک گھوڑا چند درہم میں خریدا اور فروخت کیا جا ئے گا۔

اس بناء پر اسلام عالمی حکومت،آسمانی برکات ،اقتصادی ترقی،زراعت میں اضافہ اوردرندوں سے وحشت و درندگی کا خاتمہ، اس زمانے کی اہم تبدیلیوں میں سے چند ہیں

یہ تمام عصرِ ظہور کی خصوصیات میں سے ہیں کہ روایت میں پیغمبر اکرم (ص) نے اہل زمین کو اس کی نوید سنائی ہے۔

وحشی حیوانات کا پالتو ہونا اور درندوں سے امان اس زمانے کی نعمتوں میں سے ایک ہے۔ حیوانات میں تحوّل و تبدّل اور بدلاؤ ، حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی قدرتِ ولایت اور اس زمانے کی موجودات پر ان کے اختیار کی دلیل ہے۔

اس زمانے میں نہ صرف درندے حیوانات سے درندگی ختم ہوجائے گی ،بلکہ اس زمانے میں لوگوںپر زمینی و آسمانی برکات نازل ہوں گی۔اسی طرح مختلف اشیاء میں ہر قسم کا تکامل،تحوّل،تبدّل اور ترقی بھی امامِ عصر کے ظہور اور ان کی قدرتِ ولایت کی وجہ سے ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ مسئلہ ظہور حضرت حجۃ بن الحسن العسکری (عج) کامادی و جسمانی ظہور نہیں ہے،بلکہ آنحضرت کے ظہور کا مقصد دنیا میں قدرتِ ولایت و تصرّف سے استفادہ کرنا ہے اسی وجہ سے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم(عج) کے ظہور سے عالمِ تکوین میں آنحضرت کے تصرفات آشکار ہوں گے اور سب لوگ پوری دنیا میں ان عجیب تبدیلیوں کے گواہ ہوں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" ینتج اللّٰہ تعالی فی ھذہ الامۃ رجلا منی و انا منہ یسوق اللّٰہ تعالٰی بہ برکات السمٰوات و الارض، فینزل السماء قطرھا و یخرج الارض بذرھا و تأمن وحوشھا و سبأھا و یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا،و یقتل حتی یقول الجاھل لو کان ھذا من ذریۃ محمدلرحم " [1]

خدا وند متعال اس امت میں سے ایک مرد کو بھیجے گا کہ جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، خداوند اس کے ذریعہ آسمان و زمین کی برکات جاری کرے گا ۔پس آسمان سے بارش برسائے گا اور زمین زراعت و نباتات پیدا کرے گی ۔وحشی اور درندے حیوانات پر امن ہوجائیں گے۔وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی وہ خاندانِ اہلبیت علیہم السلام کے دشمنوں کو قتل کرے گا ،یہاں تک کہ جاہل کہیں گے اگر یہ محمد (ص) کی ذریت سے ہوتا تو یقیناً رحم کرتا۔

----

[1]۔ الغیبۃ شیخ طوسی: ۱۱۵

ہم نے جو روایت ذکر کی ،اس میں امام حضرت صادق علیہ السلام سے امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں بہترین تعبیر نقل ہوئی ہے۔اس روایت میں امام حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: رجل منی و انا منہ ایسا مرد کہ جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

یہ ایک ایسی تعبیر ہے کہ جو امام حضرت صادق علیہ السلام سے امام عصر کی تجلیل و تعریف کو بیان کرتی ہے۔یہ وہی تعبیر ہے کہ جو رسول اکرم (ص)نے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمائی۔

اس روایت میں موجود دیگر نکات یہ ہیں:

۱۔ زمینی و آسمانی برکات کا نازل ہونا۔

۲۔ بارانِ رحمت کا برسنا۔

۳۔ زراعت و نباتات کی پیداوار میں اضافہ کہ جو زراعت اور اقتصاد کی ترقی کا باعث ہے۔

۴۔ وحشی حیوانات سے درندگی کا ختم ہوجانا۔

۵۔ دنیا کا عدل و انصاف سے سرشار ہونا۔

۶۔ روایت کے آخر میں امام صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد ،و یقتل حتی یقول الجاھل،یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مخالفین میں سے اعتراض کرنے والے موجود ہوں گے۔کیونکہ وہ کہیں گے کہ اگر یہ محمد (ص) کی نسل و ذرّیت سے ہوتے تو حتماً رحم کرتے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت رسول خدا(ص) اور ان کے رحیم ہونے کے معتقد ہوں گے۔لیکن امام زمانہ علیہ السلام کی امامت کے قائل نہیں ہونگے۔اسی وجہ سے وہ امام زمانہ علیہ السلام پر اعتراض کریں گے۔یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ ان میں قتل و غارت رونما ہوگا۔

اب اصل م لب کی طرف آتے ہیں اور حیوانات ے رام ہونے کی بحث کوجاری رکھتے ہیں ، جس ے بارے میں خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کی روایات میں تصریح ہوئی ہے۔

روایات کی بناء پر درندے حیوانات میں اس تبدیلی آئے گی ، وہ گوشت خوری کو چھوڑ کر چارہ کھانے و الے جانور بن جائیں گے۔

اس بیان سے واضح ہوجاتا ہے ، درندوں سے درندگی اور خونریزی کی صفت سلب ہوجائے گی اور وہ چارہ کھا کر اپنی غذائی ضروریات کو پورا کریں گے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

" تصلح فی ملکه السباح " [1]

حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت میں درندے ایک دوسرے ے ساتھ صلح و امن سے رہیں گے۔

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اصطلحت السباع و البهائم " [2]

درندے اور چوپائے آرام اور صلح سے رہیں گے۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۵۲ص۲۸۰

[2]۔ بحارالانوار:ج۵۲ص۳۱۶

یہ چیزیں ایسے افراد کے لئے دیکھنا مشکل ہوگا کہ جنہوں نے اپنے دلوں پر مہر لگا دی ہو اور وہ موجودہ اشیاء سے بڑھ کر کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتے ۔لیکن جو آنے والی دنیا اور دنیا کے آئندہ حالات اور مسائل کے بارے میں گہری نظر رکھتے ہوں،ان کے لئے یہ مسائل دیکھنا آسان ہے ۔کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ زمین و زمان میں رونما ہونے والے عجیب واقعات و تبدیلی ،کرہ زمین کے موجودات پر اچھے اثرات چھوڑیں گے اور تمام موجودات کوکامیابی و کامرانی کی طرف لے جائیں گے۔

اس حقیقت پر توجہ کرنے کے بعد اب یہ کہنے میں کیا حرج ہے کہ انسان تقویتِ ارادہ اور یقینِ محکم کے ذریعہ حتی حیوانات کو بھی اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لے؟

جس طرح شیخ بہائی اور ان جیسے افراد کی یا بابا طاہر کی قدرت نگاہ تانبے کو سونے میں تبدیل کردیتی تھی ، عقلوں کے تکامل کے دن انسان اپنے ارادے کو حیوانات پر القاء کرسکتا ہے کہ جو عقلاً مشکل ہے۔

اگر ہم اس دن کو موجودہ دور کے لوگوں کی طرح مانیں تو پھر اس حقیقت و واقعیت کو قبول کرنا مشکل ہوگا۔لیکن جیسا کہ ہم نے کہا کہ وہ دن ،عقلوں کے تکامل، اور انسانی قدرت کے قوی ہونے کا دن ہے۔اس بیان پر توجہ کرنے سے ایسے واقعات کو قبول کرنا بہت سہل و آسان ہوجائے گا۔

حیوانات پر مکمل اختیار

اب اس مطلب کے بیان کے لئے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ جو حیوانات میں تصرف و تحوّل کے امکان کی واضح دلیل ہے۔تا کہ یہ واضح ہوجائے کہ ہر طرف اور ہر جگہ عدالت کے نفاذ کے لئے حیوانات کے وجود میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔حیوانات کے دماغ و اعصاب میں تصرّف سے یہ کام بڑی آسانی سے انجام پاسکتا ہے۔

البتہ یہ بات مد نظر رہے کہ ہم عصر ظہور کی حیرت انگیز تبدیلیوں کو بیان کرنے کے لئے ایسے واقعہ کو نقل کرنے کے لئے مجبور نہیں ہیں کہ جو غیبت کے دوران پیش آیا ہو۔ہم یہ واقعہ صرف اس کے لئے بطور ایک دلیل ذکر کر رہے ہیں۔بلکہ یہ مطلب بعض افراد کے ذہن کے نزدیک کرنے کے لئے ہے شاید غیبت کے دوران حکومتِ الٰہی کے غاصبوں کی زرق و برق اور نمائشی زندگی ان پر اثر انداز ہوئی ہو۔

مذکورہ نکتہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس واقعہ پر توجہ کریں۔

"ڈل گاڈو"نامی ایک شخص بُل فائٹر تھا۔ہم اس کے بُل فائٹنگ کے ایک مقابلہ کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

بُل فائٹنگ کے ایک مقابلے میں لوہے کا دروازہ کھلا اور ایک انتہائی طاقتور بیل وہاں سے نکل کر میدان کی طرف بڑھا وہ بڑی تیزی سے سیدھا "ڈل گاڈو"کی طرف آرہا تھا۔وہ "ڈل گاڈو" کے بدن کے حساس ترین حصے کو نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ہزاروں تماشائی،فوٹو گرافر اور اخباری نمائندے اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور ان کے دل بہت تیزی سے دھڑک رہے تھے۔سب اس خوفناک منظر کو دیکھ رہے تھے۔کوئی بھی انہیں اس خوفناک منظر سے نکالنے والا نہیں تھا۔

میدان میں صرف ایک غضبناک بیل کے دوڑنے کی آواز گونج رہی تھی۔ہر کوئی اس لمحے کا منتظر تھا کہ کب بیل اپنے سینگوں سے "ڈل گاڈو"کو اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکے یا اپنے تیز اور نوکیلے سینگوں سے اس کے سینہ کو پھاڑ دے!

"ڈل گاڈو" نے بُل فائٹنگ کا مخصوص لباس بھی زیبِ تن نہیں کیا ہوا تھا اس نے تلوار کے بجائے ایک چھوٹا سا "ٹرکش" پکڑا ہوا تھا۔ جس پر کچھ بٹن نصب تھے۔ وحشی بیل بہت تیزی سے "ڈل گاڈو" کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صرف ایک لمحہ باقی تھا کہ بیل، ڈل گاڈو کو اٹھا کر ہوا میں پھینک دے۔ ہزاروں کی آنکھیں صرف اسی منظر پر جمی ہوئیں تھیں۔ ان کو خبر نہیں تھی کہ کیا ہوگا؟

"ڈل گاڈو" نے ایک بٹن دبایا تو بیل رک گیا، اس نے ڈل گاڈو کی طرف دیکھا اور بے ساختہ آہستہ اور معصوم حالت میں واپس پہلے والی جگہ کی طرف واپس جانے لگا۔ لوگ ابھی تک خوف زدہ تھے کہ اگر وہ چیخیں تو بیل دوبارہ غصے میں نہ آجائے لیکن اب بیل غصے میں نہ تھا۔ ڈل گاڈو نے بیل کے دماغ میں ایک چھوٹی سی سم نصب کی تھی کہ جس سے اس نے بیل کو واپس جانے کا حکم صادر کیا۔ نہ صرف اس نے بیل کو واپس لوٹنے کا حکم دیا بلکہ اس کے غصے کو بھی ختم کردیا۔ بیل اپنی جگہ سے واپس چلا گیا اور پھر سب لوگوں نے دیکھا کہ ایک بٹن دبانے سے وہ بیل پھر سے ڈل گاڈو کی طرف بڑھا اور دوبارہ بٹن دبا کر ڈل گاڈو نے اسے واپس لوٹنے اور غصہ ختم کرنے کا حکم دیا۔ بیل پھر واپس اپنی جگہ چلا گیا۔

تماشائیوں نے شور مچانا شروع کیا۔ لیکن بیل پھر بھی بڑے آرام سے بیٹھا رہا۔ یہ تجربہ کئی بار کیا گیا اور ہر بار تجربہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ بیل کے ذہن میں ایک چھوٹی سی الیکٹرک سِم کے ذریعے بیل کو اپنے کنٹرول میں کرسکتے ہیں[۱]

حیوان کو انجکشن لگا کر بے ہوش کرتے ہیں اور اس کے سر چاقو کے ذریعے چاک کرکے آپریشن کرتے ہیں۔ کھوپڑی کی ہڈیوں میں سوراخ کرتے ہیں اور اس میں ایک چھوٹی سی سِم نصب کردیتے ہیں کہ جس کا کچھ حصہ سر سے باہر رہتا ہے۔ پھر زخم پر پٹی باندھ دی جاتی ہے تاکہ زخم ٹھیک ہوسکے۔

----

[۱]۔ عجائب حس ششم:۵۴

بیٹری کے ذریعہ کام کرنے والے آلہ کی مدد سے لہروں کو سرمیں موجود سم سے جوڑا جاتا ہے۔اس آلے کا کام یہ ہے کہ وہ الیکٹرسٹی کی کچھ مقدار کو حیوان کے دماغ تک پہنچائے تاکہ یہ اس کے ذہن کو متحرک کرے۔[1]

۱۹۶۰ ء میں محققین کے ایک گروہ نے ایسا طریقہ دریافت کیا کہ جس کی مدد سے خارج میں ایک بجلی کا آلہ تیار کر کے اس سے دماغ کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔اس میں دماغ میں الیکٹرک سم ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں۔اس بارے میں ہونے والے تجربات میں یہ سب سے آسان اور سادہ طریقہ ہے ۔[2]

الیکٹرک پاور سے بڑی قوّت

ہمارے درخشاں زمانے میں نہ تو سرجری کے لئے چاقو کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی دماغ میں الیکٹرک سم رکھنے کی ضرورت ہوگی ۔کیونکہ اس وقت الیکٹرک پاور سے بڑی قوّت، دنیا کو اپنے احصار میں لے لے۔ تمام اشیاء حتی کہ حیوانات کے دماغ میں بھی انوارِ ولایت جلوہ گر ہوں گے۔جس سے نظامِ کائنات میں عجیب تحولات رونما ہوں گے۔

اب ان حیرت انگیز اور عجیب تغیّرات کے بارے میں رسول اکرم (ص)کے فرامین پر غور فرمائیں۔

اس روز حیوانات کے دماغ اور عصبی نظام میں تحوّلات کے بارے میں حضرت رسول اکرم (ص)یوں فرماتے ہیں:

----

[۱]۔ عجائب حس ششم:۵۸

[۲]۔ عجائب حس ششم:۶۵

" يقول الرجل لغنمه و لدوابه:اذهبوا فارعوا فی مكان كذا و كذا و تعالوا ساعة كذا و كذا،تمر الماشية بين الزرعين لا تأكل منه سنبلة و لا تكسر بظلفها عوداً،والحيات والعقارب طاهرة لا تؤدی احد و لا يؤذيها احد، والسبع علی ابواب الدور تستطعتم لا تؤذی احداً......" [1]

اس دن لوگ اپنی بھیڑ بکریوں اور چوپایوں کو کہیں گے کہ جاؤ اور فلاں جگہ جاکر چرو اور فلاں وقت واپس لوٹ آؤ۔اس دن حیوانات دو زراعت کی فصلوں سے گزریں گے لیکن فصل کا ایک خوشہ بھی نہیں کھائیں گے۔کوئی اپنی لاٹھی سے درخت کو شاخوں کو نہیں توڑے گا۔سانپ اور بچھو آزاد پھریں گے لیکن وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے اور کوئی انہیں اذیت نہیں پہنچائے گا۔

درندے حیوانات خوراک طلب کرنے لوگوں کے دروازوں پر آئیں گے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

حیوانات کے شعور میں تکامل و پیشرفت کے بارے میں وارد ہونے والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چوپائے لوگوں کے دستورات کو درک کرنے کی قدرت رکھتے ہوں گے۔اور وہ اپنے مالکان کے فرمان کو سمجھ سکیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے۔

اسی وجہ سے کسی کو چوپایوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔انہیں چرنے کے لئے زمان و مکان بتا دیا جائے گا تو وہ اپنے مالکوں کی طرف سے صادر کئے گئے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے معین شدہ چراگاہ جائیں گے اور معین وقت پر واپس لوٹ آئیں گے۔

نہ صرف انسانوں کا حیوانات سے باتیں کرنا ممکن ہے۔ بلکہ تاریخ میں ہمیں ایسے بہت سے موارد ملتے ہیں کہ جن میں حیوانات نے پیغمبروں،آئمہ اور اولیاءِ خدا سے گفتگو کی۔

----

[1] ۔ التشریف بالمنن:۲۰۳

بھیڑئے کا حضرت ابوذرسے بات کرکے انہیں رسول معظم اسلام (ص)کی بعثت کی خبر دینا،اس کا ایک نمونہ ہے۔

ہم نے جو روایات ذکر کی۔اس میں رسول اکرم (ص)نے انسانوں کی چوپایوں سے بات کرنے کے مورد کو بیان فرمایا۔یہ ظہور کے زمانے کی خصوصیات میں سے ہے۔جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح بھی ہوئی ہے۔

حالانکہ حیوانات،قوۂ عقل سے عاری ہوتے ہیں۔لیکن ظہور کے درخشاں زمانے میں ان کے اعصابی نظام میں تصرّف اور ان میں تغییر و تحوّل سے حیوانات میں مہم تغیرات ایجاد ہوں گے۔

خلقت کی دنیا میں حیوانات اس طرح سے خلق ہوئے ہیں کہ ان کے اعصابی نظام میں تغیر وتبدل ان میں،تازہ اعمال کو انجام دینے کا سبب بنے گا۔میں اس تغیرو تحوّل کا منشاء ان کے وجود میں خدا نے نظامِ خلقت سے ہی قرار دیا ہے۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

ظہور کے درخشاں و منوّر زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام کے شفا بخش اور مبارک ہاتھوں سے انسان کی عقلی قدرت میں افزائش ایسے مسائل میں سے ہے کہ جن کے بارے میں خاندان عصمت و طہارت علیھم السلام کی روایات میں بھی وارد ہوا ہے۔اس کتاب میں یہ وضاحت سے ذکر ہوئے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حیوانات میں وجود میں آنے والے تحولات اور ان کے اعصابی نظام میں تصرّف اور حیوانی شعور میں ہونے والی پیشرفت کی کیا صورت ہوگی؟

یہ درست ہے کہ انسان کو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے شفا بخش ہاتھوں سے عقلی تکامل اور روحانی قدرت میں افزائش حاصل ہوگی۔لیکن حیوانات میں ایجاد ہونے والے تحولات کس طرح انجام پائیں گے؟

ہم اس سوال ے جواب میں کہتے ہیں ۔ شیطانی وائرس سے متاثر انسانی دماغ امامِ ع رے دستِ مبارک سے شفا پائے گا اور ان ے عقلی خزانے پر لگے قفل کھل جائیں گے۔ان میں مخفی قدرت ا ر ہوگی اور اسے بروئے کار لایا جائے گا۔

لیکن اس اہم ترین نکتہ کو مد نظر رکھیں ۔ ظہور ے زمانے میں انسانوں کا تکامل،اور اس عظیم اور حیرت انگیز قدرت تک رسائی ے مختلف عوامل ہیں ۔ جن تک لوگ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) ے وسیلہ سے پہنچ پائیں گے۔ان عوامل میں سے ایک آنحضرت ے شفا بخش دستِ مبارک ہیں۔

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کا تابناک نور

اس زمانے ے مہم تحوّلات و تغیّرات میں سے ایک حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کا تابناک نور ہے ۔ جو پوری کائنات پر پھیلا ہوگا اور جو دنیا کو سورج ے نور سے بھی بے نیاز کردے گا۔

جس طرح سورج کا نور دنیا ے ذرات پر مہم ،حیاتی اور لازمی اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں ا ر ہونے والا حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) (جو نور اللہ ہیں) کا تابناک و درخشاں نور پورے عالم میں عظیم تحوّلات کو جنم دے گا ۔جو عالمِ خاکی کو عالمِ پاکی میں تبدیل کردے گا۔

حیوانات کی زندگی پر تحقیق

اب یہ واضح ہوگیا ۔ اس دن کا نور بہت سے حیوانات کی زندگی میں واضح آشکار اثرات مرتب کرے گا ۔ہم حیوانات کی زندگی سے بارے میں بحث کرنے ے بعد اب اس ے کچھ نمونے نقل کرتے ہیں ۔

کروڑوں حیوانات کی زندگی ،ان کی پیدائش اور ان کی خلقت کے راز سے آشنا ہونے اور ان پر تدبر و تفکر کرنے سے ان کے عظیم اور با قدرت خالق پر انسان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے جس طرح خدا زمین و آسمان اور انسانوں کی خلقت کو اپنی قدرت کی نشانی کے طور پر بیان فرماتا ہے۔ اسی طرح وہ حیوانات کی خلقت کو بھی اپنی توانائی و قدرت کی نشانی کے طور پر بیان فرماتا ہے۔"

وَ مِن آیاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیهِمَا مِنْ دَابَّةٍ " [۱]

اور اس کی نشانیوں میں سے زمین و آسمان کی خلقت اور ان کے اندر چلنے والے تمام جاندار ہیں۔

اسی طرح قرآن میں ارشاد خدا وند ہے:" وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِن دَابَّةٍ آیَات لِّقَوْمٍ یُوقِنُونَ " [۲]

اور تمہاری خلقت میں بھی اور جن جانوروں کو وہ پھیلاتا رہتا ہے،ان میں بھی صاحبانِ یقین کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

خداوند کریم سورہ انعام میں ان کے اجتماع کے بارے میں فرماتا ہے :

" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِیْ الأَرْضِ وَلاَ طَائِرٍ یَطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ لاَّ أُمَم أَمْثَالُکُم مَّا فَرَّطْنَا فِی الکِتَابِ مِن شَیْءٍ ثُمَّ لَی رَبِّهِمْ یُحْشَرُونَ" [۳]

اور زمین میں کوئی رینگنے والا یا دونوں پروں سے پرواز کرنے والا طائر ایسا نہیں ہے جو اپنی جگہ پر تمہاری طرح کی جماعت نہ رکھتا ہو۔ہم نے کتاب میں کسی شیء کے بیان میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔اس کے بعد سب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔

----

[۱]۔ سورہ شوریٰ آیت:۲۹

[۲]۔ سورہ جاثیہ آیت:۴

[۳]۔ سورہ انعام آیت:۳۸

اس آیۂ شریفہ میں خدا وند تعالی حیوانات کے گروہ گروہ ہونے کو بیان فرمایا ہے۔

حیوانات کی زندگی میں دقت سے انسان قادر و مختار خالق کے وجود پر اپنے ایمان و اعتقاد کو مزید محکم کرتا ہے۔ہم یہ اں حیوانات کی زندگی کا ایک چھوٹا سا نمونہ نقل کرتے ہیں کہ جو حیوانات کے گروہ گروہ ہونے پر شمار ہے۔ نیز یہ دلالت کرتا ہے کہ سورج کی تپش میں اضافہ اور دن کا طولانی ہونا،کس طرح سے ان کے اعصابی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے اور کس طرح سے ان کی زندگی میں تحوّل ایجاد کرتا ہے۔

مختلف انواع و اقسام کے لاکھوں پرندے گرمیوں کے آخر میں ایسے مقامات کی طرف ہجرت کرتے ہیں کہ جہاں سردیوں میں آب و ہوا نسبتاً گرم ہو اور پھر سردیوں کے آخر میں اپنے اصلی وطن کی طرف واپس چلے جاتے ہیں۔

بعض پرندے ہر سال ہجرت کے سفر میں ۳۲ ہزار کلو میٹر سے زیادہ پرواز کرتے ہیں ۔وہ اپنے آبائی مقام کو دقت سے یاد رکھتے ہیں۔ان پرندوں میں سے بعض تنہا اور بعض ایک ساتھ مل کر ہجرت کرتے ہیں۔

دن لمبے ہونے کے ساتھ ہی پرندوں کی ہجرت کا آغاز ہوجاتا ہے۔دنوں کا طولانی ہونا،ان کے اعصابی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔جب دن چھوٹے ہوجاتے ہیں تو پرندوں کا عصبی نظام خاص پیغام دریافت کرتا ہے کہ گرم علاقوں کی طرف ان کی پرواز کا موجب بنتا ہے۔جب دنوں میں معین حد تک اضافہ ہوجائے تو ان کے ذہن کو ایک دوسرا پیغام موصول ہوتا ہے کہ جو ان کے اپنے آبائی وطن میں واپس آنے کا باعث بنتا ہے۔[1]

ہم منتظر ہیں اور ہمیں امید ہے کہ جو ہر از جو ہر حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے پاک نور کے طلوع ہونے سے پوری دنیا میں عظیم تحوّلات وجود میں آئیں گے اور حیوانات،جمادات،نباتات اور انسانوں کے وجود میں ترقی و پیشرفت کے نئے دور کا آغاز ہو گا یعنی اس دن جب زمین اور زمین میں موجود دوسری اشیاء بہتر صورت میں تبدیل ہوجائیں گی۔

----

[1]۔ پرسشہائے عجیب پاسخہائے عجیب ج:۲ ص:۹۸

دسواں باب

قضاوت

قضاوت کے بارے میں بحث

آغاز ظہور میں قضاوت اپنی اوج پر

ظن و گمان کی بنیاد پر قضاوت

قضاوت میں فہم و فراست

قضات، امیرالمؤمنین علی علیہ السلام سے قضاوت سیکھیں

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام

بحث روائی

قضاوتِ اہل بیت علیہم السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام

امام مہدی علیہ السلام کے فیصلے

زمانِ ظہور میں امام عصر علیہ السلام کے قاضیوں کے فیصلے

بحث کے اہم نکات

قضاوت کے بارے میں بحث

کفار و منافقین کے لشکر کی شکست اور دنیا کے ستمگروں کی نابودی سے پوری کائنات میں حکومت عدلِ الٰہی مستحکم ہوگی۔ ظالموں اور ستمگروں کے نامہ اعمال کی چھان بین کی جائے گی اور اگر کوئی روئے زمین پر کسی پہ ظلم کرے تو اسے برطرف کرے اس کا جبران کیا جائے گا۔

کیونکہ پوری دنیا میں ظلم و ستم کو ختم کرنے کا مقصد صرف اپنی رعایا پر ظلم و ستم کرنے والے بادشاہوں اور حکمرانوں کو نابود کرنا نہیں ہے۔ بلکہ سب ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔ چاہے انہوں نے کسی ایک ہی فرد پر ظلم کیوں نہ کیا ہو۔ اس وقت تمام مظلومین، ظالموں کے شر سے نجات پائیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ دوسروں پر ظلم کرنے والے بہت سے ظالم، خود کو ظالم نہیں سمجھتے اور وہ انجام دیئے گئے ظلم و ستم کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ یہیں سے ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اختلاف کھڑا ہوگا۔ کیونکہ ظالم اپنے تمام افعال کو عدل کا لبادہ پہنائیں گے اور مظلوم انہیں ظلم قرار دیں گے۔ ہر کوئی خود کو مظلوم اور دوسرے کو ظالم شمار کرے گا۔

ایسے موارد میں دونوں میں سے کسی کو بھی انجام دیئے گئے امور میں اختلاف و اعتراض نہیں ہوگا۔ ان کے اختلاف کی وجہ یہ ہوگی کہ کیا وہ کام ظالمانہ تھا یا نہیں تھا؟ بعض موارد میں ظالم اپنے ظلم کا انکار کریں گے۔ وہ یہ قبول نہیں کریں گے کہ انہوں نے ایسا کام انجام دیا ہے۔ یہ دو افراد یا دو گروہوں کے درمیان اختلاف کے دو نمونے ہیں۔

ایسے موارد میں قضاوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ علم و یقین سے ظالم و مظلوم کو ایک دوسرے سے تشخیص دے سکیں اور ظالم سے مظلوم کا حق لیا جائے۔ یہ بھی واضح ہے کہ بہت سے موارد میں طرفین میں سے کوئی بھی ایسا شاہد و گواہ نہیں لا سکے گا کہ جس کی شہادت قابل قبول ہو۔

اس صورت میں فقہی مسائل کی رو سے یمین و قسم کا دامن تھاما جائے گا۔لیکن ممکن ہے کہ منکر جھوٹی قسم کھاکر دوسرے کے حق کو پامال کرے اور ظالمانہ طریقے سے اس کا حق غصب کرے۔اسی طرح ممکن ہے کہ جھوٹی گواہی کے ذریعہ بھی صاحبِ حق کے حق کو پامال کیا جائے۔

آغاز ظہور میں قضاوت اپنی اوج پر[1]

جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ امام عصر (عج) کی حکومت کے آغاز سے ہی پاکسازی اور ظلم و ستم کو رفع کرنے کا آغاز ہوجائے گا ۔اسی وجہ سے ظہور کے آغاز میں ہی قضاوت کا مسئلہ اپنی اوج پر ہوگا۔تا کہ صحیح اور عادلانہ قضاوت کے ذریعے خطاؤں اور ستمگروں سے مؤمنین کا حق لے کر حقدار کو دیا جائے ۔

قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اس باشکوہ زمانے میں حقائق و واقعات کی روشنی میں فیصلے کئے جائیں گے اور اس وقت قضاوت کے مسئلہ میں کسی قسم کا شک و شبھہ باقی نہیں رہ جائے گا۔

اس زمانے میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) جن افراد کو لوگوں کے درمیان قاضی کے عنوان سے معین فرمائیں گے ،وہ غیبی امداد سے سرشار ہوں گے اور تکامل عقل اور تہذیبِ نفس کی وجہ سے کبھی بھی ان کے دل میں ظالم کے حق اور مدافع میں فیصلہ کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوگا ۔وہ خود کو خدا کے حضور اور حضرت ولی عصر (عج) کے محضر مبارک میں پائیں گے ۔اسی وجہ سے وہ حق کا حکم صادر کریں گے۔

----

[1]۔ یہ واقعہ ظہور کے آغاز میں واقع ہو گا اور حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی جہانی و آفاقی اور اجتماعی حکومت کے قائم ہونے کے بعد عدل و انصاف اپنی اوج پر ہو گا پھر کسی طرح کے اختلافات نہیں ہوں گے کہ جس کے لئے قضاوت کی ضرورت پیش آئے۔

قابل تو یہ ہے کہ اس زمانے میں عقلوں کے تکامل کی وجہ سے لوگ بھی عادلانہ حکم کے اجراء اور اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔یہ حضرت ولی عصر (عج) کی عادلانہ حکومت کا لازمہ ہے۔

اس زمانے میں قاضی تذکیہ نفس اور غیبی امداد کی صفات کی بناء پر صحیح حکم صادر کرے فتنہ کی آگ کو خاموش کریں گے اور عدل کے حکم سے ظلم کو نابود کریں گے ۔اس طرح سے وہ ظلم و ستم کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکیں گے اور عدل و انصاف کی بنیادوں کو مضبوط کریں گے۔

ظہور کے زمانہ میں ظلم و ستم کے نابود ہونے والے موارد میں سے ایک ظالمانہ تضاوت ہے۔یعنی وہ تضاوت کہ جو قاضی شخصی اغراض کی وجہ سے انجام دیتے ہیں۔

کیونکہ یہ واضح ہے کہ اگر قاضی خود ساختہ ہو اور وہ خود کو محضرِ خدا میں نہ دیکھے تو وہ جو حکم صادر کرے گا ،اس سے نہ صرف ظلم و ستم کے درخت کی جڑیں کھوکھلی نہ ہوں گی ،بلکہ وہ اپنے فیصلے سے ظلم وستم کے اس درخت کی آبیاری بھی کرے گا ۔اب ہم جو داستان ذکر کر رہے ہیں،وہ اس کا ایک نمونہ ہے۔

ایک شخص نے اپنے کتے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا۔لوگ غصے میں آگ بگولہ ہوگئے،انہوں نے اسے بہت زد و کوب کیااور اسے نیم مردہ حالت میں قاضی کے سامنے پیش کیا گیا۔قاضی نے اس سے سابقہ عداوت کی وجہ سے اور فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اسے آگ میں جلانے کا حکم صادر کیا۔

اس شخص نے فریاد کی کہ میری التجا بھی سنیں۔قاضی نے اسے بولنے کی اجازت دی۔

اس گناہگار نے کہا!جب کتے کی موت قریب آئی تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا ۔بےزبان جانور کی زبان پر لگی مہر ٹوٹ گئی اور وہ ہم انسانوں کی طرح بولنے لگا۔

اس نے میرا نام لے کر مجھے وصیت کی کہ میری میراث فلاں درّے میں فلاں پتھر کے نیچے پوشیدہ ہے۔وہاں سے وہ مال و زر لے لینا اور مجھے صالحین کے قبرستان میں دفن کردینا اور اس مال کا آدھا نزدیکی قاضی کو دے دینا تا کہ وہ اسے نیک امور میں صرف کرے اور مجھے دعائے خیر میں یاد رکھے۔

جب میں نے کتے کو بولتا ہوا دیکھا تو مجھے اس کی بات پرُ یقین ہوگیا۔میں نے درّے میں جاکر وہ مال بھی دیکھا کہ جو وہاں موجود تھا۔

قاضی نے آدھے مال کی لالچ میں کہا! سبحان اللہ، یہ حیوان اصحابِ کہف کے کتے کی نسل سے تھا لہٰذا تم نے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرکے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔[1]

ہم نے جو داستان نقل کی ہے ،وہ ایسے قاضی کی قضاوت کو بخوبی بیان کرتی ہے کہ جس نے اپنے مقام و منصب کی عظمت کو نہیں سمجھا جس نے خود کو محضرِ خدا میں نہیں دیکھا اور جو رشوت لے کر فیصلہ کرتا تھا ۔ لہذا قضاوت کے لئے وسیع علم و آگاہی کا ہونا ضروری ہے تا کہ دنیا میں ظلم و ستم جھوٹی قسموں کے پردے میں باقی نہ رہ جائے ۔

یہی وہ مقام ہے جہاں غیبی امداد اور معنوی قوت و طاقت کی ضرورت کو محسوس کیا جا سکتا ہے کہ جو ظلم و ستم کو ادا کرنے والی ہر چیز کو ختم کرے اور ظلم و ستم کا سدّ باب کرے ۔ چاہے یہ جھوٹی قسمیں ہوں یا خریدے ہوئے جھوٹے گواہ ۔اگر برائیوں اور ستمگروں کو بے لگام چھوڑ دیا گیا اور انہیں ان کے ظلم سے نہ روکا گیا ۔ تو پھر زمان غیبت اور ظہور کے درخشاں زمانے میں کیا فرق ہوگا؟پھر اس دن کو کس طرح سے عدل و انصاف، حکومت عدل اور برائیوں کی نابودی کا دن قرار دے سکتے ہیں؟

----

[1] ۔ دوازدہ ہزار مثل فارسی:۶۰

ظن و گمان کی بنیاد پر قضاوت

اس زمانے میں نفاذِ عدالت کے لئے لوگوں میں علم و آگاہی اس قدر زیادہ ہوگی کہ کبھی بھی ظن وگمان اور شخصی فہم وادراک کی بناء پر کوئی حکم صادر نہیں کیا جائے گا۔کیونکہ ظن و گمان پر اطمینان،عادلانہ حکومت کے منافی ہے۔ ایک حکومت صرف اس صورت میں عادلانہ حکومت بن سکتی ہے کہ جب اس میں حقیقت کے مطابق اور علم کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے۔لیکن اگر ظن کی بناء پر فیصلہ کیا جائے (جس میں خلافِ واقع ہونے کا احتمال ہو) تو پھر اس ظنی فیصلہ کو کس طرح سے عادلانہ اور واقعی فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے؟

اس بناء پر چونکہ اس زمانے میں حکومت مکمل طور عادلانہ ہوگی۔لہٰذا اس زمانے میں ہر قضاوت اور فیصلہ کا محور عدالت ہو گی اور عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ فیصلہ حقیقت کے مطابق اور علم و یقین کی بنیاد پر ہو نہ کہ ظن و گمان کی بناء پر ۔

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

" ليس من العدل ،القضاء على الثقة بالظن " [1]

ظن و گمان پر اطمینان کرتے ہوئے حکم و قضاوت کرنا عدل میں سے نہیں ہے۔

ظہور کے پر نور زمانے میں علمی و فکری رشد اتنا وسیع ہوگا کہ کبھی بھی کوئی حکم علم و آگاہی کے بغیر صادر نہیں ہوگا۔کیونکہ یہ عادلانہ حکومت کا لازمہ ہے۔روایت سے یہ بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ بعض موارد میں بینہ اور یمین کی بنیاد پر کئے گئے فیصلے اور قضاوت سے نہ صرف عدالت کا شیرازہ بکھر جائے گا بلکہ اس سے حقدار کا حق بھی پامال ہوگا۔اس مطلب کی وضاحت کے لئے اس روایت پر توجہ کریں۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ، کلمات قصار : ۲۲۰

رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

"انما اقضی بینکم بالبینات والایمان و بعضکم الحن بحجته من بعض، فایما رجل قطعت له من مال اخیه شیئا یعلم انه لیس له فانما اقطع له قطعة من النار "[1]

میں تمہارے درمیان گواہ اور قسم کے ذریعے حکم و قضاوت کرتا ہوں۔تم میں سے بعض،دوسروں کی بہ نسبت بہتر طریقے سے اپنی دلیل بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہو(اچھے بیان و خطاب کی وجہ سے اپنی بات کو بخوبی ثابت کرسکتے ہو)پس اگر میں نے گواہی و قسم کی بنیاد پر کسی کو اس کے بھائی کے مال سے کچھ دے دیا ہو اور اسے بھی معلوم ہو کہ یہ اس کا مال نہیں ہے تو میں نے حقیقت میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دیا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی و قسم ہمیشہ حقیقت اور واقعیت کے مطابق نہیں ہوتی۔پس جن موارد میں ایسا ہوا ہو،وہاں حقیقی عدالت کا نفاذ نہیں ہوا، بلکہ حکمِ ظاہری کی بنیاد پر فیصلہ ہوا ہے۔

قضاوت میں فہم و فراست

امامِ عصر(عج) کے زمانہ غیبت میں قاضی کو قضاوت کے مسائل جاننے کے علاوہ قضاوت میں عقل اور تیز بینی سے بھی سرشار ہونا چاہیئے تاکہ وہ جھوٹے گواہ اور جھوٹی قسم کو سمجھ پائے۔

----

[۱] ۔ مستدرک الوسائل :ج۷۱ص۳۶۶

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ قدیم زمانے سے اس کی رعایت نہیں ہوئی ہے۔

قاضی و حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی قضاوت سے درس لینا

چاہیئے اور اسے یہ جاننا چاہیئے کہ کبھی گواہوں اور قسموں کے بغیر ہی فہم و فراست اور بصیرت سے حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس صورت میں قاضی بینہ و قسم سے مدد لے سکتا ہے کہ جب حقیقت تک پہنچنے کے راستے مفقود ہوجائیں اور واقعیت کو حاصل کرنے کا کوئی راستہ دکھائی نہ دے۔

قضات، امیرالمؤمنین علیہ السلام سے قضاوت سیکھیں

اسی وجہ سے حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے شریح قاضی کی سرزنش اور مذمت کی تھی کہ اس نے تحقیق کئے بغیر منکرین کے قسم کھانے کے بعد ان کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔

" یا شریح، هیهات! هکذا تحکم فی مثل هذا؟ " [1] اے شریح افسوس کہ تم ایسے مورد میں اس طرح حکم کرتے ہو؟

مرحوم علامہ مجلسی نے بحارالانوار کی چودہویں جلد میں اور تھوڑے سے فرق کے ساتھ چالیسویں جلد میں نقل کیا ہے۔

ایک دن امیر المؤمنین علی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان گریہ وزاری کر رہا ہے اور کچھ افراد اس کے ارد گرد جمع ہیں۔

----

[1]۔ بحار الانوار: ج۱۴ص۱۱

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اس کے بارے میں سوال پوچھا۔

اس نے کہا!شریح نے ایک مورد میں ایسے قضاوت کی ہے کہ جس میں میرے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے پوچھا کہ واقعہ کیا ہے؟

نوجوان نے اپنے پاس کھڑے افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا!یہ لوگ میرے باپ کے ساتھ مسافرت کی غرض سے گئے تھے۔یہ تو سفر سے واپس آگئے ،لیکن میرا باپ واپس نہیں آیا۔میں نے ان سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ مر گیا ہے۔پھر جب میں اپنے باپ کے پاس موجود مال کے بارے میں پوچھا تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں ہے؟

شریح نے ان سے کہا کہ تم لوگ قسم کھاؤ کہ تم اس کے مال سے بے خبر ہو۔انہوں نے قسم کھالی تو شریح نے مجھ سے کہا کہ اب تم اپنے موقف سے ہاتھ اٹھالو حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے قنبر سے فرمایا!لوگوں کو جمع کرو اور شرطۃ الخمیس کو حاضر کرو۔ [1] حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام بیٹھ گئے۔ان لوگوں کو بلایا اور نوجوان بھی ان کے ہمراہ تھا۔اس نے جو کچھ کہا حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے اس کے بارے میں سوال پوچھے۔نوجوان نے اپنا دعویٰ دوبارہ بیان کیااور رونا شروع کردیا۔

اس نے کہا:

----

[1]۔ خمیس بمعنی جنگ، اور شرطۃ الخمیس خاص افراد کو کہا جاتا ہے کہ جن میں سے ایک اصبغ ابن نباتہ تھے۔ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو شرطۃ الخمیس کیوں کہا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے امیرالمؤمنین علی کے ساتھ شرط کی ہے کہ ہم ان کے لشکر میں سب سے آگے جنگ کریں گے ، یہاں تک کہ ہم قتل ہوجائیں اور امیرالمؤمنین نے ہمیں فتح و نصرت کا وعدہ دیا ہے۔ (بحار الانوار:ج۴۲ص۱۱)

اے امیرالمؤمنین !خدا کی قسم میں انہیں اپنے باپ کی موت کے بارے میں متہم سمجھتا ہوں۔کیونکہ یقینا یہ حیلہ و مکاری سے میرے باپ کو شہر سے باہر لے گئے،جب کہ ان کی نظریں میرے باپ کے مال پر تھیں۔

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ان سے سوال کیا تو ان لوگوں نے وہی کچھ کہا،جو انہوں نے شریح سے کہا تھا کہ اس کا باپ فوت ہوگیا ہے اور ہمیں اس کے مال کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ان کے چہرے پر نگاہ کی اور فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ کیا میں نہیں جانتا کہ تم لوگوں نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا کیا؟ اگر ایسا ہو تو گویا میں بہت کم علم رکھتا ہوں۔

پھر حکم دیا کہ انہیں مسجد کی مختلف جگہوں پر جدا جدا بٹھادیا جائے اور اپنے کاتب عبیداللہ ابن ابی رافع کو بلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔پھر ان چند افراد میں سے ایک شخص کو بلایا اور کہا کہ اب مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کب گھر سے نکلے اور کیا اس جوان کا باپ تمہارے ساتھ تھا؟

اس نے کہا کہ میں فلاں روز سفر کے لئے نکلا۔

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ابن ابی رافع سے فرمایا کہ یہ لکھ لو پھر فرمایا کہ کس مہینے میں سفر پر گئے تھے۔اس شخص نے مہینے کو تعین کیا۔

حضرت نے فرمایا: اسے بھی لکھ لو۔

پھر فرمایا کہ کس سال سفر پر گئے تھے؟

اس نے فوت ہونے کا سال بتایا اور عبیداللہ ابن ابی رافع نے اسے لکھ کر محفوظ کرلیا۔

پھر فرمایا کہ وہ کس بیماری کے سبب فوت ہوا؟

اس نے مرض کا نام بتایا۔

فرمایا کس جگہ فوت ہوا؟

اس نے جگہ کا بتایا۔ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے غسل و کفن کس نے دیا؟اس نے کہا، فلاں نے اسے غسل و کفن دیا۔

فرمایا!کس چیز کا کفن دیا گیا ؟اس نے کفن کو تعین کیا۔

فرمایا!اس پر نماز جنازہ کس نے پڑھی؟

کہا!فلاں نے نماز جنازہ پڑھی۔

فرمایا!کس نے اسے قبر میں اتارا؟اس نے اسے قبر میں اتارنے والے شخص کا نام بتایا۔

عبیداللہ ابن ابی رافع نے ان سب کو قلمبند کر لیا۔

جب اس شخص نے دفن کا اقرار کیا تو حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے بلند آواز سے تکبیر کہی کہ جسے تمام اہل مسجد نے سنا۔

پھر حکم دیا کہ اس شخص کو اس کی جگہ پر لے جائیں اور ان میں سے دوسرے شخص کو بلایا۔ پھر حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اس سے بھی وہی سوال کئے کہ جو حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے پہلے شخص سے پوچھے تھے۔لیکن اس کے جواب مکمل طور پر پہلے کے جوابات سے مختلف تھے۔عبیداللہ ابن ابی رافع نے اس کے بھی تمام جوابات کو لکھ لیا۔

اس سے بھی تمام سوالات پوچھنے کے بعد حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے پھر بلند آواز میں تکبیر کہی کہ جسے تمام اہل مسجد نے سنا۔

پھر فرمایا کہ ان دونوں کو مسجد سے زندان میں لے جاؤ اور زندان کے دروازے پر رکھو۔

پھر تیسرے شخص کو بلایا اور پہلے والے دو افراد سے پوچھے گئے سوالات اس سے بھی پوچھے۔اس نے ان دونوں کے برخلاف جواب دیے۔اس کی ہر بات کو بھی تحریر کرلیا گیا۔ حضرت امیرالمؤمنین نے تکبیر کی صدا بلند کی اور فرمایا: ''اسے بھی اس کے دونوں دوستوں کے پاس لے جاؤ۔پھر چوتھے فرد کو بلایا گیا۔

وہ بات کرتے وقت بہت مضطرب تھا اور اس کی زبان پر لکنت طاری ہورہی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسے نصیحت فرمائی اور ڈرایا تو اس شخص نے اعتراف کرلیا کہ اس نے اور اس کے دوستوں نے مل کر اس جوان کے باپ کو مال کی خاطر قتل کیا ہے اور اسے کوفہ کے نزدیک فلاں مقام پر دفن کیا ہے۔

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسے زندان کی طرف لے جاؤاور پھر پانچویں فرد کو بلایا اور اس سے فرمایا!کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ شخص خود ہی مر گیا،حالانکہ یقیناً تم نے اسے قتل کیا ہے؟تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا،وہ صحیح صحیح بتاؤ ورنہ تمھیں سخت قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی ہوں گی۔

اس نے بھی اس شخص کو قتل کرنے کا اعتراف کیا ۔جس طرح اس کے دوست نے اعتراف کیا تھا پھر بقیہ افراد کو بلایا گیا تو انہوں نے بھی قتل کا اعتراف کیا اور انہوں نے جو کچھ کیا،اس پر انہوں نے ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا ۔پھر سب نے اس شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال لینے کا اعتراف کیا۔

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے حکم دیا کہ کوئی ان کے ساتھ اس جگہ جائے،جہاں انہوں نے وہ مال دفن کیا ہوا ہے۔انہوں نے وہ مال لاکر مقتول کے فرزند کو دے دیا۔

پھر حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اس جوان سے فرمایا!تمہارا ان کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟ اب تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے تمہارے باپ کے ساتھ کیا کیا ؟

نوجوان نے کہا! میں چاہتا ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان تضاوت خداوند متعال کے نزدیک ہو۔ میں اس دنیا میں ان کے خون سے ہاتھ اٹھا لیتا ہوں۔

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ان پر قتل کی حد جاری نہ کی۔ لیکن انہیں سخت سزا دی۔

شریح نے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے کس طرح یہ حکم صادر فرمایا؟

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

حضرت داؤد کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تھے کہ جو کھیل کود میں مصروف تھے۔ ان بچوں نے ایک بچے کو " مات الدین" کے نام سے آواز دی اور اس نے بھی دوسرے بچوں کو جواب دیا۔

داؤد علیہ السلام اس بچے کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارا نام کیا ہے؟

بچے نے کہا! میرا نام" مات الدین"ہے۔

داؤد علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ کس نے تمہارا یہ نام رکھا ہے؟

اس نے کہا کہ میری ماں نے۔

داؤد علیہ السلام نے کہا تمہاری ماں کہاں ہے؟

اس نے کہا گھر میں۔

پھر داؤد علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ اپنی ماں کے پاس چلو۔ جب داؤد علیہ السلام بچے کے ساتھ گھر پہنچے تو بچے نے ماں کو بلایا۔

داؤد علیہ السلام نے بچے کی ماں سے پوچھا اے کنیزِ خدا تمہارے اس بچے کا کیا نام ہے؟

عورت نے کہا کہ اس کا نام "مات الدین" ہے۔

داؤد علیہ السلام نے عورت سے کہا کہ اس کا یہ نام کس نے رکھا ہے؟

عورت نے جواب دیا کہ اس کے باپ نے۔

داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا؟

عورت نے کہا! وہ سفر کے لئے گھر سے نکلے اور اس کے ہمراہ کچھ لوگ تھے اور میں حاملہ تھی۔میرے شکم میں یہ بیٹا تھا۔وہ سب لوگ تو سفر سے واپس آگئے لیکن میرا شوہر واپس نہیں آیا۔میں نے ان سے اپنے شوہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ مرگیا ہے۔جب میں نے اس کے مال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا۔

انہوں نے کہا کہ تمہارا شوہر کہہ رہا تھا کہ تم حاملہ ہو۔چاہے بیٹا پیدا ہو یا بیٹی،اس کا نام " مات الدین" رکھنا۔پس میں نے اس کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے بیٹے کا نام "مات الدین "رکھ دیا۔

داؤدعلیہ السلام نے کہا کہ کیا تم ان لوگوں کو جانتی ہو؟

عورت نے کہا! جی ہاں۔

داؤد علیہ السلام نے کہا،ان کے گھر جاؤ اور انہیں یہاں لے آؤ۔

وہ داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو داؤد علیہ السلام نے ایسا فیصلہ کیا کہ جس سے ان پر مرد کا خون ثابت ہوگیا اور ان سے مال لے لیا۔پھر عورت سے فرمایا!اے کنیزِ خدا ،اپنے فرزند کا نام "عاش الدین" رکھو ۔[1]اس روایت سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ شریح کا منکرین کی قسم پر تکیہ کرنا اشتباہ تھا۔ان کی جھوٹی قسم ناحق قضاوت کا سبب بنی۔

----

[1] ۔ بحارالانوار: ج۱۴ص ۲۵۹

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام

عدلِ الٰہی کی حکومت کے زمانے میں تضاوت میں غیبی امداد بھی کارفرما ہوگی۔تا کہ کوئی جھوٹی قسم اور جھوٹے گواہوں کے ذریعے حقیقت کے چہرے کو مسخ کرکے کسی پر ظلم و ستم نہ کرے۔

اسی وجہ سے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کو تضاوت میں کسی گواہ اور قسم کی ضرورت نہیں ہوگی۔ حضرت ولی عصر علیہ السلام بھی حضرت داؤدعلیہ السلام کی طرح اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے۔

ہم اس بارے میں روایت نقل کرنے سے پہلے، حضرت داؤدعلیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں خدا کے پیغمبروں میں سے بعض ممتاز صفات کے مالک تھے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام۔اس حقیقت کو قرآن نے بھی بیان فرمایا ہے۔اس بارے میں قرآن کی سورۂ نمل میں سے ایک نکتہ بیان کرنا چاہیں گے۔

ارشاد خداوندی ہے:

" وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْماً وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ " [۱]

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا تو دونوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں بہت سے بندوں پر فضیلت عطا کی ہے۔

----

[۱] ۔ سورہ نمل، آیت:۱۵

سورہ انبیاء میں ان دو پیغمبروں کے بارے میں ارشاد ہے:

" وَكُلّاً آتَيْنَا حُكْماً وَعِلْما "[۱] اور ہم نے سب کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا تھا۔

سورہ "ص" میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

" يَا دَاوُودُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِيْفَةً فِيْ الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ " [۲]

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنادیا ہے، لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام خدا کے فضل و عنایت سے ایسے واقعات سے آگاہ ہوتے تھے کہ جن کے بارے میں دوسروں کو علم نہیں ہوتا تھا لہٰذا ان کی حکومت و قضاوت میں کچھ خاص خصوصیات تھیں کہ جن کی وجہ سے انہیں قضاوت کرنے کے لئے گواہوں اور قسموں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

بحث روائی

بعض معتقد ہیں کہ حضرت داؤدعلیہ السلام کا بینہ و شاہد کے بغیر قضاوت کرنا ،صرف چندموارد میں واقع ہوا ہے۔ان روایات پرغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا حقیقت کے مطابق گواہوں کے بغیر قضاوت کرنا صرف ایک مورد میں منحصر نہیں ہے۔کیونکہ لوگوں میں اختلاف کا باعث بننے والی ایک چیز نہیں تھی کہ جس میں انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف رجوع کیا۔اس مطلب کی وضاحت کے لئے ان روایات پرغور فرمائیں۔

----

[۱]۔ سورہ انبیاء، آیت:۷۹

[۲]۔ سورہ ص، آیت: ۲۶

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا: خدایا! میرے نزدیک حق کو اس طرح سے نمایاں و آشکار کردے کہ جیسے وہ تمہارے سامنے آشکار ہے۔تا کہ میں اس کے مطابق قضاوت کروں۔

خداوندِ کریم نے ان پر وحی کی اور فرمایا: کہ تم میں اس کام کی طاقت نہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر اس بارے میں اصرار کیا۔ایک مرد ان کے پاس مدد مانگنے آیا کہ جو دوسرے شخص کی شکایت کررہا تھا کہ اس شخص نے میرا مال لے لیا ہے۔

خداوند نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی کی کہ جو شخص مدد مانگنے آیا ہے اس نے دوسرے شخص کے باپ کو قتل کرکے اس کا مال لے لیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے مدد مانگنے والے شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال دوسرے شخص کو دینے کا حکم دیا لوگ آپس میں اس حیرت انگیز واقعہ پر چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے خدا سے چاہا کہ وہ ان سے امور کے حقائق کا علم واپس لے لے۔خداوند کریم نے ایسا ہی کیا اور پھر وحی کی!

لوگوں میں بیّنہ اور گواہوں کے ذریعہ حکم کرو اور اس کے علاوہ انہیں میرے نام کی قسم کھانے کو کہو۔[1]

اس روایت کو علامہ مجلسی محمد بن یحیی سے، اس نے احمدبن محمد سے،اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ ابن ایوب سے ،اس نے ابان بن عثمان سے اور ابان نے اس سے روایت کی ہے کہ جس نے اسے خبر دی ہے۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابان بن عثمان نے روایت کی سند کو مکمل نقل کیا ہے۔علاوہ از ایں وہ خود بھی بعض بزرگان جیسے علامہ حلی کے نزدیک موردِ قبول نہیں ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج۲۴ص ۱۰،وسائل الشیعہ: ج۱۸ ص ۱۶۷

اس روایت میں موردِ اختلاف مال و ثروت بیان ہو اہے۔دوسری روایت میں جس شخص کے بارے میں شکایت کی جاتی ہے،وہ شکایت کرنے والے کے ادّعا کو قبول کرتا ہے۔شکایت کرنے والا معتقد ہوتا ہے کہ ایک جوان،اس کی اجازت کے بغیر باغ میں داخل ہوا اور اس نے انگور کے درختوں کو خراب کیا۔جوان نے بھی یہ شکایت قبول کی ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حکمِ واقع کی بناء پر جوان کے حق میں حکم کیااور باغ جوان کی تحویل دے دیا۔

ایک دیگر روایت ہے کہ جس میں تصریح ہوئی ہے کہ حضرت داؤدعلیہ السلام نے ایک بار بیّنہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ حقیقت کی بناء پر قضاوت کی۔ اختلاف ایک گائے کی ملکیت کے بارے میں تھا کہ طرفین میں سے ہر ایک نے اپنے لئے گواہ پیش کئے تھے۔

قضاوتِ اہلبیت علیہم السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام

ہم نے کچھ روایات بیان کیں،جن میں حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت کا تذکرہ کیا گیا۔جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت داؤدعلیہ السلام کی قضاوت میں بعض خصوصیات تھیں کہ جن میں سے ایک گواہوں سے بے نیازی تھی۔

یہ روایات کس طرح آئمہ اطہار علیھم السلام کی قضاوت کو بھی بیان کرتی ہیں۔

اس روایت تو توجہ کریں:

" عن الساباطی قال، قلت لابی عبداللّٰہ :بما تحکمون اذا حکمتم ؟ فقال: بحکم اللّٰہ و حکم داؤد ،فاذا ورد علینا شء لیس عندنا تلقّانا بہ روح القدس؟ "[1]

ساباطی کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کی! قضاوت کرتے وقت آپ کس چیز سے حکم کرتے ہیں؟

----

[1]- بحارالانوار: ج۵۲ ص ۵۶

زرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا!حکم خدا اور حکم داؤد سے۔ جب بھی ہم تک کوئی ایسی چیز پہنچے کہ جس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی چیز نہ ہو تو روح القدس اسے ہم پر القاء کرتے ہیں۔

اس روایت پر بھی غور فرمائیں:

" عن جعید الھمدانی (و کان جعید ممن خرج الحسین بکربلا قال:فقلت للحسین جعلت فداک: بای شیء تحکمون؟ قال :یا جعید نحکم بحکم آل داؤد،فاذا عیینا عن شیء تلقّانا به روح القدس؟ " [۱]

جعید ہمدانی (جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا گیا تھا) کہتا ہے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا! میں آپ پر قربان جاؤں ،آپ کس چیز سے حکم کرتے ہیں؟ زرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا!اے جعید ہم آل داؤد کے حکم سے حکم کرتے ہیں،اور جب بھی کسی چیز سے رہ جائیں تو روح القدس اسے ہم پر القاء کردیتے ہیں۔

اس روایت کو مرحوم مجلسی نے جعید اور انہوں نے امام سجادعلیہ السلام سے نقل کیا ہے۔[۲]

اس نکتہ کی طرف توجہ کرنا لازم ہے کہ ایسے وجوہات اہل مجلس کی ذہنی ظرفیت کے مطابق ہوتے ہیںورنہ روح القدس مکتب اہلبیت کا طفل مکتب ہے۔جیسا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرمان ہے:

روح القدس نے ہاتھ نہ لگے ہوئے ہمارے باغ سے علم سیکھا۔ [۳]

----

[۱] ۔۔ بحارالانوار: ج۵۲ ص ۵۷

[۲]۔بحارالانوار : ج۲۵ ص ۵۶

[۳]۔بحار الانوار:ج۲۶ص۲۶۵

امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت میں نقل ہوا ہے:

"عن حمران بن اعین قال:قلت لابی عبداللّه علیه السلام انبیاء انتم؟قال:لا،قلت فقد حدّثنی من لا اتهم انک قلت :انکم انبیائ؟قال من هو ابو الخطاب؟قال :قلت:نعم قال:کنت اذا اهجر؟قال قلت بما تحکمون؟ قال نحکم بحکم آل داؤد؟ " [۱]

حمران ابن اعین کہتا ہے کہ :میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا:کیا آپ انبیاء ہیں؟ انہوں نے فرمایا !نہیں۔

میں نے کہا!جس کی طرف کوئی جھوٹ کی نسبت نہیں دیتا ،اس نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ سب انبیاء ہیں۔

امام نے فرمایا!کون ہے،کیا وہ ابوالخطاب ہے؟

میں نے کہا ! جی ہاں۔

آنحضرت نے فرمایا!اس بناء پر کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟

میں نے کہا !آپ کس چیز سے حکم کرتے ہیں؟

امام نے فرمایا!ہم حکمِ آل داؤد سے فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک روایت میں امام محمد باقرعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"انه اتهم زوجته بغیره فنقر رأسها و اراد ان یلا عنها عندی،فقال لها:بینی وبینک من یحکم بحکم داؤد و آل داؤد و یعرف منطق الطیر و لا یحتاج الی الشهودفاخبرته ان الذی ظنّ بها لم یکن کما ظنّ،فانصرفا علی صلح" [۲]

----

[۱]۔بحارالانوار:ج۲۵ ص۳۲۰

[۲]۔بحارالانوار :ج ۴۶ص ۲۵۶

اس نے اپنی زوجہ پر الزام لگایا تھا کہ وہ فلاں اور کے ساتھ بھی ملوث ہے۔پس وہ اس پر ٹوٹ پڑا،وہ اسے میرے سامنے لعان کرنا چاہتا تھا۔اس کی زوجہ نے کہا!میرے اور تمہارے درمیان وہ فیصلہ کرے کہ جو حکم داؤد اور آل داؤد سے فیصلہ کرتا ہو جو پرندوں کی باتوں کو سمجھتا ہو اور جو کسی شاہد و گواہ کا محتاج نہ ہو۔پس میں نے اس سے کہا!تم اپنی زوجہ کے بارے میں جیسا سوچتے ہو ویسا نہیں ہے۔لہذا وہ دونوں صلح کے ساتھ واپس چلے گئے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاوت کیلئے آئمہ اطہار علیہم السلام بھی حضرت داؤدعلیہ السلام کی طرح دلیل و گواہ کے محتاج نہیں تھے۔اس بناء پر ان تمام روایات سے یہ استفادہ کیا جاتا ہے کہ حضرت داؤد اپنے علم کی بنیاد پر عمل کرتے اور بینہ کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔کبھی آئمہ اطہار علیہم السلام بھی یوں ہی قضاوت کرتے تھے۔

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) بھی اپنے علم کی بنیاد پر قضاوت فرمائیں گے اور انہیں بھی گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔

امام مہدی علیہ السلام کا فیصلہ

اب ہم امام عصرعلیہ السلام کی قضاوت پر دلالت کرنے والی روایت کو نقل کریں گے کہ قضاوت کے لئے امام عصرعلیہ السلام کودلیل و گواہوںکی ضرورت نہیں ہوگی۔جس طرح حضرت داؤدعلیہ السلام بھی گواہوں کے محتاج نہیں ہوتے تھے۔اب اس روایت پر توجہ کریں۔

حسن بن ظریف نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا، جس میں اس نے امام عصرعلیہ السلام کی کیفیت قضاوت کے بارے میں سوال کیا اور کہتا ہے :

" اختلج فی صدری مسألتان و اردتُ الکتاب بھما الی ابی محمد،کتبت اسأله عن القائم بمَ یقضی؟فجاء الجواب:سألت عن القائم ،اذا قام یقضی بین الناس بعلمه کقضاء داؤد،ولا یسأل البیّنة "[1]

میرے سینے میں دو مسئلے پیدا ہوئے تو میں نے ارادہ کیا ۔ دونوں مسئلے امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھوں ، پس میں نے انہیں خط لکھا جس میں ان سے سوال کیا۔

قائم آل محمد علیہ السلام کس چیز سے قضاوت کریں گے؟

امام کی طرف سے جواب آیا ! تم نے قائم علیہ السلام سے سوال کیا ۔جب وہ قیام کریں گے تو وہ لوگوں کے درمیان اپنے علم سے قضاوت کریں گے ۔ جس طرح داؤد علیہ السلام کی قضاوت ، جو گواہ طلب نہیں کرتے تھے۔

امام صادق علیہ السلام نے ایک روایت میں ابو عبیدہ سے فرمایا:" یاابا عبیدہ ؛ انه اذا قام قائم آل محمد ، حکم بحکم داؤد و سلیمان لایسأل الناس بیّنة "[2]وسائل الشیعہ میں یہ روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے اے ابا عبیدہ ؛جب بھی قائم آل محمد قیام کریں گے تو وہ حکم داؤد و سلیمان سے حکم کریں گے اور لوگوں سے گواہ طلب نہیں کریں گے۔ ابان کہتا ہے ، میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا ، انہوں نے فرمایا:" لا یذهب الدنیا حتی یخرج رجل منّی یحکم بحکومة آل داؤد لا یسأل عن بیّنة،یعطی کل نفس حکمها "[3]

----

[1]۔ بحارالانوار: ج ۵ ص۲۶۴،ج۵۲ص۳۲۰،ج۹۵ص۳۱،مستدرک الوسائل: ج۱۷ ص۳۶۴

[2] ۔ بحارالانوار: ج۲۳ ص ۸۶،ج۲۶ ص۱۷۷،ج۵۲ص۳۲۰،مستدرک الوسائل: ج۱۷ ص ۳۶۴

[3]۔ بحارالانوار : ج۵۲ ص ۳۲۰،وسائل الشیعہ: ج۱۸ ص ۱۶۸،مستدرک الوسائل: ج۱۷ ص ۳۶۴

دنیا تب تک تمام نہیں ہوگی،جب تک ہم میں سے ایک مرد حکومت آل داؤد کی مانند حکومت نہ کرے، وہ گواہ کا سوال نہیں کرے گا بلکہ ہر شخص پر واقعی حکم جاری ہوگا۔

یہ روایت ابان ابن تغلب سے یوں بھی نقل ہوئی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"سيأتی فی مسجدكم ثلاث مأة و ثلاثة عشر رجلايعنی مسجد مكة.يعلم اهل مكة انه لم يلد(هم) آبائهم و لا اجدادهم،عليهم السيوف،مكتوب علی كل سيف كلمة تفتح الف كلمة،فيبعث اللّه تبارک و تعالی ريحاً فتنادی بكل وادٍ: هذا المهدی يقضی بقضاءِ داؤد و سليمان، لا يريد عليه بينة " [1]

آپ کی مسجد (مسجد مکہ) میں تین سو تیرہ افراد آئیں گے کہ مکہ کے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وہ اہل مکہ کے آباء و اجداد کی نسل سے نہیں ہیں۔ان پر کچھ تلواریں ہوں گی کہ ہر تلوار پر کلمہ لکھا ہوگا،جس سے ہزار کلمہ نکلیں گے۔خداوند تبارک و تعالی کے حکم سے ایسی ہوا چلے گی کہ جو ہر وادی میں نداء دے گی! یہ مہدی علیہ السلام ہیں ، جو داؤدعلیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی قضاوت سے قضاوت کریں گے اور بیّنہ و گواہوں کوطلب نہیں کریں گے۔

اسی طرح حریز کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

" لن تذهب الدنيا حتی يخرج رجل منا اهل البيت يحكم بحكم داؤد و آل داؤد ؛لا يسأل الناس بيّنة " [2]

دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی کہ جب تک ہم اہلبیت علیہم السلام میں سے ایک مرد خروج نہ کرے گا ،وہ حکم داؤد و آل داؤد سے حکم کرے گا اور وہ لوگوں سے گواہ طلب نہیں کرے گا۔

----

[۱]۔ بحارالانوار: ج۵۲ ص۲۸۶ اور ۳۶۹

[۲]۔ بحارالانوار: ج۵۲ ص ۳۱۹

عبداللہ ابن عجلان نے روایت کی ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) جو نہ صرف مقامِ حکومت میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی ،بلکہ وہ دیگر پنہاں و مخفی امور سے آگاہ ہوں گے وہ ہر قوم کو ان کے دل میں پوشیدہ بات کی خبر دیں گے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" اذا قام قائم آل محمد حکم بین الناس بحکم دائود لا یحتاج الی بیّنة یلھمه اللّٰه تعالی فیحکم بعلمه،و یخبر کلّ قوم بما استبطنوه،و یعرف ولیّه من عدوّه باالتّوسم قال اللّه سبحانه" اِنّ فِیْ ذَلِکَ لآیَةً لِّلْمتَوَسِّمِیْن،وَاِنَّھَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقیْم" [1]،[2]

جب قائم آل محمدعلیہ السلام قیام کریں گے تو وہ حکم داؤد سے لوگوں کے درمیان حکومت کریں گے انہیںگواہوں کی ضرورت نہ ہوگی۔خداوند کریم ان پر الہام کرے گا اور وہ اپنے علم سے فیصلہ کریں گے ۔ہر قوم نے اپنے دل میں جو کچھ چھپایا ہے وہ ا سے اس کی خبر دیں گے۔وہ دوست اور دشمن کو دیکھ کر ہی پہچان جائیں گے۔

خدا وند عالم فرماتا ہے:

ان باتوں میں صاحبانِ بصیرت کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں اور یہ بستی ایک مستقل چلنے والے راستہ پر ہے۔

ہم جو دوسری روایت نقل کرنے لگے ہیں ۔جس میں صراحت سے بیان ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت داؤد سے حکومت کرینگے۔لیکن اس میں گواہوں کی ضرورت ہونے یا نہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

----

[1]۔ سورہ حجر: آیت:۷۵، ۷۶

[2]۔ بحارالانوار :ج۵۲ ص ۳۳۹

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں:" و یخرج اللّٰہ من صلب الحسن قائمنا اهل البیت علیهم السلام یملا ها قسطاًوعدلاً کما ملئت جوراً و ظلماًله هیبة موسی و حکم داؤد و بهاء عیسی،ثمّ تلا:" ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ "[1]،[2]

خداوند عالم حسن علیہ السلام کے صلب سے ہم اہل بیت علیہم السلام کے قائم کو خارج کرے گا ،جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا،جس طرح وہ ظلم وجور سے پر ہوچکی ہوگی۔وہ ہیبت موسیٰ ، حکم داؤد اور بہاء عیسیٰ کا مالک ہوگا۔پھر رسول اکرم (ص)نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کو سننے اور جاننے والا ہے۔

ہم ایک اور روایت نقل کرتے ہیں۔لیکن اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی کیفیت قضاوت کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔لیکن اس میں تصریح ہوئی ہے کہ امام عصر علیہ السلام اپنی قضاوت کے دوران گواہ کے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:"دمان فی الاسلام حلال من اللّٰہ عزوجل لا یقضی فیهما احد بحکم اللّٰہ حتی یبعث اللّٰہ عزوجل القائم من اهل البیت علیهم السلام،فیحکم فیهما ، بحکم اللّٰہ عزوجل لا یرید علی ذالک بیّنة الزانی المحصن یرجمه و مانع الزکاة یضرب رقبته "[3] اسلام میں خدا کی طرف سے دو خون مباح ہیں۔ان میں کوئی ایک بھی حکم الٰہی سے فیصلہ نہیں کرتا،یہاں تک کہ خداوند عالم ہم اہل بیت علیہم السلام میں قائم کو بھیجے گا ۔وہ ان دو خون میں حکم الٰہی سے فیصلہ کرے گا اور وہ اس کام کے لئے گواہ طلب نہیں کرے گا۔

----

[1]۔ سورہ آل عمران،آیت: ۳۴

[2]۔ بحارالانوار :ج۳۶ ص ۳۱۳

[3]۔ کمال الدین: ۶۷۱

۱۔ وہ شادی شدہ زانی کو سنگسار کرے گا

۲۔ جو زکات نہ دے وہ اس کی گردن مار دے گا۔

ہم نے جو روایت ذکر کی،وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام قضاوت کے دوران دلیل اور گواہ سے محتاج نہیں ہونگے اور وہ اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے۔جیسا کہ حضرت داؤد قضاوت میں گواہ طلب نہیں کرتے تھے۔

مرحوم علامہ مجلسی بھی اسی عقیدہ کو قبول کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو وہ واقعیت کے مطابق اپنے علم کے ذریعے فیصلہ کریں گے نہ کہ گواہوں کے ذریعہ۔لیکن دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام ظاہر سے فیصلہ کرتے تھے اور کبھی وہ اس کے باطن کو کسی وسیلہ کے ذریعے بیان کرتے۔جیسا کہ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے بہت سے موارد میں یہ کام انجام دیا ہے۔

شیخ مفید کتاب "المسائل"میں فرماتے ہیں کہ امام اپنے علم سے فیصلہ کرسکتے ہیں۔جس طرح وہ گواہوں کے ذریعے فیصلہ کرتے ہیں۔لیکن جب انہیں معلوم ہو کہ گواہی واقعیت و حقیقت کے خلاف ہے تو وہ گواہ کی گواہی کے باطل ہونے کا حکم کرتے ہیں اور خداوندِ متعال کے دیئے ہوئے علم کے ذریعے فیصلہ کرتے ہیں۔[1]

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۲۶ص۱۷۷

زمانِ ظہور میں امام عصر علیہ السلام کے قاضیوں کے فیصلے

دنیا میں عدالت کا رواج اور ظلم وستم کا خاتمہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب ظہور کے پر نور زمانے میں قاضیوں کی قضاوت بھی حقیقت اور واقعیت کی بناء پر ہو نہ کہ ظاہر کی بناء پر۔یہ اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب حقیقت و واقعیت کو درک کرنے کے لئے قاضیوں کے پاس دلیل و گواہ کے علاوہ اور راستہ بھی ہو۔

روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی حکومت میں نہ صرف امام زمانہ علیہ السلام کو گواہوں اور دلائل کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ ان کی طرف سے بنائے گئے اور معین قاضیوں کو بھی غیبی امداد حاصل ہوگی۔وہ بھی دلیل و گواہ سے بڑھ کر دوسرے امور سے سرشار ہونگے۔جو کبھی بھی جھوٹی قسم اور جھوٹے گواہوں کی چالبازیوں اور مکاریوں میں گرفتار نہیں ہوں گے۔کیونکہ وہ پوری دنیا میں عدل و انصاف کے قیام اور ظلم و جور کا قلع قمع کرنے پر مأمور ہوں گے۔

روایات میں اس حقیقت کی تصریح ہوئی ہے کہ ظہور کے درخشاں زمانے میں قاضیوں کی کیفیت قضاوت کیا ہوگی؟اس بارے میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:" اذا قام القائم بعث فی اقالیم الارض فی کل اقلیم رجلاً،یقول: عھدک فی کفک، فاذا ورد علیک امر لا تفھمه ولا تعرف القضاء فیه فانظر الی کفّک واعمل بما فیھما "" قال!و یبعث جندا الی القسطنطینیّة، فاذا بلغوا الخلیج کتبوا علی اقدامھم شیئاً ومشوا علی الماء فاذا نظر الیھم الرّوم یمشون علی الماء قال: ھؤلاء اصحابه یمشون علی الماء فکیف ھو؟فعند ذلک یفتحون لھم ابواب المدینة فیدخلونھا، فیحکمون فیھا مایشاؤون" [1]

جس زمانے میں قائم قیام کریں گے تو زمین کے ہر خطے میں ایک مرد بھیجیں گے اور اس سے فرمائیں گے کہ تمہارا عہد و پیمان (یعنی جو تمہارا وظیفہ ہے اسے انجام دو)تمہارے ہاتھ کی ہتھیلیوں میں ہے۔

----

[۱]۔ الغیبۃ مرحوم نعمانی : ۳۱۹

پس جب بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے کہ جسے تم نہ سمجھ سکو کہ اس کے بارے میں کس طرح قضاوت و فیصلہ کرو تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھو اور جو کچھ اس میں موجود ہو،اس کی بناء پر فیصلہ کرو۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

وہ اپنی فوج کے ایک لشکر کو قسطنطنیہ کی طرف بھیجیں گے ۔جب وہ خلیج میں پہنچیں گے تو ان کے پاؤں پر کچھ لکھا جائے گا ۔جس کی وجہ سے وہ پانی پر چلتے ہوئے دیکھیں گے تو کہیں گے۔یہ پانی پر چلنے والے اس کے یاور و انصار ہیں تو پھر وہ کس طرح ہو گا؟

پھر ان کے لئے شہر کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور شہر میں داخل ہوجائیں گے اور وہاں وہ جس چیز کا چاہیں ،حکم کریں گے۔

اگر چہ بعض مؤلفین اس روایت میں ایک دوسرے معنی کا بھی احتمال دیتے ہیں کہ جو ظاہر روایت کے خلاف ہے۔کیونکہ ظاہر روایت یہ ہے کہ حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) جس شخص کو دنیا کے کسی خطے میں قضاوت کے لئے بھیجیں گے ،اسے غیبی امداد بھی حاصل ہوگی۔اس کے علاوہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کی فوج میں شامل ہر سپاہی میں بھی ایسی خصوصیات ہوں گی۔ جیسا کہ روایت کے آخر میں اس کی وضاحت ہوئی ہے کہ وہ کسی دوسری وسیلہ کے بغیر پاؤں پر کچھ لکھنے سے پانی پر چلیں گے۔

اس بیان کے رو سے ہم کیوں غیبی امداد کی موجودگی کو کسی اور چیز سے توجیہ کریں۔

قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ روایت میں جو بیان ہوا ہے کہ ظہور کے درخشاں زمانے میں قاضیوں کو غیبی امداد حاصل ہوگی ۔اسی طرح وہ اپنے علم و فہم کے ذریعہ دوسروں کے فہم و بصیرت سے بھی فائدہ حاصل کریں گے۔

امام محمد باقرعلیہ السلام فرماتے ہیں:

" ثم یرجع الی الکوفة فیبعث الثلاث مأئة والبضعة عشر رجلاً الی الآفاق کلها فیمسح بین اکتافهم و علی صدورهم ،فلا یتعایون فی قضاء...."[۲]پھر کوفہ لوٹ جائیں گے اور تین سو تیرہ افراد کو آفاق کی طرف بھیج دیں گے۔وہ ان کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ پھیریں گے جس کی وجہ سے وہ فیصلہ کرنے میں غلطیاں نہیں کریں گے۔اس روایت سے کچھ نکات حاصل ہوتے ہیں:

۱۔امام عصر علیہ السلام کے تین سو تیرہ افراد پوری دنیا کے حاکم ہوں گے اور پوری دنیا کے تمام خطے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے یاور و انصار کے ہاتھ میں ہوں گے۔

۲۔حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) (جو ید اللہ ہیں)ان کے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیریں گے ۔ جس کی وجہ سے انہیں غیبی امداد حاصل ہوگی اور وہ کبھی بھی قضاوت اور حق کا حکم صادر کرنے میں عاجز وکمزور نہیں ہوں گے۔

۳۔دنیا کے مختلف خطوں میں بھیجے جانے والے تین سو تیرہ افراد مرد ہوں گے۔جیسا کہ اس روایت میں بھی اس کی وضاحت ہوئی ہے ۔[۳]

----

[۲]۔ بحارالانوار:ج۵۲ ص۳۴۵

[۳]۔بعض کا نظریہ یہ ہے کہ امام کے اصحاب و انصار میں مرد اور خواتین کی مجموعی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔لیکن یہ نظریہ صحیح نہیں ہے۔کیونکہ اصحاب و یاورانِ امام مہدیمیں چند عورتیں بھی ہوں گی لیکن وہ ان تین سو تیرہ افراد میں سے نہیں ہونگی کہ جو دنیا میں عدلِ الٰہی کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجے جائیں گے۔ اس نظریہ کی وجہ یہ ہے کہ تین سو تیرہ افراد کے بارے میں وارد ہونے والی اکثر روایات میں "رجلاً" سے تعبیر نہیں ہوئیں۔لیکن دوسری روایات پر توجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سو تیرہ افراد سب مرد ہوں گے۔اگرچہ معنوی شان و مرتبت کے لحاظ سے کچھ خواتین بھی ان تین سو تیرہ افرادکی طرح ہوں گی۔

بحث اہم نکات

اب چند نکات پرتو ، کریں ۔

ا۔ متعدد روایات میں تصریح ہوئی ہے ، امام عصر کو قضاوت کرنے کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۲۔ بعض دوسری روایات سے اس سے پتہ چلتا ہے ، آپ کو گواہوں کی ضرورت ہو گی۔

لیکن ان روایات میں دوسری روایات سے تعارض کی توانائی نہیں ہے۔

۳۔ اگر فرض کریں ، یہ روایات دوسری روایات سے متعارض ہیں تو پھر روایات کے مابین طریقہ جمع سے استفادہ کرنا ہوگا جس میں مخالف روایات کو حکومت امام زمانہ کے ابتدائی دور پر حمل کرسکتے ، جب حکومت پوری طرح مستقر نہ ہوئی ہو۔کیونکہ حکومت کے استقرار کے بعد روئے زمین پر امام عصر علیہ السلام کے یاور و انصار میں تین سو تیرہ افراد کو غیبی امداد حاصل ہوگی۔جس کی وجہ سے وہ جھوٹے گواہوں کی گواہی سے غلطی میں مبتلا نہیں ہوں گے اور دوسری قسم کی روایات کو امام کی مستقر حکومت سے منسوب کر سکتے ہیں۔

۴۔ جن کا یہ کہنا ہے ، حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف ایک بار حقیقت کی بناء پر قضاوت کی،ہم ان سے کہیں گے ، کیا یہ معقول ہے ، حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف ایک بار واقع کی بناء پر قضاوت کی ہو اور ان کی قضاوت اتنی مشہور ہوجائے؟

۵۔اگر فرض کریں ، حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہی بار علمِ واقعی کے مطابق عمل کیا اور ان کی قضاوت اس قدر شہرت کی حامل بنئی،تو امام مہدی علیہ السلام کی قضاوت کو حضرت داؤدعلیہ السلام کی قضاوت سے تشبیہ دینا ،صرف اسی قضاوت کی وجہ سے ہے ، جو مشہور ہوگئی۔

۶۔ اگر ہم یہ قبول بھی کرلیں ہ زرت داؤد علیہ السلام نے ایک بار اپنے علم واقعی ے مطابق تضاوت کی تو پھر ان روایات کا کیا جواب دیں گے ہ جن میں یہ ذکر ا گیا ہے ہ زرت سلیمان علیہ السلام اور آل داؤد گواہ کا سوال کیے بغیر تضاوت کرتے تھے۔

۷۔ جیسا ہ ہم نے رسول اکرم(ص)ے فرمان سے نقل کیا ہ گواہوں کی بنیاد پر تضاوت کا خلاف واقع ہونا ممکن ہے ہ جو ایک قسم کا ظلم ہے،اگر ایسا ہو تو پھر یہ کس طرح زرت مہدی علیہ السلام کی حکومت سے سازگار ہوسکتا ہے؟

۸۔ ان سب ے علاوہ بھی اس روایت ے مطابق ہ جس میں زرت داؤدعلیہ السلام نے خدا سے گواہی کی بنیاد پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا،اس کی وجہ یہ تھی ہ ان ے پیروکار حکم واقعی کو قبول کرنے ے لئے آمادہ نہیں تھے۔لیکن ظہور امام زمانہ علیہ السلام ے وقت لوگوں کی عقلی اعتبار سے تکامل کی منزل پر فائز ہوں گے لہذا اس وقت واقع ے مطابق تضاوت سے دستبردار ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

تیسرا باب

اقتصادی ترقی

ظہور کے زمانے میں اقتصادی ترقی

کنٹرول کی قدرت

دنیا میں ، ۸۰۰ ملین سے زائد بھوکے

نعمتوں سے سرشار دنیا

زمانۂ ظہور میں برکت

دنیا کے روشن مستقبل کے بارے میں رسول اکرم (ص) کی بشارت

دنیا میں خوشیاں ہی خوشیاں

شرمساری

ور زمانے میں اقتصادی ترقی

ہور ے زمانے میں اقتصادی ترقی و پیشرفت کو بیان کرنے سے پہلے غربت اور تنگدستی ے بارے میں ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہیں جو اقتصادی نظام کی ناکامی کی دلیل ہے۔ غیبت ے زمانے میں پوری دنیا میں بہت سے جرائم مالی پریشانی، غربت اور اقتصادی تنگی کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں اور آئندہ بھی رونما ہوتے رہیں گے۔یہ ایک ناقابل حقیقت ہے جو قتل و غارت ،خونریزی،چوری اور راہزنی ے بہت سے واقعات کی بنیاد ہے۔

جو اپنے عقیدے ے مطابق قتل،خونریزی،چوری اور دوسرے جرائم ے خلاف مبارزہ آرائی کررہے ہیں اور معاشرے کوان جرائم سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔انہیں ان جرائم ے علل و اسباب (جس میں سے ایک مہم علت غربت اور تنگی ہے) کو ختم کرنا چاہیئے۔تا کہ معاشرے میں ں جڑ سے جرائم کو ختم کیا جاسکے۔

جرائم ے وقوع کادوسرا اہم سبب،زیادہ مال کی ہوس اور لالچ ہے۔پہلے سبب کی بنسبت یہ دوسرا سبب،زیادہ اہم ہے۔کیونکہ اگر کوئی فقیر اور غریب غربت کی وجہ سے ں گھر میں چوری کرتا ہے یا ں کو قتل کرتا ہے تو قدرت مند اور حریص مال و دولت میں اضافے کی غرض سے معاشرے کو غارت کرتا ہے اور قوم و ملت کا خون بہاتا ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جس طرح امیر، ثروتمند اور صاحبِ قدرت شخص ے پاس فقیر وضعیف انسان کی بنسبت خدمت ے زیادہ وسائل ہوتے ہیں ۔اسی طرح اس ے پاس خیانت ے وسائل بھی فقیر و محتاج سے زیادہ ہوتے ہیں۔

اس بنا پر غریبوں اور ضرورتمندوں کی غربت اور اس سے بڑھ کر دولت مندوں اور قدرت مندوں ے مال و دولت میں اضافے کی خواہش غیبت ے زمانے میں جرائم ے رونما ہونے کی دو اہم وجوہات ہیں۔

ظہور کے پر نور زمانے میں نہ صرف یہ دو عامل بلکہ جنایت و خیانت اور جرائم کے تمام عوامل نابود ہوجائیں گے اور نجات و سعادت کے عوامل فساد و تباہی کے عوامل کی جگہ لے لیں گے۔

قدرتمندوں اور دولت مندوں کی ایک اہم ذمہ داری فقیر اور ضعیف افراد کی مدد کرنا ہے۔تا کہ ان کے اقتصادی فقر کا جبران ہو سکے اور خود ان کی سرکشی اور ظلم کے لئے بھی مانع ہو جس کے نتیجہ میں تباہی اور فساد کے دو اہم عوامل برطرف ہوجائیں گے۔لیکن افسوس کہ ہم یہ اہم ترین ذمہ داری بہت سی دوسری ذمہ داریوں کی طرح بھول چکے ہیں۔لیکن ظہور کے درخشاں زمانے میں اگر کوئی شخص ان کی دستگیری اور مدد کرنا چاہے تو اسے ڈھونڈنے سے بھی کوئی فقیر نہیں ملے گا۔

ہم نے جو قابل توجہ نکتہ ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ دنیا میں جرائم کے عوامل میں سے فقر سے بڑا عامل ثروتمندوں اور قدرتمندوں کی اپنے مال میں اضافہ کی حرص و طمع ہے۔

کیونکہ مال دار افراد مال کو بڑھانے اور قدرت مند اپنی قوّت و طاقت کو بڑھانے کے لئے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حقیقت میں دوسرا سبب ،پہلے سے زیادہ وسیع ہے اور یہ پہلے سبب کے ساتھ شریک بھی ہے۔کیونکہ معاشرے میں فقر کے اہم اسباب میں ایک سبب ایسے صاحبِ ثروت افراد ہیں کہ جو اپنے سرمائے کو زیادہ کرنے کے لئے انتہائی پست قسم کے حربے آزماتے ہیں۔ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ فقر و تنگدستی کا باعث بنتے ہیں۔خاندانِ وحی و عصمت و طہارت علیہم السلام کے کلمات میں بھی اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

اس امر پر بھی توجہ کریں کہ زمین کا کاروبار کرنے والے خود تو بنگلوں اور محلوں میں زندگی گزارتے ہیں اور ہزاروں ایکڑاراضی پر قبضہ کرکے زمین کی قیمتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔جس کے نتیجے میں ضرورتمند زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا خریدنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں۔

اس بناپر بہت سے دولت مند اموال کو ذخیرہ کرکے نہ صرف فقر ایجاد کرتے ہیں بلکہ فقر میں اضافہ کا باعث بھی بنتے ہیں،جو بعض ضرورت مند افراد کے لئے جرم و فساد کے ارتکاب کا مقدمہ بنتا ہے۔اسی طرح مال میں اضافے کی خواہش ،اور ہوس ان کے ارتکاب جرم اور شرعی و عقلی اخلاقیات کو ترک کرنے کا بھی باعث ہے۔اب اس واقعہ پر توجہ کریں:

"خان مرد"تہران کے امیر ترین افراد میں سے تھا۔جس نے شہر میں مسجد و مدرسہ بھی تعمیر کروایا۔جو اب تک اسی کے نام سے مشہور ہے۔کہتے ہیں کہ خان مرد کے پرانے دوستوں میں سے ایک ہر روز اس کے گھر کے سامنے لگے ہوئے چنار کے درخت کے ساتھ کھڑا خان کے گھر سے نکلنے کا انتظار کرتا تھا۔ شاید گھر سے نکلتے وقت وہ اس کی طرف دیکھے اور اس پر کچھ لطف و مہربانی کرے۔لیکن خان نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔جب خان اپنے منصب سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوگیا تو اس کا یہ دوست اس سے ملاقات کرنے گیا۔

خان نے اس سے گلہ و شکوہ کیا کہ تم نے مجھے اتنی مدت تک یاد ہی نہیں کیا اور تم مجھ سے ملنے نہیں آئے۔اس شخص نے ہر دن اس کے گھر کے سامنے آنے کا واقعہ بیان کیا تو خان نے کہا!میں اس وقت اپنے گھر کے سامنے لگے ہوئے چنار کے درخت کو نہیں دیکھتا تھا تو پھر تمہیں کیسے دیکھتا کہ جو اس درخت کے نیچے کھڑے ہوتے تھے۔[1]

جی ہاں ! امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ایسے بہت سے ثروتمند ہیں کہ جو دائرہ انسانیت سے ہی نکل چکے ہیں۔جو شرعی و عقلی اخلاقیات کے ذریعہ بھی اپنے سرکشی و گمراہی کو کنٹرول نہیں کرسکے۔

----

[1] ۔ دوازدہ ہزار مثل فارسی : ۴۳۲

اس نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے زمانے میں بے تحاشا دولت کس طرح سے ان کی سرکشی و گمراہی کا باعث نہیں بنے گی ۔ حالانکہ اس وقت دنیا بھر کے تمام افراد بے نیاز اور صاحبِ ثروت ہوں گے؟

یعنی اگر یہ تمام منحوس اور برے آثار،زیادہ دولت کی وجہ سے ہیں تو پھر ہمارے زمانے میں لوگ کیوں اتنے سرمائے اور دولت کے مالک ہوں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حلال طریقے سے حاصل ہونے والی ثروت میں کبھی بھی نحوست اور منفی اثرات نہیں ہوتے۔بلکہ ممکن ہے کہ وہ خیرات کا وسیلہ ہو۔لیکن یہ دولتمند اپنی دولت کا غلط استعمال کرتے ہیں۔کیونکہ اگردولت خود بری ہوتی تو پھر سب دولتمندوں کو ایسا ہونا چاہیئے تھا ۔حالانکہ ایسا نہیں ہے۔بلکہ بعض ثروتمند افراد نے معاشرے کی قابل قدر خدمت کی ہے۔ جنہوں نے بہت سے مستضعف اور غریب افراد کی مدد کی ہے۔خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین میں ایسے افراد کی مدح کی گئی ہے(اگرچہ دورِ حاضر میں ایسے افراد بہت کم ہیں)اور یہ ایسے ثروتمندوں کی کم عقلی کی دلیل ہے کہ جو ہمیشہ اپنی دولت میں اضافہ اور اپنےورثاء کے لئے مال و دولت چھوڑ جانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ورنہ خود مال و دولت ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے انسان دشمن کو بھی اپنے قریب لاسکتا ہے اور بے گناہ افراد کا خون بھی بچا سکتا ہے۔

عصرِ ظہور کے پر نور زمانے میں انسان معنوی تکامل اور فکری و عقلی رشد اور سعادت کی وجہ سے طغیان و گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔

اس مبارک اور پر نور زمانے میں مال و دولت کی کثرت ہوگی۔لیکن اسے ذخیرہ کرنے اور اس میں اضافے کی خواہش نہیں ہوگی ۔اس وقت مال و دولت،سرمایہ اور کثیر نعمتیں ہوں گی۔لیکن طغیان اور گمراہی اور دین کی حدود کی پامالی نہیں ہوگی۔

اس زمانے میں دنیا میں موجود تمام دولت (چاہے وہ زمین ے اندر چھپی ہوئی ہویا روئے زمین پر) آنحضرت ے پاس جمع ہوگی۔

کیا آپ جانتے ہیں ۔ زمین ے سینے میں قیمتی پتھر،سونے چاندی اور دوسری بہت سی قیمتی اشیاء ے خزانے پوشیدہ ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں ۔ زمین نے اپنے اندر سونے ے پہاڑ چھپا رکھے ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں ۔ قدیم بادشاہ اور دولت مند حضرات اپنا بیش بہا سرمایہ زمین میں چھپاتے تھے؟

کیا آپ جانتے ہیں ۔ زلزلوں کی وجہ سے بہت بڑا سرمایہ زمین یسینہ میں پنہاں ہے؟

ظہور کا زمانہ ، مخفی و پنہاں امور ے آشکار ہونے اور آگاہی کا زمانہ ہے۔ اس وقت زمین میں مخفی ثروت و سرمایہ آشکار ہوجائے گا ،جس سے ظہور ے زمانے ے افراد استفادہ کریں گے۔

کنٹرول کی قدرت

ہم نے جو کچھ ذکر کیا ،خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام میں اس کی تصریح ہوئی ہے۔ ہماری اس بات کی شاہد حضرت باقرالعلوم علیہ السلام کی یہ روایت ہے:

" يقاتلون واللّه حتى يوحّد اللّه ولا يشرک به شيء و حتى يخرج العجوز الضعيفة من المشرق تريدالمغرب ولا ينهاها احد و يخرج اللّه من الارض بذرها، وينزل من السّماء قطرها،و يخرج الناس خراجهم على رقابهم الى المهدى ويوسع اللّه على شيعتنا و لو لا ما يدركهم من السعادة لبغوا " [1]

----

[۱]۔ بحارالانوار :ج ۲۵ص۳۴۵

خدا کی قسم وہ جنگ کریں گے حتی کہ سب خدا کو یک و یکتا سمجھیں، اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ جانیں ۔ حتی کہ ایک کمزور بوڑھی عورت مشرق سے مغرب کے سفر سے نکلے اور کوئی اسے اس کام سے نہ روکے۔

خدا وند زمین سے بیج کو خارج کرے گا اور آسمان سے بارش برسائے گا۔لوگ اپنے مال سے خراج نکال کر حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف لے کر جائیں گے ۔خدا ہمارے شیعوں میں اضافہ کرے گا ۔ اگر انہیں یہ سعادت حاصل نہ ہوتی تو وہ یقیناً گمراہی و ہلاکت میں مبتلا ہوجاتے۔

جس طرح ثروت و مال انسان کی سعادت کا سبب واقع ہوسکتے ہیں اسی طرح یہ ظلم و خیانت کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔یعنی فقر اور مال دونوں جرائم کی زیادتی میں بنیادی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ دونوں انسان کی سعادت کا وسیلہ بھی بن سکتے ہیں۔

مال میں اضافہ کی طمع و حرص سے بھی جرائم وجود میں آتے ہیں اور اس کی اہم وجہ غیبت کے زمانے میں طمع و حرص کو کنٹرول کرنے کی قدرت کا نہ ہونا ہے۔

معاشرے کا مقامِ ولایت سے آشنا نہ ہونا اور انسان کا خاندانِ وحی علیہم السلام کے عظیم مرتبہ کی طرف توجہ نہ کرنا،اس سے سعادت کے چھن جانے کا باعث بنتا ہے۔ جو اسے مقامِ ولایت سے دور کردیتا ہے جو کہ قدرت و طاقت کو کنٹرول کرنے والا ہے۔

لیکن ظہور کے پر نور اورمبارک زمانے میں بشریت ولایت کی پناہ میں ہوگی اور پوری دنیا کے لوگوں کے سروں پر رحمت الٰہی کا سایہ ہوگا ۔جو انہیں حضرت مہدی علیہ السلام کی الوہی ولایت کی قدرت سے محفوظ وکنٹرول کرے گا ۔اسی عظیم سعادت کی وجہ سے ظہور کے پر مسرت زمانہ میں لوگوں کے مال میں چاہے جتنا بھی اضافہ ہوجائے، مگر وہ ان کی گمراہی و سرکشی کا باعث نہیں بنے گا۔

جی ہاں!دنیا کے تمام لوگوں پر قدرتِ ولایت کا سایہ ہونے کی وجہ سے وہ تمام قوّت و طاقت،قدرت و توان اور تمام امکانات و وسائل کواس کے زیر سایہ قرار دے کر خود کو کنٹرول کریں گے اور ظلم و زیادتی اورگمراہی و ضلالت سے دوررہیں گے۔

یہ وہی سعادت و خوش بختی ہے جس کی امام باقر علیہ السلام نے روایت کے آخر میں تصریح فرمائی ہے:

"و لو لا ما يدركهم من السعادة لبغوا "

زمانۂ ظہورکی خصوصیات میں سے ایک سب کے لئے کنٹرول کا ہونا ہے ۔ عصرِ ظہور میں مال و ثروت، قدرت و طاقت جتنی بھی زیادہ ہوجائے پھر بھی سب کو ظہورِ ولایت کی وجہ سے سعادت و نیک بختی حاصل ہوگی ۔ سب میں حرص و طمع کو کنٹرول کرنے کی قدرت ہوگی ۔کیونکہ نعمتوں سے سرشار زندگی کے ساتھ ساتھ عقلی تکامل بھی ہوگا۔

اب امام صادق علیہ السلام کی اس بہترین روایت پر توجہ کرتے ہیں۔

" تواصلوا تبارّوا و تراحموا، فوالذى فلق الحبّة و برأ النسمة لياتينّ عليكم وقت لا يجد احدكم لديناره و درهمه موضعاً، يعنى لا يجد عند ظهورالقائم موضعاً يصرفه فيه لاستغناء الناس جميعاً بفضل اللّه و فضل وليه "

فقلت:و انّى يكون ذالک؟

" فقال:عند فقدكم امامكم فلا تزالون كذالک حتى يطلع عليكم كما تطلع الشمس،آيس ما تكونون،فايّاكم والشک والارتياب،وانفوا عن انفسكم الشكوک و قد حذّرتكم فاحذروا، اسأل اللّه و ارشادكم " [۲]

----

[۲]۔ الغیبۃمرحوم نعمانی : ۱۵۰

ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط رہو اور آپس میں نیکی اور مہربانی کرو، اس کی قسم کہ جو دانے کو اگاتا ہے اور اس میں روح ڈالتا ہے۔یقینا تم لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم میں سے کسی کو دینار یا درہم کے مصرف کرنے کی جگہ نہیں ملے گی یعنی حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے زمانے میں کوئی ایسی جگہ نہیں ملے گی کہ جہاں اپنا پیسہ خرچ کیا جائے۔کیونکہ خداوند اور اس کے ولی کے فضل سے سب لوگ بے نیاز ہوجائیں گے۔

میں نے عرض کیا یہ کون سا زمانہ ہے؟

امام نے فرمایا!جب تمہیں تمہارے امام نہیں ملیں گے تو ایسا ہوگا کہ تم پر ایسا زمانہ طاری ہوگا کہ جس طرح سورج طلوع کرتا ہے،یہ اس زمانے میں ہوگا کہ جس میں آنحضرت کے ظہور کے زمانے سے زیادہ ناامیدی ہوگی۔

پس شک کرنے یا خود کو شک میں مبتلا کرنے سے پرہیز کرو،خود سے شک کو دور کرو۔یقینا میں نے تمہیں ڈرایا،پس تم اس سے ڈرو اور آگاہ ہوجاؤ۔ میں خدا سے تمہارے لئے توفیق و ہدایت کی دعا کرتا ہوں۔

اس روایت میں دلوں کو یأس و ناامیدی اور شک سے دور رہنے کے بارے میں بہترین نکتہ بیان ہوا ہے کہ جس کی تشریح کیلئے مفصل بحث کی ضرورت ہے۔

اس روایت کا موردِ استدلال حصہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وہ نورانی اور مبارک زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اس زمانے میں سب لوگوں کے بے نیاز ہونے کی وجہ سے کوئی ایسا نیاز مند نہیں ملے گا کہ ثروت مند اپنے مال سے جس کی مدد کرسکیں۔

دنیا میں ، 800 ملین سے زائد بھو

اگر ہم اپنے زمانے کو ظہور کے درخشاں و منوّر زمانے سے مقائسہ کریں (کہ جب چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی کوئی نیازمند اور ضرورتمند نہیں ملے گا)تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ہمارے موجودہ دور میں پوری دنیا میں کروڑوں بھوکے افراد موجود ہیں جن کی ... و نجات کے لئے کوئی بھی مؤثر اقدام نہیں کیا گیا اس بارے میں آپ اس رپورٹ پر توجہ کریں۔

عالمی بینک کے سربراہ کا کہنا ہے کہ دنیا کے ایک ارب افراد دنیا کے اقتصاد کو چلا رہے ہیں ۔ دنیا کی ۸۰% آمدنی ان سے مختص ہے۔حالانکہ دنیا کی باقی آبادی پانچ ارب ہے۔جو دنیا کی ۲۰% آمدنی پر زندگی گزار رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ برائے خوراک و زراعت کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں بھوکے افراد کی تعداد ۱۸ ملین سے بڑھ کر ، ۸۴۲ ملین تک پہنچ چکی ہے۔

اب پیرس کے ایک اخبار "ونت مینوت"۱۶ اکتوبر ۲۰۰۲ ء بروز بدھ کی رپورٹ ملاحظہ کریں:

دنیا میں ہر چار سیکنڈ میں بھوک کی وجہ سے ایک انسان ہلاک ہوتا ہے۔دنیا میں ۸۴۰ ملین افراد غذا کی وجہ سے پریشان حال ہیں اور ان میں سے ۷۹۹ ملین افراد ترقی پذیر ممالک میں زندگی گزار رہے ہیں۔

دنیا کے ۳۰ ممالک میں اضطراری حالت کا اعلان ہو چکا ہے اور صرف افریقا میں ۶۷ ملین افراد کو فوری اور اضطراری مدد کی ضرورت ہے۔ایشیا میں ۲۰%(۴۹۶ ملین)آبادی بھوک کی وجہ سے پریشان ہے۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ برائے خوراک و زراعت کے مطابق روزانہ ۲۴ ہزار افراد بھوک کی وجہ سے لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔بھوک کی وجہ سے ہر سال پانچ سال سے کم عمر کے ساٹھ لاکھ بچے ہلاک ہوجاتے ہیں۔

یہ تمام پریشانیاں ،بھوک،تنگدستی،بے روزگاری دنیا کے ممالک کی ناقص مدیریت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اگر دنیا کی سیاسی شخصیات ان نقائ ے اسباب کو جان کر مخلصا۔ طریقے سے انہیں ختم کرنے کی کوشش کریں تو دنیا ا م-یں اتنی ۔زیادہ تعداد میں بھوے ا۔راد ۔ ہوں۔

بھوک کی ایک بنیادی و۔ ۔ کمر توڑ م ہگائی اور قیمتوں میں بے تحاشااضافہ ہے۔بھوک ے خ ف جنگ میں کامیابی ے لئے نرخوں م-یں اضافے کی روک ت ام ے لئے م۔اسب اور فوری اقدام کر۔ا ا۔ت ائی ضروری ہے۔لیکن ا۔سوس سے ک۔ا پڑتا ہے ۔ اب ت-ک اس۔ ۔-ارے میں کوئی قابل ذکر پیشرفت نہیں ہوئی۔

اب ذرا ایران میں مختلف اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی ی۔ رپورٹ م ۔ ۔ کریں۔

سال	۵۷	۶۳	۶۷	۸۴
ملکی آ۔ ۔ادی	۳۵۰۰۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰۰	۴۶۰۰۰۰۰۰	۸۶۰۰۰۰۰۰

نرخوں میں اضافہ

سال	یونجہ	جو	جوکھر	کھلی/کھل	دودھ	گھ ازندہ	زندہ
۵۷	۸	۷	۳	۹	۲۷	۲۱۰	۱۵۰
۸۲	۱۲۰۰	۱۲۰۰	۶۲۰	۲۰۶	۲۰۰۰	۱۴۰۰۰	۱۰۰۰۰
شرح اضافہ	۱۵۰گنا	۱۷۲گنا	۲۰۶گنا	۱۸۰گنا	۷۲گنا	۶۷گنا	۶۷گنا
۸۳	۱۶۰۰	۱۵۰۰					

یہ دنیا ے ایک حصے میں اجناس کی قیمتوں کا چھوٹا سا نمونہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا ۲۵ سال میں ایران کی آبادی میں تقریباً دو گنا اضافہ ہوا ہے اور بعض اجناس کی قیمتوں میں تقریباً دو سو گنا اضافہ ہوا ہے۔اب اس تفاوت سے کم از کم یہ تو معلوم ہوگیا کہ آبادی نرخوں میں اضافے کا باعث نہیں ہے۔

قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ صرف ایران یا کسی ایک ملک کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ دنیا ے ترقی یافتہ مالک جیسے امریکہ،جاپان،کوریا بھی اس مسئلہ سے پریشان ہیں۔دنیا ے ہر ملک میں مہنگائی نے غریب عوام کی کمر توڑ رکھی ہے۔

اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ اس چیز کی دلیل ہے کہ ان کی اقتصادی سیاست نرخوں کو کنٹرول کرنے اور انہیں معتدل رکھنے میں ناکام ہوچکی ہے۔دنیا ے اقتصاد پر قابض ثروت مند افراد کو اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرنے سے نہ تو کسی قسم کا دکھ ہوتا ہے اور نہ ہی غریب عوام پر رحم آتا ہے۔بلکہ وہ جان بوجھ کر اشیاء ے نرخوں میں اضافہ کرے اپنے سرمائے میں کئی گنا اضافہ کرتے ہیں۔اب اس رپورٹ پر غور کریں۔

عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق تین ارب سے زائد افراد دن بھر میں ایک ڈالر سے بھی کم پر زندگی گزار رہے ہیں اور ایک ارب افراد کی روزانہ کی آمدنی ایک ڈالر سے بھی کم ہے۔دنیا کی نصف آبادی غربت سے بھی نچلی سطح پرزندگی گزار رہی ہے۔اور تین ارب انسانوں کی روزانہ کی آمدنی تین ڈالر سے بھی کم ہے۔

اقوامِ متحدہ کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دھائی میں دنیا کے ۴۵ ممالک اورزیادہ غریب ہوگئے۔۴/۶ ارب انسانوں یعنی تقریباً ۸۰۰ ملین افراد کو زندگی گزارنے کے لئے مکمل خوراک میسر نہیں ہے۔

یہ دنیا کے پریشان حال افراد کی وضع زندگی کا چھوٹا سا نمونہ تھا۔جب ہم نے زمانِ غیبت کے مسائل سے آشنائی کے لئے ذکر کیاہے اب ہم اس ذکر کو یہیں ترک کرکے اور ان پریشانیوں اور غموں کو بھول کر اس درخشاں زمانے کی توصیف کرتے ہیں کہ جس میں نہ تو کوئی ضرورت ہو گی اور نہ ضرورتمند۔

ا یسا دن ہ جوبے تحاشا نعمتوں اور بے انتہا دولت سے سرشار ہو۔جس سے دنیا کے تمام نیازمند،بے نیاز ہوجائیں گے۔اس وقت دنیا میں ۸۰۰ ملین بھوکے افراد نہیں ہوں گے۔اس وقت کو اقتصادی بحران نہیں ہوگا۔

عصرِ ظہور میں غربت اور تنگدستی کا نام و نشاں نہیں ہوگا۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کی حکومت دنیا کوجنت بنادے گی۔پوری روئے زمین پر مسرت و شادمانی اور خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔

نعمتوں سے سرشار دنیا

اب جب ہ نعمتوں سے بھرپور اور سرشار اس بے مثال زمانے کا تذکرہ ہوا ہے تو بہتر ہے ہ ہم اس بارے میں رسول اکرم (ص) کی روایت کو نقل کریں:

" تنعّم امتی فی زمن المهدی نعمة لم ینعموا مثلها قطّ،ترسل السماء علیهم مدراراً، و لا تدع الارض شیئا من النّبات الاّ اخرجته،والمال کدوس،یقوم الرجل یقول:یامهدی اعطنی فیقول: خُذ " [1]

میری امت کو مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اتنی نعمتیں میسر آئیں گی ہ جو اسے پہلے کبھی نہیں ملی ہوں گی۔آسمان سے ان کے لئے مفید بارش برسے گی،زمین اپنے اندر چھپی ہر نباتات کو خارج کرے گی اس زمانے میں مال و دولت فراوان ہوگی۔ایک شخص کھڑا ہوگا اور مہدی علیہ السلام سے کہے گا : مجھے عطا کرو۔تو کہیں گے :لے لو۔

یہ واضح ہے ہ روزِ نجات ،دنیا کے تمام مکاتب گمراہی سے نجات پا لیں گے۔پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرائے گا۔جس کی وجہ سے اس زمانے کے تمام افراد رسول اکرم(ص)کی امت شمار ہونگی۔اسی لئے رسول اکرم (ص)نے اس زمانے سے لوگوں کو "امتی"یعنی میری امت سے تعبیر کیا ہے۔

----

[1]۔ التشریف بالمنن:۱۴۹

رسول اکرم (ص) کی امت یعنی ہماری دنیا کے لوگ اس روز خوشحال ہوں گے اور ان میں دو عظیم خصوصیات ہوں گی ۔تقوی و ایمان ۔ جو اس زمانے سے پہلے کبھی موجود نہیں تھی۔سب ان دو خصوصیات کے مالک ہوں گے۔جس سے آسمان کے دروازے کھل جائیں گے اور لوگوں پر رحمتِ الٰہی کی بارش برسے گی۔

اس زمانے میں یہ دو عظیم معنوی فضیلتیں کسی خاص گروہ سے مخصوص نہیں ہوں گی بلکہ سب ان سے بہرہ مند ہوں گے۔ان دو فضیلتوں کے عام ہونے کی وجہ سے دنیا سے غضبِ الٰہی اٹھا لیا جائے گا اور لوگوں پر نعمتوں اور برکات کا نزول ہوگا۔

اس مطلب کے اثبات کے لئے ہم قرآن و سنت کا رخ کرتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" و لینزلنّ البرکة من السماء الی الارض حتی ان الشجرة لتقصف بما یرید اللّٰہ فیھا من الثمرة،ولتاکلن ثمرة الشتاء فی الصیف و ثمرة الصیف فی الشتاء ، وذلک قوله تعالی"وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُواْ وَاتَّقَواْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُواْ فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُون " [۱]

یقیناً آسمان سے زمین کی طرف برکت نازل ہوگی حتی کہ خدا درخت سے جو پھل چاہے پیدا کرے گا۔گرمیوں کا پھل سردیوں اور سردیوں کا پھل گرمیوں میں کھائیں گے۔اسی لئے ارشاد پروردگار ہے:

اور اگر اہل قریہ ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرلیتے تو ہم ان کے لئے زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ،لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی گرفت میں لے لیا۔

اس آیت اور روایت میں بہترین نکات موجود ہیں کہ جن میں سے ہم بعض کو بیان کرتے ہیں:

----

[۱]۔ سورہ اعراف،آیت:۹۶۔بحارالانوار :ج ۵۳ص ۶۳

۱۔آیت کے اس جملے " فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُون" میں فاء تفریعہ دلالت کرتا ہے کہ حقائق الٰہی کی تکذیب ،رسول اکرم (ص)کے احکام پر عمل نہ کرنا اور انہیں رد کرنا ،لوگوں کے لئے مؤاخذہ کا سبب بنا۔ان کے عمل کی وجہ سے لوگوں پر آسمانی برکات کا نزول بند ہوجاتا ہے اور بد بختی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

اس بناء پر ہمیں یہ جان لینا چاہیئے کہ تمام جنایت و جرائم ،قتل وغارت،فساد اور بد امنی رسول خدا کے فرامین سے روگردانی ان پر ایمان نہ لانے اور تقویٰ نہ ہونے کا نتیجہ ہیں۔

اگر لوگ ابتدا ء ہی سے خدا کے پیغمبروں کی تکذیب نہ کرتے،ان پر ایمان لے آتے اور ایمان کی بنیاد پر تقویٰ اختیار کرلیتے تو وہ کبھی بھی مصیبتوں،غموں اور بلاؤں کے گرداب میں مبتلا نہ ہوتے۔

زمانۂ ظہور میں برکت

۲۔ظہور کے زمانے میں ایمان و تقویٰ کی وجہ سے ان پر زمین و آسمان سے خدا کی برکات برسیں گی۔خدا جس بھی درخت سے جس پھل کا بھی ارادہ کرے وہ اسی درخت سے پیدا ہوگا۔اسی طرح کوئی بھی پھل کسی خاص موسم سے مختص نہیں ہوگا۔گرمیوں میں درخت سردیوں کے پھلوں اور سردیوں میں گرمیوں کے پھلوں سے لدے ہوں گے۔

برکت کا مسئلہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ جس کی وجہ سے ظہور کے بابرکت زمانے میں دنیا کا چہرہ ہی بدل جائے گا اور زمانِ ظہور میں برکتوں کے نزول کی وجہ سے لوگ غیبت کے زمانے کے سخت مصائب بھول جائیں گے۔

جیسا کہ ہم نے کہا کہ اس وقت دنیا کا نیا روپ سامنے آئے گا۔پوری روئے زمین قدرت، طاقت،ثروت اور نعمتوں سے بھری ہوگی۔بستر و تندرستی کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔اس منوّر زمانے میں ضعف،ناتوانی اور شکستگی کو شکست ہوجائے گی ان کی جگہ قدرت وتوانائی اور خوشیاں آجائیں گی۔

اس پُر مسرّت زمانے میں لبوں پر مسکراہٹیں اور دل شادی اور شادمانی سے لبریز ہوں گے۔

۵ئکہ ے توسّ سے برکت وجود میں آئے گی ۔مادّی لحاظ سے گندم کی پیداوار ے لئے اسے زمین میں بونے اور پھر اسے وہ و ۔ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن جو غیر محسوس امور سے آشنائی رکھتے ہوں،ان ے لئے اشیاء کو ایجاد کرنا ّ عادی و طبیعی وسائل میں منحصر نہیں ہے۔بلکہ وہ غیر طبیعی طریقوں سے بھی طبیعی محصول کو ایجاد کر سکتے ہیں۔

یہ درست ہے ۔ خدا وند متعال نے مختلف کاموں کو وسائل و اسباب کی بنا پر قرار دیا ہے ۔لیکن اس وجہ سے ہمیں وسائل و اسباب میں اتنا مشغول نہیں ہونا چاہیئے ۔ ہم مسبب الاسباب کو ہی فراموش کردیں اور یہ گمان کریں ۔ خدا وند کریم نے ایجاد امور ے لئے جو اسباب قرار دیئے ہیں،وہ صرف مادّی یا ایے امور میں منحصر ہیں ۔ جن سے ہم آگاہ ہیں۔

۳۔ ظہور ے زمانہ میں لوگ گمراہی و ضلالت سے نکل کر ہدایت پالیں گے۔یہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج)کی عالمی حکومت اور اسلام ے عالمی دین ہونے کی دلیل ہے۔

دورِ حاضر ے برخلاف عصرِ ظہور میں دنیا ے سب لوگ رسولِ اکرم (ص) ے دستورات اور اسلام ے آئین پر ایمان لائیں گے اور تقویٰ اختیار کریں گے۔

یہ بدیہی و واضح ہے ۔ رسول اکرم(ص) ے دستورات،مکتبِ اہل بیت علیہم السلام اور قرآن کی پیروی ے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے اور آنحضرت (ص) کا اجرِ رسالت ّ مودّت ذوی القربیٰ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

" قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ " [1]

آپ کہہ دیجیئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا، علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔

دنیا کے تمام لوگوں کے عقلی تکامل کی وجہ سے زمانِ نجات میں سب لوگ رسولِ اکرم(ص) کے فرامین کو قبول کریں گے اور خاندانِ وحی علیہم السلام کی مودّت کو ادا کریں گے۔ مودّت اہل بیت علیہم السلام سے وہی محبت مراد ہے کہ جو ان سے نزدیک انسان کے قرب کا باعث بنے۔

"المودة، قرابة مستفادة " [2]

مودّت سے قرب و نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔

اس روایت کی بناء پر معاشرے میں ایمان و تقویٰ آسمانی دروازوں کے کھلنے اور برکاتِ الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔پس اگر آغاز بعثت سے لوگ پیغمبراکرم (ص) کے احکامات کو قبول کرتے اور خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کی ولایت سے ہاتھ نہ اٹھاتے تو آج دنیا گرانی و ذلت اور تباہی و بربادی کا منظر پیش نہ کررہی ہوتی اور خداوند کریم آسمانی برکات اور عطائے نعمت سے دریغ نہ کرتا۔

لیکن افسوس کہ جہالت و گمراہی کی آستین سے ستمگروں کے ہاتھ باہر نکلے اور سقیفہ میں خلافت کا ایسا بیج بویا کہ جو بعد میں تناور درخت کی صورت اختیار کرگیا۔جس کے نتیجہ میں ظلم و ستم اور اختلافات کی آگ بھڑک اٹھی کہ جس کے شعلے آج بھی بلند ہورہے ہیں۔اور جب تک آستینِ عدالت سے امام عصر کا ظہور نہ ہوجائے،تب تک یہ آگ روشن رہے گی۔امام مہدی علیہ السلام اپنے عدل اور رحمت سے اس آگ کو بجھائیں گے۔

----

[1]۔ سورہ شوریٰ، آیت: ۲۳

[2] ۔ بحارالانوار: ج۷۴ص۱۶۵

دنیا   روشن مستقبل ۔ بارے میں ر ول اکرم (ص)کی بشارت

پیغمبر اکرم (ص)اس زمانے میں آئندہ ے واقعات سے آگاہ تھے اور انہوں نے لوگوں کو فتنہ و فساد اور تباہی وبربادی سے آگاہ کیا تھا اور حضرت مہدی علیہ السلام ے ظہور یک اس ے تداوم کی خبر دی تھی۔ یسا ہ انہوں نے اس زمانے میں نعمتوں کی فراوانی اور دنیا ے بہتر اقتصاد کو بھی بیان کیا تھا۔ہم یہ اں ظہور قائم آل محمد علیہ السلام اور اس زمانے ے مستحکم اقتصاد ے بارے میں رسول اکرم (ص) کی بشارتوں ے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

پیغمبر مقبول اسلام (ص)نے فرمایا:

" ابشّرکم بالمهدی یبعث فی امّتی علٰی اختلاف من الناس وزلازل فیملأ الارض قسطاَ و عدلاَ کما ملئت ظلماَ و جوراَ یرضٰی به ساکن السماء یقسّم المال صحاحاَ "

قلنا:وما الصحاح؟

" قال بالسویّة بین الناس ،فیملأ اللّه قلوب اُمّة محمد غنیٰ و یسعهم عدله حتّیٰ یأمر منادیاً فینادی:من له فی مال حاجة؟ "

" قال:فلا یقوم من الناس الا رجل،فیقول :انا ،فیقول له،انت السادنیعنی الخازنفقل له ،ان المهدی یأمرک ان یعطینی مالاً "

" فیقول له:احثیعنی خذ.حتّی اذا جعله فی حجره و ابرزه (ندم) فیقول:کنت اجشع امّة محمد نفساً او عجز عنّی ما وسعهم ؟ "

" قال فیردّه فلا یقبل منه،فیقال له،انا لا نأخذ شیئاً اعطیناه "

میں تمہیں مہدی علیہ السلام ے بارے میں بشارت دیتا ہوں ،جو میری امت میں بھیجا جائے گا ہ جب لوگوں میں اختلاف ہوگا اور زلزلے رونما ہورہے ہوں۔

پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا ہ جس طرح وہ ظلم و جور سے پُر ہوچکی ہوگی اس کام سے آسمان میں رہنے والے راضی ہوں گے۔

مال کو صحیح طور پر تقسیم کرے گا۔

ہم نے کہا صحاح سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: لوگوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کرے گا۔ پس خداوند متعال رسول اکرم (ص) کی امت کے دلوں کو بے نیازی سے سرشار فرمائے گا۔ اس کی عدالت سب کو احاطہ کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ منادی کو ندا کا حکم دے گا اور منادی ندا دے گا کہ کیا ہے کوئی جسے مال کی احتیاج و ضرورت ہو؟

پس لوگوں میں سے کوئی کھڑا نہیں ہوگا مگر ایک شخص اور وہ کہے گا! مجھے ضرورت ہے۔ وہ اسے کہے گا کہ خزانہ دار کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ مہدی علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ مجھے مال دو، خزانہ دار اسے کہے گا کہ لے لو۔ جب وہ اپنے لباس میں مال ڈالے گا تو وہ پشیمان ہوکر کہے گا۔ میرا نفس امت رسول میں حریص ترین ہے اور کیا جس نے ان کو عطا کیا وہ مجھ کو عطا کرنے سے عاجز تھا۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص خزانہ دار کو مال واپس دے دے گا۔ لیکن وہ اس سے مال واپس نہیں لے گا اور کہے گا! ہم جو چیز دے دیں وہ واپس نہیں لیتے۔

اس روایت میں اختلاف، زلزلے، پوری دنیا میں ظلم و ستم، فقر، تنگدستی اور ضرورت مندی کو امام عصر علیہ السلام کے ظہور کی نشانیوں کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے ظہور کے بعد ان سب کا خاتمہ ہوجائے گا اور روئے زمین پر عدل کا بول بالا ہوگا۔ سب لوگ بے نیاز ہونگے۔

دوسری روایت میں رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

"یحثی المال حثیاً لایعدہ عداً یملأ الارض عدلا کما ملئت جوراً و ظلماً " [1]

وہ لوگوں کے سامنے مال ڈال دے گا اور اسے شمار نہیںکرے گا۔زمین کو عدالت سے بھر دے گا ۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

دنیا میں خوشیاں ہی خوشیاں

اسی طرح رسول اکرم (ص) اس حیات بخش زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں ، جب دنیا میں ہر طرف خوشیاں ہوں گی۔

"یرضی عنہ ساکن السماء و ساکن الارض ،ولا ندع السّماء من قطرھا شیئاً الّا صبّتہ،ولا الارض من نباتھا شیئاً الّا اخرجتہ حتیٰ یتمنّی الاحیاء الاموات" [2]

زمین وآسمان کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے۔آسمان بارش کے آخری قطرے تک کو برسا دے گااور زمین آخری دانے تک کو باہر کر دے گی یہاں تک ، اس وقت زندہ افراد آرزو کریں گے ، کاش ان کے مردے بھی زندہ ہوتے۔

----

[۱] ۔ التشریف بالمنن:۱۴۷

[۲]۔ التشریف بالمنن: ۱۶۴

اس بناء پر مسرت و خوشحالی صرف کرہ زمین پر رہنے والوں سے مخصوص نہیں ہے۔بلکہ ساکنینِ آسمان بھی آنحضرت سے راضی و خوشنود ہوں گے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی حکومت ایک عالمی حکومت ہوگی کہ جو آسمان و زمین پر رہنے والے تمام افراد کی رضائیت کو جلب کرے گی۔

قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ رسول اکرم (ص)ایک دوسری روایت میںزمانِ ظہور کے بارے میں شادمانی و خوشحالی کو انسانوں سے مخصوص نہیں سمجھتے ۔بلکہ فرماتے ہیں :

فرحت و مسرّت میں اس وقت کے حیوانات بھی شامل ہوں گے۔

رسول مقبول اکرم (ص)فرماتے ہیں:

" هو رجل من ولد الحسين كانه من رجال شنسوة،عليه عباء تان قطوا نيّتان اسمه اسمى،فعند ذلک تفرح الطيور فى اوكارها،والحيتان فى بحارها،و تمد الانهار،و تفيض العيون و تنبت الارض ضعف اكلها،ثم يسير مقدمته جبرئيل وساقته اسرافيل فيملأ الارض عدلاً و قسطاً كما ملئت جورا و ظلماً " [1]

وہ حسین علیہ السلام کے فرزندوں میں سے ایک مرد ہے۔گویا وہ شنسوۃ مردان میں سے ہے۔اس پر روئی سے بنی ہوئی دو عبائیں ہوں گی۔اس کا اسم میرا اسم ہے۔اس وقت پرندے اپنے آشیانوں میں اور مچھلیاںدریاؤںمیںخوش ہوجائیں گی۔ نہریںبڑھ جائیںگی اور چشمے جاری ہوجائیں گے۔زمین سے بہت،زیادہ پھل اور نباتات پیدا ہوں گی۔پھرجبرئیل ان کے لشکر کی ابتداء اور اسرافیل درمیان میں سیر کرے گا۔وہ زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے پُر ہوچکی ہوگی۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج ۵۲ص ۳۰۴

جی ہاں!جس لشکر میں جبرئیل و اسرافیل جیسے حامین عرش شامل ہوں،وہ اہل زمین کی نجات کا ذریعہ ہوگا۔دوسری مخلوقات و موجودات کے لئے بھی خوشیوں کا باعث ہوگا۔وہ غاصبوں سے لوگوں کے حقوق لے گا اور مقروضین کے قرض ادا کرے گا۔چاہے وہ کوہ کی مانند بہت زیادہ ہو یا پھر کاہُ یعنی تنکے کی مانند بہت کم ہے۔

مفضل نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کی:

" یا مولای، من مات من شیعتکم و علیه دین لاخوانه ولاضداده کیف یکون؟

قال الصادق:اوّل ما یبتدی المهدی ان ینادی فیجمیع العالم ؛الا من له عند احد من شیعتنا دین فلیذکره،حتی یردّ التومة والخردلة فضلاً عن القناطیر المقنطرة من الذّهب والفضة والاملاک فیوفّیه ایّاه " [۱]

اے میرے آقاو مولی!اگر آپ کے شیعوں میں سے کوئی مرجائے کہ جس پر برادرانِ مؤمن اور مخالفین کا قرض ہو تو کیا ہوگا؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:مہدی علیہ السلام سب سے پہلے جو کام شروع کریں گے،وہ یہ ہوگا کہ پوری دنیا میں منادی ندا دے گا:

آگاہ ہوجاؤ کہ جس نے بھی میرے شیعوں میں سے کسی کو قرض دیا ہو تو بتائے تاکہ سونا چاندی کے قناطیر مقنطرہ سے بھی زیادہ اس کے مالک کو دے دیا جائے۔

----

[۱] ۔ بحار الانوار:ج۵۳ص۳۴

شرمساری

اب تک ہم نے زمانِ ظہور کو مختلف عناوین سے یاد کیا۔عصرِ حیات و زندگی،نجات کا دن،فرح کا دن،ظہور کا درخشاں زمانہ،ظہور کا پُر نور اور پر مسرّت زمانہ،منوّر زمانہ ،عقلوں کے تکامل کا زمانہ۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے اس حیات بخش اور نجات زمانے کے لئے کیا کام انجام دیئے ہیں۔ہم نے عالمی عادلانہ حکومت کے نزدیک ہونے کے لئے کون سا اقدام کیا ہے،اس راہ میں ہم نے اپنی کتنی ثروت و دولت خرچ کی ہے؟

جس طرح ہم اپنے اور اپنے اہل خانہ اور فرزندوں کی زندگی کو پُر آسائش بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے آئندہ کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں۔کیا ہم نے کبھی آئندہ آنے والی دنیا اور اس کے متعلق اپنے وظیفہ و ذمہ داری کے بارے میں بھی سوچا ہے؟

یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی ظہور کا منتظر ہو لیکن اس راہ میں کوئی قدم نہ اٹھائے ۔کیا دولت کے حصول اور اموال کے جمع کرنے میں کے لئے تمام کوششیں اور دنیا کی نجات کے لئے اپنے دینی اور انسانی فریضہ کو بھلا دینا انتظار امام زمان سے مناسبت رکھتا ہے؟

کیا یہ صحیح ہے کوئی ظہور کا معتقد بھی ہو اور منتظر بھی،لیکن اس کے باوجود صبح سے شام تک اپنا سارا دن مادّی ترقی کی جستجو میں صرف کرے اور شرعی وظیفہ کو بالکل فراموش کردے۔

بعض دولتمندوں کو اس وقت انتہائی شرم کا سامنا پڑے گا کہ جب عصرِ ظہور میں امام عصر علیہ السلام ان کی مذمت کریں گے اور آنحضرت دنیا پرستی اور دنیا کا مال جمع کرنے کی وجہ سے لوگوں کی تنقید کریں گے۔

ایک روایت میں حضرت باقر العلوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

" يجمع اليه اموال الدنيا من بطن الارض و ظهرها،فيقول للناس تعالوا الى ماقطعتم فيه الارحام،و سفكتم فيه الدّماء الحرام و ركبتم فيه ما حرّم اللّه عزّوجلّ، فيعطى شيئاً لم يعطه احد كان قبله و يملأ الارض عدلاً و قسطاً و نوراً كما ملئت ظلماً و جوراً و شرّاً " [1]

زیر زمین ثروت اور روئے زمین پر موجود تمام ثروت اوردنیا کا مال و دولت اس کے پاس جمع ہوگا۔پھر وہ لوگوں سے کہے گا:

آؤ اس چیز کی طرف کہ جس کی وجہ سے تم لوگوں نے قطع رحم کیا،ناجائز خون بہایااور خدا کی حرام کردہ چیزوں کے مرتکب ہوگئے۔

پس وہ اس قدر مال و دولت عطا کرے گا کہ جو اس سے پہلے کسی نے دوسرے کو عطا نہیں کی ہوگی۔وہ زمین کو عدل و انصاف اور نور سے بھر دے گا ۔جس طرح وہ ظلم و جور و شر سے پُر ہوچکی تھی۔

جی ہاں!وہ شرمساری اور شرمندگی کا زمانہ بھی ہے۔ایسے لوگوں کے لئے شرمندگی کہ جن کوتمام مادّی وسائل میسّر تھے،لیکن اس کے باوجود انہوں نے کبھی بھی انسانوں کی نجات اور ان کی مشکلات کو رفع کرنے کی کوشش نہیں کی۔اس سے بھی زیادہ شرمسار وہ ہوں گے کہ جنھوں نے نہ صرف انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا مال خرچ نہیں کیا۔بلکہ امام زمانہ علیہ السلام کے مال پر بھی قبضہ جما کر بیٹھ گئے اور انہوں نے وہ مال ایسے موارد میں بھی صرف نہیں کیا کہ جن میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی رضائیت شامل تھی۔

کیا ایسے افراد کو اپنے گفتار و کردار پر نظر ثانی کرنے کی اشد ضرورت نہیں ہے؟

----

[1] ۔ نوادرالاخبار:۲۷۵،بحارالانوار:ج ۵۱ ص ۲۹،الغیبۃ مرحوم نعمانی:۲۳۷ باب ۱۳ ح ۲۶

چوتھا باب

بیماریوں کا خاتمہ

بیماریوں کا خاتمہ

قوت و طاقت کا دوبارہ ملنا

انسان بیماریوں کا خاتمہ کرنے سے عاجز

بیماریوں کا خاتمہ

جس روز دنیا خوشیوں کا گہوارہ بن جائے گی اور پوری کائنات بہشتِ بریں کی طرح شادمان ہوگی۔لیکن بیمار، نابینا اور دوسرے امراض میں مبتلا کس طرح ان خوشیوں میں شریک ہوسکتے ہیں؟

یہ کس طرح ممکن ہے کہ ولایت کے نور کی شعائیں ہر جگہ اور ہر شخص کو اپنے احصار میں لے لیں لیکن مشکلات اور بیماری میں گرفتار اس سے محروم اور اسی طرح غمگین اوراداس رہیں؟

پوری دنیا کے تمام افرادان عالمی خوشیوں میں شریک ہوں گے۔ولایت اہل بیت علیہم السلام کی قدرت سے سب مشکلات اور مصائب کا خاتمہ ہوجائے گا اور امراض کسی بھی انسان کونقصان نہیں پہنچائیں گے،کیونکہ اس دن حکومت ہر جگہ پر جس میں خداوند عالم حکومت کرے،اس کا لازمہ یہ ہے تمام اہل دنیا قدرتِ ولایت کی پناہ میں ہوں۔اس وقت شیطان اور ستمگرشیطان پرستوں کا کوئی نشان نہ رہ جائے گا۔ سب کو پُر آسائش زندگی میسر ہوگی۔

اب ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یأس و ناامیدی کی زندگی بسر کرنے والوں کے لئے خاندانِ اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام سے یہ عظیم بشارت نقل کریں تا کہ ناامیدی کے سائے تلے زندگی گزارنے والوں کے لئے امید کی شمع روشن ہوجائے اور ان کے وجود میں ناامیدی ختم ہوجائے اور اس کی جگہ امید اور انتظار لے لے جو ان کے افکار سے شیطانی وسوسوں کو نکال باہر کرے۔اب اس آسمانی بشارت پر توجہ کریں۔ حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"من ادرک قائم اهل بیتی من ذی عاهة برأ،و من ذی ضعف قوی " [1]

جو بھی میرے قائمِ اہل بیت علیہم السلام کو درک کرے،اگر مریض ہو تو شفا پائے گا اور اگر ضعیف ہو تو قوی ہوجائے گا۔

----

[1] ۔ بحارالانوار :ج۵۲ ص۳۳۵

اس روایت کی وضاحت ۔ ۔ ر کریں:

ظہور ے پروز اور ۔ ابرکت زمانے مینہ صرف جسمانی مرض میں مبتلا ا راد شفایاب ہوجائیں گے بلکہ تمام ا راد کی روحانی و نفسانی بیماریاں بھی برطرف ہوجائیں گی ۔کیونکہ حضرت ۔ا قرالعلوم علیہ السلام نے تمام ضعیف ا راد ے وتانا ہونے کا وعدہ کیا ہے اور یہ جسمانی بیماریوں سے مخصوص نہیںہے۔

بلکہ ہر قسم کی کمزوری و ۔ناتوانی ختم ہوجائے گی ، جیسے عزم و ارادے میں ضعف، پست ہمت،تمرکز فکر میں۔ناتوانی، اسی طرح صرف بیماریاں اور ضعف ہی برطرف نہیں ہوگا بلکہ اس کی جگہ انسان کو قدرت اور ہمتی حاصل ہوگی۔

پس امام ۔ا قر علیہ السلام ے رمان (و من ذی ضعف قوی یعنی صاحبِ ضعف قوی ہوجائے گا) سے دو بنیادی و اساسی نکات استفادہ کئے جاتے ہیں۔

اس رمان مطلق ہے جو جسمانی ضعف و ۔ناتوانی سے مخصوص نہیں ہے۔بلکہ اگر ان میں نفسیاتی لحاظ سے بھی کوئی کمی ہو تو وہ بھی برطرف ہوجائے گی۔

قابل توجہ یہ ہے کہ بہت سے جسمانی امراض،نفسانی مسائل کی وجہ سے جنم لیتے ہیں ۔ لیکن ظہور ے ۔ابرکت زمانے میں ہر قسم کی روحانی و نفسانی کمزوری زائل ہوجائے گی جس کی وجہ سے جسمانی امراض کا خود بخود ہی خاتمہ ہوجائے گا۔

قوّت و طاقت کا دوبارہ ہونا

۲۔ روایت سے حاصل ہونے والا دوسرا نکتہ پہلے سے بھی زیادہ اہم اور پسندیدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس روایت میں نہ صرف بیماریوں اور کمزوریوں کے برطرف ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ بلکہ ان کی جگہ پر قدرت و صحت کی بھی تصریح ہوئی ہے۔

کیونکہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

" و من ذی ضعف قوی "

جو بھی ضعف و کمزوری میں مبتلا ہو، وہ قوی ہوجائے گا۔

اس بناء پر روئے زمین پر نہ صرف ضعیف و ناتوان افراد کا وجود نہیں ہوگا بلکہ سب کو صحت، قوّت اور توانائی حاصل ہوگی۔

امام صادق علیہ السلام نے امام باقر علیہ السلام اور انہوں نے امام سجّاد علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے۔ جس میں اس مطلب کی تصریح فرمائی ہے۔ اور آنحضرت نے فرمایا: " اذا قام القائم اذهب اللّه عن كل مؤمن العاهة، وردّ اليه قوّته " [1]

جب قائم قیام کریں گے تو خدا وند متعال ہر مؤمن کے مرض کا خاتمہ کردے گا اور اسے قوّت و طاقت عطا کرے گا۔

ظہور کے درخشاں زمانے میں دنیا کے تمام افراد صاحب ایمان اور مؤمن ہوں گے، اس حقیقت پر توجہ کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ اس زمانے میں کوئی مریض بھی موجود نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے قوّت و طاقت اور توانائی دے دی جائے گی۔

اب جبکہ پوری دنیا مریض، ضعیف اور ناتواں افراد سے بھری ہوئی ہے، کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ ان تمام بیماریوں کے برطرف ہونے کے لئے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور اس دن کے آنے کی دعا کریں۔ جب انسان کو تمام مصائب اور مشکلات سے نجات حاصل ہوجائے گی؟

----

[1]۔ الغیبة نعمانی: ۳۱۷

کیالوگوں کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ ایک ایسا پُر مسرّت دن بھی آئے گا کہ جب پوری کائنات میں ایک مریض اور مشکلات میں گرفتار شخص نہیں ملے گا؟

کیا یہ جاننا بھی ضروری نہیں ہے کہ خلقت کائنات کے کروڑوں برس اور خلقتِ انسان کے ہزاروں سال گزرنے کے باوجود ابھی تک خدا کا انسان کوپیدا کرنے کا مقصد پورا نہیں ہوا؟کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ خدا نے دنیا کو اسی موجودہ قابلِ افسوس حالت کے لئے خلق کیا تھا؟کیا خدا کی عظیم قدرت اور علم کو مد نظر رکھتے ہوئے ان تمام ضعیف،ناتوان،معلول، ناقص الخلقة اور مریض افراد کا ہونا،اس چیز کی دلیل نہیں ہے کہ ابھی تک دنیا کے نظم کو عدل الٰہی کی حکومت کا سایہ نصیب نہیں ہوا؟

کیا آپ نہیں جانتے کہ خدا وند کریم خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کی برکت سے مشکلات میں گرفتار تمام افراد کو غم و اندوہ اور مشکلات و مصائب سے نجات دے دے گا۔

جی ہاں!جس دن پوری کائنات ولایت کے تابناک انوار سے منوّر ہوگی،اس روز خداوند بزرگ و برتر،خاندانِ وحی علیہم السلام کے درخشاں انوار کی برکت سے انسانوں کو ہر قسم کی مصیبت و مشکل سے نجات عطا فرمائے گا۔پھر پوری کائنات میں کہیں بھی کوئی پریشان حال اور بیمار شخص نہیں ملے گا۔اب امام حسین علیہ السلام کے فرمانِ مبارک پر توجہ کریں:

"....ولا یبقیٰ علی وجه الارض اعمیٰ ولا مقعد ولا مبتلیٰ الّا کشف اللّه عنه بلاوّه بنا اهل بیت علیهم السلام"[1]

زمانِ ظہور میں روئے زمین پر کوئی نابینا[2] زمین گیر اور مشکلات میں مبتلا شخص باقی نہیں رہے گا ، مگر یہ کہ خدا وند کریم ہم اہل بیت علیہ السلام کے طفیل اس کی مصیبت کو برطرف کردے۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج ۵۳ص۲

[2]۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق دور حاضر میں دنیا میں ۴۵ میلیون نابینا افراد زندگی گزاررہے ہیں۔

اس کام سے استفادہ کرتے ہیں ۔ اس پر مسرت اور بابرکت دن اس زمانے کے لوگوں کے لئے کسی قسم کی کوئی مصیبت و مشکل نہیں ہوگی۔ ہر قسم کی بیماری، ناراحتی اور پریشانی برطرف ہوجائے گی ۔ پوری دنیا خوش و خرم ہوگی ۔ یہ اہلبیت اطہار علیہم السلام کی قدرت ولایت کی وجہ سے ہے ۔ اس دن وہ پورے عالم میں خدا وند متعال کی مرضی و خوشنودی کے مطابق حکومت کریں گے۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ بقراط کے زمانے کے معروف یونانی ماہرین طب سے آج تک کے ماہرین طب کی بیماریوں کے بارے میں تحقیق کے مطابق انسان کو چالیس ہزار بیماریاں نقصان پہنچا سکتی ہیں ۔ انہوں نے ان بیماریوں کی علامات بھی مشخص کی ہیں اور اگر ان کی کوئی دواہے تو اسے بھی مشخص و معین کیا ہے۔[1]

البتہ یاد رکھیں کہ زیادہ گناہوں کی وجہ سے جدید بیماریاں رونما ہوتی ہیں ۔ کیونکہ روایات میںوارد ہوا ہے کہ کثرتِ گناہ نئی بیماریوں کو جنم دینے کا سبب ہیں۔

انسان بیماریوں کا خاتمہ کرنے سے عاجز

تمام ترقی یافتہ ممالک علمی ترقی و پیشرفت کے بڑے بڑے دعوے تو کرتے ہیں۔لیکن ابھی تک وہ بیماریوں کا خاتمہ کرنے سے عاجز ہیں۔بلکہ وہ ان میں کمی کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ گناہوں کے علاوہ ، علمی ناتوانی،ضعیف انتظام، اقتصادی بحران، فقدانِ صحت کے وسائل کا نہ ہونا،ہواکی آلودگی،ناقص علاج اور ناقص ادویات نے پوری دنیا کے انسانوں کو ہزاروں بیماریوں میں مبتلا کردیا ہے۔[2]

----

[1]۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۳۸۷

[۲] ۔ صرف ایران میں دورانِ علاج ڈاکٹروں سے سالانہ ۵۵،۰۰۰ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں،جن میں سے ۱۰،۵۰۰ موت اور ۲۳۰۰۰ اعضاءِ بدن میں نقص کا باعث بنتی ہیں

اب بھی لاکھوں افراد بیماری سے بستر پر پڑے رنج و الم کی زندگی گزار رہے ہیں اور علمی ترقی اور تمدن کا نعرہ لگانے والے ممالک ان بیماریوں سے جراثیم اور اصلی عوامل کو بھی ختم نہیں کرسکے۔بیمار کو تیمار کی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن محافظانِ صحت اور میڈیکل سائنس میں ترقی وکامیابی سے دعوے کرنے والے ابھی تک کیوں ان بیماریوں کا علاج تلاش نہیں کرسکے؟مگر کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر درد کا مداوا بھی ہے،بلکہ ہزاروں درمان ہیں،بقول سنائی:

درد در عالم از فراوان است

ہر یکی را ہزار درمان است

دنیا کی رہبری و قیادت کا ادعا کرنے والے ہر مرض کا ایک علاج (نہ ہزار) تو لے آئیں ورنہ صائب کے بقول:

(دکان بی متاع چرا وا کنند)

یہ تمام زمانہ غیبت کی تلخیاں ہیں اور دنیا والوں کا حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کی عالمی عادلانہ حکومت سے دوری کا نتیجہ ہے۔

اگر وہ مقتدر اور آگاہ رہبر لوگوں پر حکومت کرتا تو دنیا والوں پر جہل،نادانی و ناتوانی کا سایہ نہ پڑتا۔کیونکہ ظہور کا زمانہ تمام قیمتی،بیش بہا اور مثبت عوامل اجاگر کرنے اور زندگی کے تمام شعبوں سے منفی اور مضر عوامل کو نابود کرنے کا زمانہ ہے۔

جی ہاں!جب خدا کے احکامات سب پر حاکم ہوں اور دنیا والوں پر حکومت الٰہی قائم ہو تو پھر جہل و ناتوانی و نادانی کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔کیونکہ تمام فاسد اور منفی عوامل و اسباب کو آشکار کرکے نابود کردیا جائے گا۔

لیکن عصرِ غیبت میں حق اور ناحق آپس میں مل چکے ہیں۔مثبت اور منفی عوامل میں تشخیص امکان پذیر نہیں ہے۔اسی وجہ سے بہت سے امراض کے اصلی عوامل ابھی تک معلوم نہیں ہوسکے۔

ہم یہاں ان میں سے ایک نمونہ بیان کرتے ہیں: مردوں میں موبائل فون کی وجہ سے اسپرم کی مقدار میں کمی کی بیماری کو ابھی تک ٹھیک طرح سے تشخیص نہیں دیا جاسکا۔ مجارستانی دانشوروں کا کہنا ہے کہ موبائل فون کا استعمال مردوں کی جنسی قوت پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے "زگد" یونیورسٹی کے محققین مجارستان میں کہتے ہیں موبائل فون سے نکلنے والی لہریں مردوں میں ۱/۳ حد تک اسپرم کو کم کرسکتی ہیں۔ اس مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جو مرد لمبا دن موبائل کو روشن رکھ کے اپنے پاس رکھیں، ان میں اسپرم کی مقدار ۱/۳ حد تک کم ہوجاتی ہے۔ حتی کہ بقیہ اسپرم کی حرکت بھی غیر عادی ہوجاتی ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ موبائل فون مردوں کی جنسی قوّت اور اسپرم پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

یورپ میں انجمن تولید انسانی کے سرپرست سربراہ پرونیسر "ہانس ایورس" نے بیان کیا کہ اس تحقیق میں مردوں کی جنسی قوّت پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل پر تحقیق نہیں کی گئی۔ اسی وجہ سے موبائل فون کے اسپرم پر مرتب ہونے والے آثار پر دقیق تحقیقات کی جائیں۔[1]

بعض بیانات و تحقیقات کے مطابق موجودہ صنعتی وسائل بہت سی بیماریوں کے عوامل ہیں:

۱۔ ایک بیان میں ذکر ہوا ہے: موبائل فون سے نکلنے والی الیکٹرو مقناطیسی شعاعوں کا انسان کی صحت پر اثر انداز ہونے کا خوف موجود ہے۔ بالخصوص یہ بدن کے سیلز، مغز اور قوّت مدافعہ پر منفی اثرات چھوڑسکتی ہیں۔ جس سے مختلف بیماریوں مثلاً کینسر یا آلزایمر وغیرہ میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

----

[۱]۔ مجلہ دانشمند مہر ماہ ۱۳۸۳، شمارہ ۴۹۲، صفحہ ۲۵

یورپ کی لیبارٹریز کی تازہ ترین تحقیقات کے مطابق موبائل فون کی ریڈیو لہریں دائمی طورپر انسان اور حیوان کے DNA میں داخل ہوکر ان کے سیلز میں تغییر پیدا کرتی ہیں۔ یہ تغییرات کینسر کا باعث بن سکتی ہیں۔ اس بارے میں اس سے آگے تحقیق نہیں ہوسکی اور یہ کہ کیا سیلز کی تغییر کسی خاص بیماری تک پہنچتی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں انہوں نے اپنے نظریے بیان نہیں کئے۔

دیگر تحقیقات میں بھی بیالوجیکل تبدیلیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ جس میں چوہوں پر بڑی بات سے معلوم ہوا کہ موبائل فون سے نکلنے والی لہریں ان چوہوں کی سلامتی کے لئے نقصان دہ ہیں۔ لیکن یہ واضح نہیں ہے کہ کیا یہ تحقیقات مستقیم طور پر انسانوں سے بھی مربوط ہیں یا نہیں۔

فن لینڈ کے دانشوروں کی تحقیقات سے ۲۰۰۲ ء میں معلوم ہوا کہ یہ لہریں انسان کے ذہن و دماغ کی طاقت پر اثر انداز ہوتی ہیں ۔لیکن انہوں نے کہا کہ اس بارے میں مزید تحقیقات کی ضرورت ہے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کیا یہ لہریں زندہ انسانوں پر بھی اسی طرح اثر انداز ہوتی ہیں یا نہیں؟

بعض سوئیس دانشوروں نے بھی ۲۰۰۲ ء میں دعوی کیا کہ موبائل فونز کے درمیان رابطہ پیدا کرنے والی لہریں دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ تحقیقات کے مطابق سب سے پہلے بننے والے موبائل فون استعمال کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کے درمیان مقائسہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موبائل فون استعمال کرنے والوں میں سے تیس فیصد ذہنی امراض کے شکار ہیں۔

اسی طرح بعض تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض افراد موبائل فون استعمال کرنے کے بعد سردرد یا تھکاوٹ کا احساس کرتے ہیں یا وہ کسی چیز پر توجہ مرکوز نہیں رکھ پاتے۔

۲۔موبائل فون سے خارج ہونے والی لہریں بدن کے سیل اور انسان کے DNA کو نقصان پہنچاتی ہیں لمبے عرصے تک الیکٹرک مقناطیسی لہروں کا خارج ہونا DNA سیلز کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے جو پھر قابلِ ترمیم نہیں ہے۔

موبائل کو دریافت ہوئے برسوں گزر گئے لیکن ابھی تک انسانوں کے ذہن اور اعصاب پر اس کے منفی اثرات سے بہت سے محققین نا آشنا ہیں۔

لیکن جس دن سب لوگ مکتبِ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کے آب شیریں سے سیراب ہوں گے تو اس وقت کوئی مبہم اور ناشناختہ نکتہ باقی نہیں رہے گا۔اس زمانے میں نہ صرف مختلف بیماریوں کے اسباب و علل سے آگاہی حاصل ہوجائے گی بلکہ بیماریوں کے تمام عوامل بھی برطرف ہوجائیں گے۔

کیا ہم سب کو ایسے بابرکت اور پر مسرت دن کی آمد کے لئے خدا کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھانے چاہئیں جب سب لوگ سلامتی ، تندرستی اور قدرت و طاقت سے سرشار ہوں گے؟

پانچواں باب

عقلی تکامل

عقلی تکامل

انسان ے وجود کی تخلیق بہت حیرت انگیز اور مبہم ہے۔ یعنی اگر انسان خود پہچان لے تو وہ بہت سے غیر معمولی اور اہم کام انجام دے سکتا ہے۔لیکن اگر وہ اپنے اندر پوشیدہ قوتّوں سے آگاہ نہ ہو تو وہ صرف اپنی زندگی بسر کرے بہت بڑے عظیم سرمائے کو ضائع کردیتا ہے۔

حضرت امیرالمؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے ارشادات میں بارہا انسانوں کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے اور انہیں ہوشیار کیا ہے کہ وہ کہیں یہ گمان نہ کریں کہ وہ ایک چھوٹی سی مخلوق اور کم قیمت جزء ہے۔ بلکہ جان لو کہ انسان کے وجود میں اسرار کی ایک دنیا موجود ہے۔

افسوس کہ اس وقت ے معاشرے میں ایے عظیم رہبر کی قیادت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں تھی۔انہوں نے امیرالمؤمنین علیہ السلام سے اس بارے میں کوئی سوال نہ کیا۔جب مولائے کائنات امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے سب کو بتایا کہ میں زمین سے زیادہ آسمان ے اسرار و رموز سے آگاہ ہوں، مجھ سے سوال کرو تاکہ تمہیں اس کا جواب دوں، تو اتنے بڑے مجمع میں سے صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے سوال پوچھا کہ مولا میرے سر پر بالوں کی تعداد کتنی ہے؟تاریخ میں یہ ثبت نہیں ہوا کہ وہاں موجود لوگوں کی اتنی بڑی تعدادمیں سے کسی نے اس احمقانہ سوال پر اس کی سرزنش کی ہو۔

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے انسانوں کو دماغ کی حیرت انگیز قدرت سے آگاہ فرمایا اور انہیں ان پوشیدہ قوتّوں ے بارے میں خبر دی کہ جنہیں انسان بیدار کرے بروئے کار لائے۔ لیکن آنحضرت ے چند خاص اصحاب ے علاوہ کسی نے دماغ کی ناشناختہ قدرت ے بارے میں کچھ نہ سیکھا۔

اس دن سے آج تک صدیاں گزر گئیں۔لیکن ابھی تک بہت سے لوگوں کو دماغ کی عجیب اور حیرت انگیز قدرت سے آگاہی حاصل نہیں ہے اور جنہوں نے اسے درک کرلیا،ان ے لئے بھی ابھی دماغ کی بہت سی مخفی قدرتوں کو پہچاننا باقی ہے۔

وجود انسان میں بدلاؤ ضروری ہے

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) حکومت کے دوران دنیا اور دنیا والوں کو نظم اور پُر آسائش زندگی دینے کے لئے غیر معمولی معنوی قدرت یعنی اپنی ولایت کے عظیم مقام سے استفادہ کرتے ہوئے دنیا میں تغییر اور دنیا والوں میں عقلی تکامل ایجاد کریں گے۔

انسان کس طرح سے خلقت کے عظیم اسرار اور ولایت کے اعلی مقام سے واقفیت حاصل کرسکتا ہے،حالانکہ انسان کے دماغ کے وسیع پہلو ابھی تک فعال نہیں ہوئے اور اب بھی سوچ و فکر اور آلودہ دلوںپر دھند لکا چھایا ہوا ہے؟

اسی وجہ سے حضرت ولی عصر (عج) لوگوں کو حقائق معارف الٰہی کی تعلیم دینے سے پہلے ،انسان کے وجود میںبدلاؤ اور ذہن بشر میں تبدیلی ایجاد کریں گے۔

علم و دانش اور دین کے مسائل میں عجیب پیشرفت اور انسان کانیک و بزرگ افکار کوقبول کرنے کی آمادگی کے لئے انسان کے وجودمیں یہ تبدیلی ایک لازمی ضرورت ہے۔

اہلبیت اطہار علیہم السلام کے عالی علوم و معارف کو درک کرنے اور انسان کی استعداد و صلاحیت میں اضافہ کے لئے یہ بدلاؤ ایک واقعی ضرورت ہے لہٰذا دنیا والوں میں یہ بدلاؤ ایجاد ہونا چاہئے۔اہل دنیا میں تبدیلی پیدا ہونے سے خود دنیا میں بھی بہت سی مثبت تبدیلیاں جنم لیں گی۔

زمین کے طبیعی نظام میں تبدیلی دنیا اور اہل دنیا میں اساسی تغیر آئندہ دنیا میں تکامل کی شرط ہے۔

جس طرح کام،روزگار اور اجتماعی امور کے لئے بچوں کا سنِ جوانی تک پہنچنا ضروری ہے۔ ویسا ہی انسان میں جب تک بعض غرائز پیدا نہ ہوں ،وہ بعض امور کو درک نہیں کرسکتا۔

اسی طرح جب تک انسان کے دل و دماغ میں پوشیدہ عظیم قدرت فعال نہ ہوجائے ،تب تک اس کے لئے ترقی یافتہ امور اور عالی معارف کی معرفت ممکن نہیں اس دلیل کی رو سے انہیں درک کرنے کے لئے دنیا اور اہل دنیا میں تحوّل و تغیّر اوربدلاؤ ایجاد ہونا ضروری ہے۔

کیا بچپن میں (جب ابھی تک چلنا نہیں سیکھا تھا اسے چاہ چالہ (فارسی محاورہ) کے خطرے کی خبر نہ تھی) انسان سیاہ چالہ (BLACK HOLE) کی عظمت و سختی کے بارے میں بات کرسکتا تھا ۔[1]

کیا انسان بچپن میں دنیا کی وسعت کو بیان کرسکتا تھا ؟ جب وہ چاہ و راہ کے درمیان فرق پیدا نہیں کرسکتا تھا؟

بچپن کے عالم میں انسان کو اپنی انگلیوں کی تعداد کا علم نہیں تھا تو وہ فضا کی وسعت اور بادلوں کی تعداد کو کس طرح سے بیان کرسکتا تھا؟

یہ بالکل واضح ہے کہ ان مطالب کو درک کرنے کے لئے بچے کو رشدو تکامل کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان علمی مطالب کو درک کرنے کی آمادگی کے بعد اسے ان کی تعلیم دی جائے۔

اسی لئے انسانوں میں انتہائی مہم اور عظیم مسائل کو قبول کرنے کے لئے حیاتِ قلبی اور دماغی سیلز کے فعّال ہونے کی ضرورت ہے تاکہ انسان میں عقلی تکامل اور حیاتِ قلب سے مہم امور کو درک کرنے کی حیثیت پیدا ہوجائے اور انہیں دل و جان سے قبول کرے۔

----

[1]۔ سیاہ چالہ Black hole فضا میں ایک ایساجسم ہے کہ جس میں شدید جاذبہ ہے ،جس سے کوئی چیز حتیٰ کہ نور بھی گزر کر فضا میں داخل نہیں ہوسکتا۔

امام مہدی یہ السلام اور عقلی تکامل

ون انسان وجود میں بدلاؤ پیدا کرسکتا ہے؟

کس قدرت میں یہ وتوانائی ہے ہ وہ انسان ے دماغ میں مخفی عظیم قوّتوں کو فعّال کرے بروئے کار لائے۔تا ہ سب آسانی سے اخلاق فضیلتوں ے مالک اوراحکامات الٰہی پر عمل کرنے والے بن جائیں؟

کیا اس دنیا کی ا ح کرنے والے مصلح عالم ے سوا کوئی اور تمام انسانوں میں ا یہقوت و انرجی پیدا کرسکتا ہے ہ جو س ب ک و ج ود انسان میں مخفی قدرت و قوّت و اسرار سے آشنا کرے؟

اس سلسلہ میں زت ہ باقر العلوم علیہ السلام کی روایت میں دنیا ے تکامل ے راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے اور فرمایا ہے ہ یہ تکامل زت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) ے دستِ مبارک سے انجام پائے گا۔ آخر زت فرماتے ہیں:

"اذا قام قائمنا وضع یده علی رؤوس العباد ،فجمع به عقولهم و اکمل به اخلاقهم " [1]

جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو وہ بندگانِ خدا ے سروں پر اپنا دستِ مبارک رکھے گا اس طرح سے ان کی عقلوں کو متمرکز اور ان ے اخلاق کی تکمیل کرے گا۔

اس روایت میں کچھ شفاف، پاک اور مہم نکات موجود ہیں،کیونکہ یہ واضح ہے ہ کوئی بھی خاندانِ اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام ے فرامین و کلمات میں موجود اسرار و رموز سے مکمل طور پر آگاہ نہیں ہوسکتا۔

----

[1]۔ بحارالانوار : ج۵۲ص ۳۳۶

حضرت امام صادق علیہ السلام سے زید زرّاد ایک روایت نقل کرتے ہیں ۔ جس میں معارف اہلبیت علیہ السلام کے مہم نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

"قلت لابی عبداللّٰہ :نخشی ان لا یکون مؤمنین "

"قال:و لم ذلک؟فقلت وذلک أنّالا نجد فینا من یکون أخوہ عندہ آثر من درھمہ و دینارہ،و نجد الدینار والدرھم آثر عندنامن أخ قد جمع بیننا و بینہ موالاۃ امیرالمؤمنین"

" قال کلاّ! أنّکم مؤمنون ، ولکن لاتکلمون ایمانکم حتی یخرج قائمنا،فعندنا یجمع اللّٰہ احلامکم،فتکونون مؤمنین کاملین ولو لم یکن فی الارض مؤمنون کاملون،اذا لرفعنا اللّٰہ الیہ و انکرتم الارض و انکرتم السّمائ" [1]

میں نے امام صادق علیہ السلام سے کہا:ہم ڈرتے ہیں ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے ۔ ہم مؤمن نہیں ہیں؟

امام نے فرمایا:کس لئے ڈرتے ہو۔

میں نے عرض کیا: کیونکہ ہم میں ایسا کوئی نہیں ہے ۔ جس کے نزدیک اس کا بھائی درہم و دینار سے زیادہ عزیز و پیارا ہو۔ہم درہم و دینار کو اپنے بھائی سے زیادہ عزیز و پیارا سمجھتے ہیں ۔ جو ہمارے اور اس کے درمیان امیرالمؤمنین علیہ السلام کی دوستی کو جمع رکھتا ہے۔

حضرت نے فرمایا: تم لوگ یقیناً مؤمن ہو۔لیکن تم اپنے ایمان کو کامل نہیں کرتے ۔ جب تک ہمارا قائم علیہ السلام قیام کرے گا تواس وقت خدا وند کریم تمہاری عقلوں کو جمع و متمرکز فرمائے گا۔پس مؤمنین کامل ہوجائیں گے اور اگر زمین میں کامل مؤمن افراد نہ ہوئے تو خدا وند کریم ہمیں تم میں سے اٹھالے گا اور تم زمین و آسمان کے منکر ہوجاؤگے۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج۶۷ص ۳۵۰

اس روایت سے بہت سے نکات حاصل ہوتے ہیں ۔ہم ان میں سے بعض نکات بیان کرتے ہیں:

۱۔ جب تک حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام قیام نہ فرمائیں تب تک لوگ کامل ایمان نہیں رکھتے ہیں۔

۲۔اپنے دینی بھائیوں سے زیادہ مال و دولت کی اہمیت کے قائل ہیں۔

۳۔ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے زمانے میں لوگوں کی عقلیں کامل و متمرکز ہو جائیں گی۔

4۔ عقل کامل ہونے کے نتیجے میں لوگوں کا ایمان بھی کامل ہوجائے گا۔

۵۔ ظہور سے پہلے کامل ایمان رکھنے والے افراد بہت کم ہوں گے۔

۶۔ زمین پر ان کا وجود ، اہل بیت علیہم السلام کے مقدس وجود کا اثر ہوگا۔

۷۔ اگر اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام زمین پر نہ ہوں تو لوگوں میں اس قدر بھی ایمان نہ ہو۔

۸۔ روایت سے ایک دوسرا نکتہ بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ ظہور کے مقدس زمانے میں عقلوں کے تکامل کی وجہ سے لوگوں میں ایسا خلوص اور جذبہ ایجاد ہوگا کہ وہ ایمان کو مال وثروت پر مقدم سمجھیں گے اور ایک دوسرے سے ایسا برتاؤ کریں گے کہ جیسے وہ مال میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں ۔

اتحاد و یگانگت سے سرشار دنیا

مرحوم علامہ مجلسی "بحارالانوار" میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا گیا:

"انّ اصحابنا بالكوفة جماعة كثيرة فلو أمرتهم لأطاعوک واتّبعوک فقال:يجئ احدهم الى كيس اخيه فيأخذ منه حاجته؟"فقال:لا .

قال: فهم بدمائهم أبخل

ثم قال: انّ النّاس فی هدنة نناكحهم و نوراثهم و نقيم عليهم الحدود ونؤدّی اماناتهم حتى اذا قام القائم جائت المزاملة و يأتی الرجل الى كيس اخيه فياخذ حاجته لا يمنعه "[1]

کوفہ میں ہمارے بہت سے اصحاب ہیں۔اگر انہیں حکم کریں تو وہ آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ کی پیروی کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:کیا ان میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کی جیب سے ضرورت کے مطابق لیتا ہے؟

میں نے کہا!نہیں۔

امام نے فرمایا:(جب وہ اپنے مال کے لئے اتنے بخیل ہیں) وہ خونوں کی بہ نسبت بہت زیادہ بخیل ہوں گے۔

پھرامام باقر علیہ السلام نے فرمایا:اب لوگ میل ملاپ اور امن و امان میں ہیں ان سے نکاح کرتے ہیں ، ارث لیتے ہیں،ان پر حد جاری کرتے ہیں اور ان کی امانتیں انہیں لوٹا دیتے ہیں ۔ جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تولوگوں کے مابین مخلصانہ و صادقانہ رفاقت پیدا ہوگی اور مرد اپنے بھائی کی جیب کی طرف بڑھے گا اور اس میں سے ضرورت کے مطابق لے لے گا اور صاحبِ مال بھی اسے اس کام سے نہیں روکے گا۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۵۲ص ۳۷۲

عقل کے تکامل سے معاشرے میں خلوص و محبت کی فضا قائم ہوجائے گی کیونکہ سب عقل کامل ہونے کی وجہ سے پیار،محبت،یگانگت اور اتحاد ایجاد کرنے کی کوشش کریں گے۔اس زمانے میں اجتماعی زندگی میں مہر و محبت ہوگی کیونکہ سب اپنے مال میں دوسروں اور دوسروںکے مال میں خود کو شریک سمجھ کر اس سے استفادہ کریں گے اور یہ سب امام عصر علیہ السلام کے عادلانہ نظام اور حکومت الٰہی کے حاکم ہونے کی وجہ سے ہوگا۔پھر انسان تکامل عقل سے بہرہ مند ہوکر پیار،محبت،اخوت اور بھائی چارے کی دنیا کی طرف گامزن ہوجائیں گے۔

اب ہم جو روایت پیش کر رہے ہیں۔اس پر توجہ کریں:

امام محمد باقر علیہ السلام نے سعید بن حسن سے فرمایا:

" أیجیء احدکم الی اخیه فیدخل یده فی کیسه ،فیأخذ حاجتة فلا یدفعه؟فقلت:ما أعرف ذلک فینا فقال ابو جعفر:فلا شیء اذاً قلت:فالهلاک اذاً،فقال:ان القوم لم یعطوا احلامهم بعد"[1]

کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے دینی بھائی کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس سے حسبِ ضرورت لے لے اور صاحبِ مال بھی اسے منع نہ کرے؟

میں نے جواب میں کہا!ہم نے اپنوں میں ایسا نہیں دیکھا۔

امام نے فرمایا:اس بناء پر ابھی کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔

میں نے کہا!پس کیا اب ہم ہلاک و گمراہ ہوجائیں گے؟

----

[1]۔ اصول کافی :ج۱ص۱۷۳،بحارالانوار: ج۷۴ص ۲۵۴

امام نے اس احتمال کی نفی کرتے ہوئے فرمایا!ابھی تک لوگوں کو ان کی عقلیں عطا نہیں ہوئیں۔

اس روایت کی بناء پر جب تک معاشرہ دینی علمی صفات کا مالک نہ بن جائے،تب تک وہ کامل عقل سے بہرہ مند نہیں ہے۔امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ابھی تک ان کو عقلیں نہیں دی گئی ہیں۔

گویا معاشرے کے لئے تمام عقلی قوتوں سے استفادہ کرنا ممکن نہیں ہے۔جس طرح لوگ سونے کے خزانوں کو خاک تلے پنہاں کردیتے ہیں،اسی طرح لوگوں نے اپنی فکری قدرت و طاقت کو بھی زیرِ خاک دفن کر رکھا ہے۔

لیکن اس وقت انسان کی عقلیں کامل ہوجائیں گی ۔جس کے نتیجے میں نہ صرف بخل بلکہ تمام صفات رذیلہ بھی زائل ہوجائیں گی،بری اور ناپسندیدہ عادات ختم ہوجائیں گی۔پھر سب علمی انسانی خصوصیات و صفات سے سرشار ہوں گے۔کیونکہ یہ کامل عقل کا لازمہ ہے۔

عصر ظہور میں تکامل عقل کی وجہ سے ناپسندیدہ صفات پر غلبہ

خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کے خاص اصحاب اور اولیاء خدا نے ایسے اعمال انجام دیئے کہ جن کے نتیجے میں وہ ناپسندیدہ صفات و عادات پر غالب آگئے اور انہوں نے اپنی عقلی قوت سے طبائع سوء کو مغلوب و مقہور کرکے کمال کے درجہ تک رسائی حاصل کی۔

یہ ایک نظری و طبیعی موضوع ہے کہ جب عقل کامل ہوجائے تو وہ نہ صرف برے اعمال و کردار بلکہ بری عادتوںپر بھی غالب آجاتی ہے۔جیسا کہ حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"والعقل الکامل قاهر الطبع السوء " (۱)

عقلِ کامل ، بری طبیعت پر غالب آجاتی ہے۔

اس بناء پر کامل عاقل اپنی تمام بری صفات حتی کہ ان صفات پر بھی قادر و غالب آجاتا ہے کہ جو اس کی ذات کا حصہ بن چکی ہوں۔پھر وہ انہیں عقلی قوّت کے ذریعے مقہور و مغلوب کرے گا۔

حضرت مولا امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے فرمان سے یہ اہم نکتہ حاصل ہوتا ہے کہ اولیاء خدا اور صاحبانِ عقل کامل معنوی و بلند مقامات پر فائز ہونے سے پہلے بری عادتوںکا ہونا ممکن ہے۔

یہ ایسے لوگوں کے لئے بشارت ہے کہ جو خود کو طبیعت و صفات بد کا مالک سمجھتے ہیں۔وہ ناامید نہ ہوں بلکہ خود کو دعا و کوشش کے ذریعے کملی تک پہنچائیں۔حتی حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے اسی روایت میں کملی تک رسائی حاصل کرنے کے خواہاں افراد کو عملی راہ بھی دکھا دی اور ایک وظیفہ کے عنوان سے فرمایا۔

"وعلی العاقل ان یحصی علی نفسه مساویها فی الدین والرأی والاخلاق والادب فی جمع ذلک فی صدره او فی کتاب و یعمل فی ازالتها " (۲)عاقل کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی تمام برائیوں کو دین، رائے اوراخلاق و ادب میں شمار کرے اور انہیں اپنے حافظے میں یا لکھ کر جمع کرے اور انہیں ختم کرنے کے لئے کوشش کرے۔

----

[۱]۔ بحارالانوار:ج۷۸ص۶

[۲]۔ بحارالانوار:ج۷۸ص۶

زرت امیرالمؤمنین علی علیہ السہ م نے تمام عقل مندوں کو حکم دیا ہے ، وہ غلطیوں کو یاد کرے انہیں زائل و برطرف کرنے کی کوشش کریں۔یہ ایک ایسا بہترین آئین و اصول ہے ، اگر اس ے مطابق عمل کریںتو یہ آپ کو اعلی مقامات تک پہنچا کر معنویت ے طولانی راستے کو نزدیک کردے گا۔

کیونکہ اس کام سے آپ ے تجربات میں اضافہ ہوگا اور جس کا تجربہ زیادہ ہو،اس کی عقل زیادہ ہوتی ہے جس کی عقل زیادہ ہو وہ سو سالہ راستہ جلد ہی طے کرلیتا ہے۔

تجربہ کی وجہ سے عقل کی زیادتی ایسا نکتہ ہے ، جس کی زرت امیرالمؤمنین نے اسی روایت ے آغاز میں تصریح فرمائی ہے:

"العقل عقلان:عقل الطبع و عقل التجربة و کلاهما یؤدی الی المنفعة " [1]

عقل دو طرح کی ہے۔ عقل طبیعی اور عقل تجربی ۔یہ دونوں انسان کو منفعت تک پہنچاتی ہیں۔

اس بناء پر افراد کی ذاتی و فطری عقل ے ع وہ تجربی عقل بھی وجود رکھتی ہے۔ یسا ، زرت امیرالمؤمنین علی علیہ السہ م نے فرمایا ، دونوں عقلیں منافع پر منتہی ہوتی ہیں۔

ان تمام مطالب سے درج ذیل نکات حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ عقل دو طرح کی ہے،ذاتی و تجربی

۲۔ جس طرح ذاتی عقل انسان کو منافع اور خوبیوں تک پہنچاتی ہے تجربی عقل بھی اسی طرح ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۷۸ص۶

۳۔عاقل پر واجب ہے ، وہ اپنی اخلاقی و دینی برائیوں کویاد کرے انہیں ختم کرنے کی کوشش کرے۔

۴۔ انسان کو ماضی میں سرزد ہونے والی غلطیوں کی وجہ سے عالی و بلند مقامات تک پہنچنے سے ناامید اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔بلکہ اسے حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے فرمان سے درس لے کر اپنے مستقبل کے لئے پر امید ہونا چاہئے۔

۵۔ خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے خاص اصحاب اور تمام اولیاء خدا ابتداء ہی سے عظیم ذات اورنیک طبیعت کے مالک نہیں تھے۔بلکہ انہوں نے زحمت و کوشش سے وہ مقام حاصل کیا۔

۶۔ کامل عقل یا اولیاء خدا اپنی بری صفات پر قوّہ عقل کے ذریعہ غلبہ حاصل کرتے ہیں۔

۷۔ ہر کامل عقل کا مالک اعلی مقامات کا مالک ہوتا ہے کیونکہ جو عقلِ کامل اورسالم طبیعت رکھتا ہو وہ عالمِ ملکوت کے ساتھ ارتباط پیدا کرکے ملکوتی ہو جاتا ہے۔

ایسے افرادشرح صدر پیدا کرتے ہوئے نور الٰہی کے مالک بن جاتے ہیں اور اسی نور الٰہی کی وجہ سے حقائق کو دیکھتے ہیں۔

خدا وند متعال کا قرآن میں ارشاد ہے:

"أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِن ذِكْرِ اللَّهِ أُوْلَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِيْنٍ " [1]

کیا وہ شخص جس کے سینے کو خدا نے اسلام کے لئے کشادہ کردیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نورانیت کا حامل ہے، گمراہوں جیسا ہوسکتا ہے !افسوس ان لوگوں کے حال پر جن کے دل ذکر خدا کے لئے سخت ہو گئے ہیں تو وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

----

[1]۔ سورہ زمر ،آیت:۲۲

جی ہاں !کمال عقل کے ذریعہ راحت پانے والے افراد ایسے ہیں کہ جن کے قلب بینا ہیں اور جنہوں نے دل کے اندھے پن سے نجات حاصل کرلی جو کہ بدترین اندھا پن ہے۔

حضرت محمد مصطفٰی (ص) نے فرمایا:

" شرّ العمی عمی القلب " [1]

بدترین اندھا پن، دل کا اندھا پن ہے۔

عالم غیب سے ارتباط

یہ واضح ہے کہ جب کوئی دل کے اندھے پن سے نجات حاصل کرے اور اس کا دل روشن ہوجائے تو وہ درخشاں انوار کا واضح مشاہدہ کر سکتا ہے۔ایسا دل حضرت امام آخرالزمان (عج) کے مبارک نور سے منوّر ہو جائے گا۔جس طرح حضرت " ھالو "[2] امام عصر علیہ السلام کی آواز سن کر سمجھ جاتے تھے کہ امام آخرالزمان (عج) انہیں دنیا کے کس حصے سے آواز دے رہے ہیں۔وہ آواز سن کر خود کو امام کے محضر میں پہنچاتے،وہ بھی دل کی آنکھوں سے آنحضرت کودیکھتے تھے۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام ایک طولانی روایت میں ارشاد فرماتے ہیں:

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۷۷ص۱۵

[2] ۔ حضرت ھالو ۱۰ فٹ ایک عادی فرد تھے وہ بظاہر ان میں کام کرتے تھے لیکن حقیقت میں امام عصر کے مأمورین میں سے ایک تھے۔ آنحضرت بعض کام انجام دینے کے لئے انہیں مأمور فرماتے تھے ۔

" اَلا انّ للعبد اربع أعين:عينان يبصربھما امر دينه و دنياه و عينان يبصربھما امر آخرته، فاذااراد اللّه بعبد خيراََ فتح له العينين الّتين ف قلبه فابصر بھما الغيب وامر آخرته و اذا اراد به غير ذالک ترک القلب بما فيه "[1]

آگاہ ہو جاؤ ! بندے کی چار آنکھیں ہیں ۔ دو آنکھیں ایسی ہیں جن سے اپنے دین و دنیا کے امور دیکھتا ہے اور دو ایسی آنکھیں ہیں جن سے اپنی آخرت کے معاملات کو دیکھتا ہے۔ جب بھی خدا اس بندے کے لئے خیر کا ارادہ کرے تو اس کے دل میں پنہاں اس کی دو آنکھیں کھول دیتا ہے۔پس وہ ان کے ذریعہ غیب اور اپنی آخرت کے معاملات کو دیکھے گا۔اگر کوئی اپنے بندے سے اس کے غیر کا ارادہ کرے تو وہ اس کے دل کو ویسا ہے ویسا چھوڑ دیتا ہے۔

غیب کا مظہر کامل

غیب کے امور میں سے ایک بلکہ اس کا اہم ترین مورد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقدس وجود ہے۔ کچھ مومنین باطنی آنکھوں سے آنحضرت کودیکھیں گے۔ قرآن مجید کی اس آیہ شریفہ "الذين يؤمنون بالغيب ،،[2] میں آنحضرت کوغیب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اہلبیت علیھم السلام سے وارد ہونے والی تفاسیر میں اس موضوع کی تصریح ہوئی ہے۔

گزشتہ روایت کو قرآن کی آیت سے ضمیمہ کرنے سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ خداوند متعال نے جن کی باطنی آنکھوں کو کھول دیا ہے۔وہ یقیناً زمانہ غیبت میں حضرت ولی عصر(ع) سے ارتباط پیدا کرکے دل کی آنکھوں سے ان کی زیارت سے شرفیاب ہوں گے۔جبکہ آنحضرت غیب کے کامل مظہر ہیں۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۷۰ص۵۳

[2]۔ سورۂ بقرہ آیت :۳

مرحوم سید بحر العلوم کی زندگی کچھ اہم واقعات

مرحوم سید بحر العلوم ایسے افراد میں تھے جن کے دل کی آنکھیں روشن ہونے کی وجہ سے وہ ایسے امور دیکھتے جنہیں دیکھنے سے دوسرے عاجز تھے۔اس بحث کو ثابت کرنے کے لئے اس بزرگ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات نقل کرتے ہیں۔مرحوم محدث نوری کتاب دارالسلام میں مرحوم شیخ تقی سے حکایت کرتے ہیں کہ جو مرحوم آیت اللہ سید بحر العلوم کے شاگردوں میں سے بھی ہیں۔

میں ایک سفر میں مرحوم سید بحر العلوم کے ہمراہ تھا میں اور سید جس قافلہ میں تھے اس میں ہم منزل بہ منزل سفر کر رہے تھے۔سفر میں ایک ایسا شخص بھی تھا ،جو کہ ان اور منزل کی طرف سفر کر رہا تھا لیکن وہ بھی قافلہ کے ہمراہ تھا۔ایک بار راستہ میں سید نے اسے دیکھا اور اس کی طرف اشارہ کرکے اسے اپنی طرف بلایا۔

وہ سید کے قریب آیا اور اس نے سید کی دست بوسی کی۔پھر سید نے اس سے تمام افراد کی خیریت دریافت کی کہ جن میں بہت سے مرد اور خواتین شامل تھے۔اس شخص نے جواب دیا کہ سب خیریت سے ہیں۔جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے سیّد سے پوچھا کہ اس مرد کے لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق عراق سے نہیں ہے۔سیّد نے فرمایا ؛ہاں وہ یمن کا باشندہ تھا۔

میں نے کہا ؛آپ تو یمن تشریف نہیں لے گئے،لیکن آپ کو اس گروہ کا نام کیسے معلوم ہوا کہ جن کے بارے میں آپ نے سوال کیا اور آپ جن کے مرد و خواتین سے بھی آگاہ ہیں؟

سیّد نے جواب میں کچھ تأمل فرمایا اور کہا ؛سبحان اللہ،اس میں تعجب کی کیا بات ہے،اگر مجھ سے تمام روئے زمین میں سے چپے چپے کے بارے میں سوال کرو تو میں سب کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔

محدث نوری کہتے ہیں ، اس بزرگ ے اس زمان کا مؤید یہ ہے ، نجف اشرف میں تمام مقامات مقدسہ نے مسجد کوفہ،مسجد حنانہ، قبر مطہر کمیل بن زیاد ، زرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا گھر ، زرت ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کی قبر مبارک کومرحوم سید بحر العلوم نے معین کیااور تعمیر کروایا۔ اسے زمانے سے مرحوم سیّد ے زمانے تک ان سے آثار باقی نہ تھے۔مرحوم سید بحر العلوم ے زمانے ے تمام علماء مرحوم سید ے زمودات کو اپنا زریضہ سمجھتے اور انہیں قبول کرتے اور کوئی بھی ان پراعتراض نہ کرتا۔ زرت ہود علیہ السلام اور زرت صالح علیہ السلام کی قبریں وادی السلام میں باقی ہیں۔ لیکن سید نے زمایا ، یہ ان کی قبریں نہیں ہیں۔پھر انہوں نے دوسری جگہ کو معین زمایا ، جو اب ان بزرگ ہستیوں کا مزار اور لوگوں سے لئے زیارت گاہ ہیں۔[1] کتاب تاریخ کوفی میں لکھتے ہیں:بزرگ ع ، سید محمد مہدی نجفی ، جو بحر العلوم ے نام سے مشہور ہیں۔ان ے جاویدانی آثار ہیں۔ان میں سے ایک مقدس مقام مسجد کوفہ ہے ، جے گزشتہ زمانے میں زیادہ لوگ نہیں جانتے تھے اور دین میں بصیرت رکھنے والے بہت کم ازراد ے ع وہ کوئی انہیں نہیں جانتا تھا۔ اس رو سے مرحوم سید بحر العلوم نے ان مقدس مقامات کو معین کرنے کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی۔اس میں کچھ نشانات اور محراب تعمیر کئے اور محراب النبی میں قبلہ کو تعیین کرنے ے لئے پتھروں کا ایک ستون بنایا۔یہ ایک ایسا شاخ ہے ، جو آج بھی ،،رخامہ،، ے نام سے جانا جاتا ہے ۔[2]

----

[1]۔ لنجم الثاقب:۳۵۸

[2]۔تاریخ کوفہ:۴۷

مرحوم سید بحر العلوم کے آثار میں سے ایک یہ ہے کہ مسجد سہلہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے ایک مقام موجود تھا لیکن لوگ اس مقام کو نہیں جانتے تھے ۔ سید بحر العلوم نے حکم دیا کہ اس مقام پر ایک گنبد تعمیر کیا جائے تا کہ وہ مقام مشخص ہو جائے۔[1]

بزرگ عالم شیخ عراقین (کوفہ و بصرہ) شیخ عبد الحسین تہرانی جب مقامات عالیہ کی زیارت کے لئے ایران سے عراق گئے تو انہوں نے ان مقامات کو دوبارہ تعمیر کروانے کا اقدام کیا۔مسجد کوفہ کے گوشہ میں جناب مختار کی آرامگاہ کے بارے میں جستجو کی تا کہ اس کو بھی دوبارہ سے تعمیر کیا جا سکے۔ان کے پاس قبر کی نشانی ایک نشانی تھی کہ وہ جامع مسجد سے متصل صحن مسلم بن عقیل میں ہانی بن عروہ کے حرم کے سامنے واقع ہے۔

لہذا انہوں نے اسے کھودا تو وہاں حمام کے آثار ملے جس سے واضح تھا کہ یہ ان مختار کی قبر نہیں ہے اور اس کے آثار ختم ہو چکے ہیں۔لیکن ابھی تک شیخ اس کی جستجو میں تھے کہ آیت اللہ بحر العلوم طباطبائی کے فرزند عالم شیخ سید رضا نے ان سے کہا؛جب بھی ان کے والد بزرگوار مسجد کوفہ کے سامنے سے مشرقی دیوار کے ساتھ سے گزرتے کہ جو اب جناب مختار کی زیارت گاہ ہے تو کہتے؛ جناب مختار کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ لیں اور پھر وہ سورہ فاتحہ پڑھتے۔ شیخ نے حکم دیا کہ اس جگہ کو کھودا جائے ۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس جگہ کو کھودا گیا تو وہاں سے پتھر نمودار ہوا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کی قبر ہے۔ لہذا مشخص ہو گیا کہ وہاں جناب مختار کی آرامگاہ ہے۔[2]

----

[1]۔تاریخ کوفہ:۷۳

[2]۔تاریخ کوفہ:۷۳

علامات و نشانیاں

خاندان وحی علیہم السلام کے فرمودات میں ظہور کے باعظمت زمانے کے بارے میں مہم نکات موجود ہیں کہ بعض لوگ انہیں برداشت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ انہوں نے دوسرے مسئلوں کے بارے میں فرمایا کہ جنہیں سب قبول کرنے کی قوّت نہیں رکھتے۔ اسی وجہ سے خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام نے اصحاب کواپنے اسرار سے آگاہ کیا ہے۔جس طرح وہ نااہل لوگوں سے بھی انہیں پوشیدہ رکھتے۔

انہوں نے اسرار آمیز نکات کے علاوہ دیگر نکات بھی ارشاد فرمائے کہ جنہیں وہ وجود خارجی کی وجہ سے قبول کر سکیں ۔ لہٰذا خدائے بزرگ و برتر نے اتمام حجت اور لوگوں کے ذہنوں میں حقائق قریب کرنے کے لئے خارج میں ایسے واقعات کو وجود دیا کہ جس کے ذریعہ اہلبیت نبوت علیہم السلام کے فرمان لوگوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائیں۔

غیبت کے زمانے میں زندگی گزارنے والے کہ جنہوں نے ظہور کے زمانے کی نورانیّت کو دیکھا ہی نہیں ہے تو وہ کس طرح ایسے مبارک زمانے کا تصور کر سکتے ہیں؟

غیبت کے زمانے کی تلخیوں اور سختیوں میں زندگی گزارنے والے کہ جنہوں نے نجات کے زمانے کی آزادی کو دیکھا ہی نہیں وہ کس طرح ظہور کے زمانے کے لوگوں کی ترقی و کامیابی کا یقین کرسکتے ہیں؟ خود کو زمین کا مالک سمجھنے والے دنیا کے بے وقوف فکر سیاستدان اور کس طرح ناشناختہ ہاتھوں کے ذریعہ اپنے مال و دولت کی تباہی کا یقین کر سکتے ہیں؟ جو لوگ کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھے بغیر قبول نہیں کر سکتے خداوند متعال کس طرح ان پر اپنی حجت تمام کرے گا؟

ایک عام انسان اور حیرت انگیز دماغ

تاریخ کے صفحات کی طرف رجوع کرنے سے اس سوال کا جواب دینا بہت آسان ہو جائے گا ۔ غیبی امداد، طول تاریخ میں رونما ہونے والے حیرت انگیز اور غیر معمولی واقعات ،ایسے لوگوں کے لئے محکم جواب ہیں۔

تاریخ کے ستمگروں کوحیرت زدہ کرنے والے تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعات بہت زیادہ ہیں۔لہذا ہم اصل بحث کی طرف واپس آتے ہیں ۔ جو ظہور کے بابرکت زمانے میں انسانوں کے عقلی تکامل سے تعبیر کیا ہے۔

ہم اس بارے میں یہ کہیں گے انسان محدود دماغ کے ساتھ کس طرح اتنی حیرت انگیز قدرت کامالک بن سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم ایک مرد کے حیرت انگیزواقعہ کو نقل کرتے ہیں،جو اپنے دماغ میں تحوّلات کے ایجاد ہونے کی وجہ سے عجیب انجانی قدرت کا مالک بن گیا۔البتہ ہمیں ایسے واقعات کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم ایسے واقعات پر جاں نثار کرنے والے افراد کے تقریبِ ذہن کے لئے نقل کرتے ہیں۔

ہالینڈ کے "پیٹر ہارکس "کودنیا کا عجیب ترین انسان کہا گیا ہے اور اسے ریڈار کا نام لقب دیا گیا ہے۔کیونکہ اس میں تمام انسانوں میں حواسِّ خمسہ کے علاوہ وہ ایک چھٹی حسّ بھی تھی۔ وہ لوگوں کے افکار پڑھتا اور انہیں بتا دیتا ۔ وہ کس چیز کے بارے میں سوچ رہے ہیں ۔اس شخص کے ساتھ دنیا کی بے زبان اور جامد مخلوق بھی گفتگو کرتیں اور وہ اپنی چھٹی حسّ کے ذریعہ گزرے واقعات اور اشخاص کی زندگی کے واقعات کو کشف کرتا۔وہ دنیا اور اشخاص کے مستقبل کے بارے میں حیران کن پیشن گوئیاں کرتا ۔ جو ہمیشہ صحیح ثابت ہوتیں۔

"پیٹر ہارکس " کو مورد تجربہ قرار دینے والے تمام ڈاکٹروں اور ماہرین نفسیات نے اس کی تصدیق بھی کی ۔اب تک دنیا کے سولہ مختلف ممالک کی پولیس اس کی مدد سے جرائم کے مختلف واقعات کا پتہ لگا چکی ہے اور اب اس کے پاس بین الاقوامی پولیس کا قانونی کارڈ ہے۔

اسے یہ قدرت کیسے حاصل ہوئی؟

پیٹر کی زندگی میں سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ اسے یہ چھٹی حس (ریڈار) شکم مادر سے نہیں ملی۔وہ بتیس سال تک ایک عام اور معمولی انسان کی طرح ہی تھا۔جس کے پاس پانچ حسوں کے علاوہ کوئی حس نہیں تھی ۔ لیکن ۱۹۴۳ءمیں ایک دن جب وہ آشیانہ ہواپیما (ہوائی جال) سے دس میٹر کی بلندی سے زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا۔وہ خود کہتا ہے کہ زمین سے ٹکرانے سے پہلے میرے ذہن میں میری زندگی کے تمام واقعات آگئے۔حتی کہ مجھے یہ بھی یاد آ گیا کہ ایک بار کتّے نے میرے پاؤں پر کاٹا تھا ۔ جب میں زمین اور آسمان کے درمیان تھا تو میں صرف ایک ہی چیز کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میں مرنا نہیں چاہتا۔

اس واقعہ کے چار دن بعد جب اسے ہسپتال کے بستر پر ہوش آیا تو وہ سر میں شدید درد محسوس کررہا تھا اور وہ شدّتِ درد سے چیخ رہا تھا۔نرس نے اسے بتایا کہ گرنے کی وجہ سے اس کا سر پھٹ گیا ہے اور اسے بہت گہری چوٹ آئی ہے۔ جب پیٹر نے یہ پریشان کن خبر سنی تو وہ اس کا جواب نہ دے سکا ۔ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔لیکن وہ خود کو ایک عجیب حالت میں محسوس کررہا تھا۔جب نرس کمرے سے باہر نکل گئی تو پیٹر نے بیماری کی حالت میں ہی ساتھ والے بستر پرسوئے ہوئے مریض کی طرف بڑھا، یہ وہ لمحہ تھا کہ جب اس میں معجزانہ طور پر یہ قوّت پیدا ہو گئی۔

پیٹر میں الہامی کیفیت پیدا ہوئی ۔اس نے اپنے ساتھ دیگر مریضوں کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔اور اس نے اس سے پہلے کبھی ان سے بات نہیں کی تھی ۔ لیکن ایک ہی لمحہ میں اس نے یہ محسوس کیا کہ وہ ان بیماروں کے ماضی اور مستقبل کو جانتا ہے۔ یہ الہام اس قدر عجیب تھا کہ وہ اپنے ذہن میں پیدا ہونے والے الہام کے اظہار سے پرہیز نہ کر سکا اور اس نے کہا کہ تم لوگ حقیقتاً اس انسان نہیں ہو۔بیمار غصے میں بولا؛جی ہاں، مگر تم یہ بات کیسے جانتے ہو؟

پیٹر نے کہا ۔ اس لئے ۔ تمہارا باپ ایک ہفتہ پہلے مر گیا تھا اور اس نے تمھیں یادگار کے طور پر ایک قیمتی گھڑی دی تھی۔ لیکن تم نے اپنے باپ کی یاد گار گھڑی کو فروخت کر دیا۔ ساتھ بستر پر لیٹے ہوئے مریض نے حیرت میں کہا ۔ تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا؟

اس دن کے بعد وہ شخص پیٹر کو شیطان یا جنّ بھوت سمجھتا تھا اور اس سے ڈرتا تھا۔ یوں پیٹر نے پہلی بار اپنی عجیب قوت کو استعمال کیا ۔ جس نے اس کی زندگی کو یکسر بدل دیا۔

ن انجان چیز کا اس دماغ میں بدلاؤ ایجاد کرنا

وہ خود کہتا ہے ۔ میں نہیں جانتا ۔ آخر کیا ہوا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں ۔ ایک بجلی کی طرح کی لہر نے میرے دماغ کو صاف کر دیا اور اس میں دیگر افکار ڈال دیئے۔ بعض اوقات سوچتا ہوں ۔ میں پاگل ہو گیا ہوں بھی دل سے یہ خواہش کرتا ہوں ۔ ۔ واقعاً پاگل ہو جاؤں تا ۔ اس چھٹی حسّ سے نجات پاجاؤں کیونکہ جو کوئی بھی میرے کمرے میں داخل ہوتا ، میں ایک ہی لمحہ میں اس کا چہرہ دیکھ کر اس کے ماضی کو جان لیتا ۔ اس کی تمام خواہشات اور غموں کو بھی جان لیتا۔ ایک ہی لمحہ میں اپنے دل میں کہتا : یہ چور ہے، آج اس نے اپنی بیوی پر تشدد کیا ہے ، اس نے آج ن کام کیا ہے.....

لیکن یہ سب کچھ جان کر مجھے دکھ ہوتا ہے۔ میں لوگوں کے راز کی باتیں نہیں جاننا چاہتا لیکن میرے پاس اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔ ن سے اس بارے میں بات کرنے سے پہلے ہی میرا دماغ مجھے اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیتا ہے۔ ہوش میں آنے کے چار یا پانچ دن کے بعد پیٹر نے ایک بیمار کو دیکھا ۔ جو ہسپتال سے جارہا تھا پیٹر اس سے ہاتھ ملا رہا تھا ۔ ۔ ۔ ا سے الوداع کہتے ہوئے اچانک سے سمجھ گیا ۔ شخص اپنے ادعا کے برخلاف ہالینڈ کا باشندہ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق انگلینڈ سے ہے جو ایک خفیہ انٹیلی جنٹ ایجنسی کا جاسوس ہے اور جاسوسی کی غرض سے ہالینڈ آیا ہے۔

پیٹر اسی وقت سمجھ گیا کہ گسٹاپو (جاسوسی کے خلاف جرمنی کی بنائی جانے والی فورس) کو اس جاسوس کے بارے میں پتہ چل چکا ہے اور وہ جلد ہی اسے گرفتار کرکے قتل کر دیں گے۔ وہ اپنے ذہن میں جاسوس کے ٹھہرنے کی جگہ سے بھی واقف ہو گیا کہ وہ کالور اسٹریٹ میں رہتا ہے۔ وہ اس جاسوس کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا تھا، لیکن وہ جلدی میں وہاں سے نکل چکا تھا۔

پیٹر نے یہ سارا ماجرا ڈاکٹر کو بتایا کہ وہ ہر قیمت میں جاسوس کو اس واقعہ سے آگاہ کر دے۔ دو دن کے بعد جرمن اہلکاروں نے اس جاسوس کا کالور اسٹریٹ پر پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پیٹر کی پیشین گوئی کا نہ صرف اس جاسوس کو کوئی فائدہ ہوا بلکہ اس کی وجہ سے ہالینڈ کے اہلکار اس پر بھی شک کرنے لگے اور اسے کہنے لگے کہ جب تمھیں پہلے ہی سے علم تھا وہ انگلینڈ کے جاسوس کا پیچھا کریں گے تو یقیناً تم بھی گسٹاپو کے جاسوس ہو۔ اس گمان میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ دو دن کے بعد دو افراد تکیہ کے ذریعہ پیٹر کی سانس بند کرکے اسے مارنے کے لئے ہسپتال میں آئے۔ لیکن اس بار بھی پیٹر کی چھٹی حس نے اس کی مدد کی اور اسے موت کے منہ سے بچا لیا۔

دوسری زبان میں کلام

اسے قتل کرنے والوں میں سے ایک ہسپانوی تھا۔ جب وہ شخص پیٹر کے منہ اور ناک پر تکیہ رکھ کر دبا رہا تھا تو پیٹر نے اسے ہسپانوی زبان میں کہا کہ "کومو آبودورو دا لا موئر" حالانکہ پیٹر ہسپانوی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتا تھا۔ ہسپانوی شخص نے تکیہ ہٹا کر کہا کہ حیرت کی بات ہے کہ یہ مجھے کہہ رہا ہے کہ تم مجھے قتل کرنے سے ڈر رہے ہو اور میں اس وقت اسی بارے میں سوچ رہا تھا۔ کچھ دیر سکوت کے بعد ہسپانوی شخص نے اس کے ہاتھ کو دبا کر کہا کہ میں تمہاری بات پر یقین کرتا ہوں لیکن تم مجھے برا بھلا مت کہنا۔ آخر اس عجیب قوت کو کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے؟

اس مدت کے دوران پورے ہسپتال میں پیٹر کا واقعہ مشہور ہو گیا۔اب وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ جلد ہی ایک استثنائی انسان بن جائے گا۔اب وہ اپنی چھٹی حس سے خوفزدہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اس کے ذریعہ اپنی زندگی کے اخراجات پورا کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ اپنے گھر واپس گیا تو تقریباً سب گھر والوں نے اسے نہ پہچانا۔اس کی ماں کا کہنا تھا کہ میرا بیٹا خیالاتی ہو گیا ہے۔پیٹر خود بھی کہتا تھا کہ میں پہلے جن مشکلات کا سامنا کر رہا تھا اب بھی انہیں مشکلات کا سامنا کر رہا ہوں۔جب کوئی شخص میری چاپلوسی یا خوشامد کرتا تو میں اس کے دماغ کو پڑھ کر سمجھ لیتا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔میں یہ بھی سمجھ چکا تھا کہ میری ماں، بہنیں اور بھائی بھی مجھ سے بہت سی باتیں چھپاتے ہیں۔لیکن اب کوئی مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔لیکن جب میں لوگوں کے جھوٹ کو جان لیتا تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔

کسی انجان قوّت کا اس کے دماغ کو متاثر کرنا

کیا یہ چھٹی حس کوئی ہدیہ و تحفہ ہے یا کوئی تکلیف؟

اس بارے میں پیٹر کا کہنا تھا کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ کوئی دوسری قوّت ذہنی اطلاعات اور پیشن گوئیاں میرے دماغ میں داخل کر دیتی ہے۔ اب میں سب انسان سے پہلے خدا سے نزدیک ہو جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے کروڑوں انسانوں میں سے صرف مجھے اس حسّ سے نوازا ہے۔ لہذا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس ریڈار جیسی حس کو لوگوں کے فائدے کے لئے استعمال کروں۔ اب مجھے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا ہے کیونکہ اب میں اپنے مطابق کام انجام نہیں دے سکتا تھا۔اس نئی اور غیر معمولی حسّ کے آنے سے میں نے اپنی معمولی حسّ کھو دی ہے۔ میں کسی بھی موضوع کے بارے میں دس یا پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں سوچ سکتا تھا۔ کیونکہ ہر لمحہ میرے دماغ میں ہزاروں مطالب گردش کرتے تھے۔

Presented by: jafrilibrary.com

اگر میں خود کو کسی موضوع کے بارے میں مجبور کرکے فکر کروں مثلاً اگر ایک کیل ٹھونکنے کے لئے فکر کروں تو اچانک میرا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے میری سانس بند ہونے لگتی اور میرے نیچے کرسی بھی لرزنے لگتی۔

بے زبانوں سے گفتگو

جب بھی میرے کمرے میں کوئی داخل ہوتا تو میرا دماغ اس کے بارے میں فکر کرنا شروع کر دیتا اور مجھے اس کے گزشتہ اور آئندہ سے آگاہ کر دیتا۔ یہ صرف اشخاص کی حد تک محدود نہیں تھا بلکہ ان کے زیر استعمال اشیاء سے بھی آگاہ ہو جاتا۔ جیسے بیگ،کتاب،اشیاء،تصاویر،رومال وغیرہ۔حتی کہ رات میں تنہائی کے دوران بھی مجھے راحت اور آرام نصیب نہیں تھا پتھر،درخت بھی مجھے اپنی کہانی سناتے۔اس آفت سے نجات کا راہ حل یہ تھا کہ میں کسی ایسے خالی کمرے میں بیٹھا رہوں کہ جہاں کوئی چیز بھی موجود نہ ہو اور اس کمرے سے بالکل باہر نہ نکلوں۔ لیکن میری طرح کا ۳۴ سالہ شخص بالکل راہبوں کی طرح زندگی نہیں گزار سکتا تھا۔

میرے پاس صرف ایک راستہ تھا کہ میں اسی راہ کا انتخاب کرتا کہ جس میں اسی چھٹی حس سے استفادہ کرتے ہوئے میں اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرتا۔اب جب کہ مجھے اس حس سے ایک منٹ کی بھی چین و سکون نہیں تھا لہذا میں اس سے اقدامات کرنے کے لئے مجبور تھا۔اس دن سے پیٹر کی زندگی،اسی چھٹی حس کے ساتھ جڑ چکی تھی۔میں نے ملّی جشن کے دوران لوگوں کے سامنے اپنی چھٹی حس کو ثابت کیا ۔میں نے ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے حالاتِ زندگی ایک یا دو گھنٹے تک مسلسل بیان کیے۔

ریڈار ۰ام سے پروگرام

پیٹر بہت جلد ہی ہالینڈ، فرانس اور پورے یورپ میں مشہور ہوگیا ۔ آج پیٹر امریکہ کا باشندہ ہے جو ٹیلی ویژن پر ریڈار ے ۰ام سے ایک پروگرام کررہا ہے۔

اس پروگرام میں وہ ٹی وی اسٹوڈیو میں بیٹھا ہوتا ہے اور دیکھنے والے سینکڑوں کلو میٹر کے فاصلے سے ٹیلی ویژن کے ذریعے اس سے سوال پوچھتے ہیں ۔وہ ان لوگوں کو دیکھے اور پہچانے بغیر سینکڑوں کلو میٹر کی دوری سے ان کے سوالات کے جواب دیتا ہے۔اور ان کی موجودہ زندگی اور مستقبل سے آگاہ کرتا ہے۔

وہ خود بھی کہتا ہے ۔ میرا حقیقی ہدف ایسے انسانوں کی مدد کرنا ہے ۔ جنہیں میری ضرورت ہو۔مثلاً میں چاہتا ہوں ۔ لوگوں کے کاموں میں ان کی مدد کروں یا گمشدہ بچوں کو تلاش کروں ۔

پیٹر نے ہزاروں گمشدہ کو تلاش کیا ۔پولیس کو چوری کے سینکڑوں واقعات کی پیشگی اطلاع دی ، سینکڑوں معدن کشف کیے۔ کئی بار مجرموں اور قاتلوں کو پہچاننے کے لئے پولیس کی مدد کی ۔ لیکن وہ اپنے شخصی منافع اور جوئے میں اپنی چھٹی حس سے استفادہ نہیں کرتا کیونکہ ۔ اگر وہ جوا کھیلے تو وہ ہر ایک سے دنیا کی ساری ثروت حاصل کرلے۔

وہ خود بھی کہتا ہے ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں ۔ خدا نے لوگوں کی مدد کے لئے مجھے چھٹی حس عطا کی ہے نہ ۔ مال و دولت جمع کرنے کے لئے۔

ایک دن ونیکوتن سٹی میں آتش زدگی کے واقعہ کے بعد ہالینڈ پولیس نے پیٹر سے اس واقعے کے اسباب کے بارے میں مدد طلب کی۔کیونکہ پولیس چار مہینے کی تحقیق کے باوجود اس کے اسباب سے آگاہ نہ ہوسکی تھی۔

پیٹر نے فوراً انہیں بتایا ۔ میں ایک عورت کو دیکھ رہا ہوں ۔ جس نے اپنا ایک دستانہ حادثہ رونما ہونے والی جگہ پر رکھا ہے اور وہ افیون اور دوسری منشیات میں ملوث ہے۔

اس وقت تک پولیس نے وہاں کوئی دستانہ نہیں دیکھا تھا ۔ لیکن جب وہ دوبارہ وہاں گئے تو انہیں دستانہ مل گیا۔ یہ دستانہ پیرس کی ایک دکان سے خریدا گیا تھا، اس کے مالک کو ڈھونڈنا بہت مشکل تھا۔ لیکن پیٹر نے اس عورت کے دوسرے مشخصات بھی بیان کئے کہ اس عورت کا شوہر نہیں ہے اور وہ افیونی بھی ہے۔

جب پیٹر کی اطلاعات کے ذریعے اس عورت کو گرفتار کیا گیا تو اس نے اعتراف کیا کہ افیونی ہے اور اس نے منشیات کے اڈے کے لئے ایک جگہ بھی کرائے پر لی ہے۔یوں پولیس نے پیٹر کی مدد سے منشیات کی اسمگلنگ کا منصوبہ بھی ناکام بنادیا ۔ اس واقعے کے بعد پولیس نے باقاعدہ طور پر پیٹر کا شکریہ ادا کیا۔

ہم سب چھٹی حس رکھتے ہیں ۔ امریکہ کے مشہور اور بزرگ استاد پروفیسر "پوہاریس" ایک سال سے پیٹر کے بارے میں مطالعہ کر رہے ہیں ۔انہوں نے اعلان کیا کہ پیٹر کی چھٹی حس میں کوئی شک نہیں کہ جو ریڈار کی طرح ہر چیز کو دور سے تشخیص دیتی ہے ۔ لیکن علمی لحاظ سے میں ابھی تک اس مسئلہ کی توجیہ نہیں کرسکا ۔میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس کی چھٹی حس دیگر حواس خمسہ کی بہ نسبت حساس ہے جب وہ مریض ،تھکا ہوا یا غصے میں ہو تو اس کی چھٹی حس دیگر حواس سے جلد متاثر ہوجاتی ہے۔

طولِ تاریخ میں دو یا تین دیگر پیشن گوئی کرنے والے بھی تھے کہ جن کے پاس بھی یہی حس تھی ۔ لیکن پیٹر وہ واحد شخص ہے کہ یہ حس پیدائشی طور پر نہیں بلکہ 32 سال کی عمر میںحادثے کے بعد حاصل ہوئی۔وہ خود بھی کہتا ہے کہ سب لوگوں کے پاس کم و بیش چھٹی حس ہوتی ہے۔

کبھی آپ کو بھی یہ اتفاق ہوا ہوگا کہ حادثہ سے پہلے اس کے بارے میں جان لیں۔مثلاً کبھی ان دیہات میں داخل ہوں تو آپ کو ایسا محسوس ہو کہ آپ اسے ایک مرتبہ پہلے بھی کہیں دیکھ چکے ہوں۔میرے خیال میں انسان کے دماغ حواس خمسہ کی طرح چھٹی حس کی بھی ایک مخصوص جگہ ہے۔ میرے ساتھ ہونے والے حادثے نے اس حس کو بیدار کردیا۔[1]

اس بناء پر حادثے مینگرنے اور دماغ پر چوٹ لگنے کی وجہ سے پیٹر میں مخفی قدرت بیدار ہوگئی ۔ اسے ایسی قدرت نصیب ہوئی کہ جو دوسروں کو حاصل نہیں تھی انسان عقل کے تکامل کی وجہ سے مخفی قوتوں کو حاصل کرسکتا ہے۔

عقل کی آزادی

جب انسان اپنے اندر پوشیدہ طاقتوں تک رسائی حاصل کرلے اور تکامل عقلی کی منزل تک پہنچ جائے تو اس کی عقل اسارت سے آزاد ہوجاتی ہے۔یہ آزادی کی عظیم ترین اقسام میں سے ایک ہے ۔ جو ظہور کے تکامل بخش زمانے میں تمام انسانوں کو حاصل ہوگی۔عقل کے شیطانی و نفسانی قید سے آزاد ہونے کے بعد انسان آسانی سے اپنی عقلی قوت سے استفادہ کرسکتا ہے۔ ہر انسان کی عقل میں کچھ قوتیں اور طاقتیں کار فرما ہوتی ہیں کہ جو ایک سپاہ کی حکم عقل کے تابع ہوتی ہیں ۔ خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین میں اس کی وضاحت ہوئی ہے۔جو کہ وجود بشر کے تمام پہلوؤں سے آگاہ ہیں ۔ امام صادق علیہ السلام ایک عظیم روایت میں عقل و خرد کی سپاہ کے تمام افراد کو بیان فرماتے ہیں۔[2]

----

[۱] ۔ ہفت روزہ خبر ۲۵ اردیبہشت سال ۱۳۷۶

[۲]۔ البتہ اس میں جہل سے مراد نفس ہے نہ کہ لاعلمی ،کیونکہ جہل بمعنی لاعلمی،خود جہل بمعنی نفس کی فوج میں سے ایک ہے کہ جو اس روایت میں بیان ہوئی ہے۔

اس روایت میں ستّر عالی و برجستہ صفات کو "عقل کی فوج" کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔اس کے مقابل جہل کے لئے ستر رذیلہ صفات بھی بیان ہوئی ہیں۔[۱]

غیبت کے تاریک زمانے میں نفس کا بہت بڑا لشکر ہے۔اکثر افراد سپاہ نفس کے ہاتھوں گرفتار ہیں۔نفس ان سے جو کہے وہ وہی کرتے ہیں۔لیکن ظہور کے پر مسرت اور بابرکت زمانے میں عقل کے تکامل کی وجہ سے انسانوں کا نفس بھی پاک و پاکیزہ ہوجائے گا ،پھر وہ عقل و خرد کے حکم کا مطیع ہوگا۔

انسانوں میں عقلی تکامل سے مراد انسان میں سپاہ عقل کی قدرت کا کامل ہونا ہے۔اس بناء پرانسانوں میں علم ،قدرت۔فہم اور ارادہ کامل ہوجائے گا ۔پھر نفس کے لشکر کے ضعف، جہل اور عجز کو شکست ہوگی۔

سالم فطرت کی طرف لوٹنا

یہ بات بالکل واضح ہے کہ نفس کے لشکر کی شکست اور عقل کی ستر قوتوں کے تکامل سے انسانوں کو ایک نئی زندگی ملے گی ۔پھر ہر انسان اپنی اصل فطرت کی طرف لوٹ آئے گا ۔ فطرت اولیّہ کے حصول کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو وہ قدرت حاصل ہوجائے کہ جسے وہ پہلے جہل اور نفس و شیطان کی پیروی کی وجہ سے بروئے کار نہیں لاسکا ۔ لیکن اب فطرت اولیہ کی وجہ سے ان سے فائدہ اٹھائے ۔

----

[۱]۔ اصول کافی : ۱ ۲۰

اگر ہم اصول کافی کی عقل و جہل کے سپاہیوں کے بارے میں روایت ذکر کرتے اور پھر اس کا ترجمہ و تشریح بھی کرتے تو بحث بہت طولانی ہوجاتی لہٰذا ہم نے اس روایت کو ذکر کرنے سے گریز کیا اور انہی مطالب کو بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

مذکورہ روایت اور عقل و جہل (نفس) کے لشکر کے ستر ستر سپاہیوں پر دقت کرنے سے اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ انسانی معاشرہ ہوا و ہوس کے گرداب میں غرق اور نفس کے تابع ہے۔بہت کم لوگوں کے علاوہ ان کا عقل سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں تھا۔اس روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل عقل کا مالک وہ ہے کہ جو مکمل طور پر لشکرِ عقل سے متمسک ہو اور جس نے لشکرِ جہل کو شکست دے کر نابود کردیا ہو۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا قیام بشریت اور عقل کے سپاہیوں کو حیات بخشنے اور انہیں تکامل عطا کرنے کے لئے ہو گا۔سپاہِ عقل کے تکامل سے سپاہِ جہل کی نابودی لازمی ہے کہ پھر جہل کا کوئی اثر بھی باقی نہیں رہے گا ۔ لشکرِ جہل و نفس کی نابودی اور سپاہِ عقل کے تکامل سے بشریت میں حیرت انگیز تبدیلیاں ایجاد ہوں گی۔ان تبدیلیوں سے کائنات کا نقشہ بدل جائے گا۔برائیوں کی جگہ نیکیاں لے لیں گی۔انسانیت و بشریت کے تکامل اور برائیوں کی جگہ نیکیوں کے آنے سے حیرت انگیزتبدیلیوں کا وجود میں آنا یقینی ہے۔ روایات کی رو سے اس وقت دوسری اشیاء بھی تکامل کی طرف گامزن ہوں گی۔

کیا ظہور سے پہلے عقلی تکامل کا حصول ممکن ہے؟

بعض لوگ معتقد ہیں کہ اہل دنیا عقلی رشد اور فکری تکامل پیدا کریں تاکہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا ظہور متحقق ہو اور جب تک ایسا تکامل حاصل نہ ہو تب تک ظہور بھی متحقق نہیں ہو گا۔

کیا یہ عقیدہ صحیح ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اہل دنیا کے عقلی و فکری رشد و تکامل سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور حکومت کے لئے زمینہ فراہم ہو گا۔لیکن یہ بات یاد رہے کہ حضرت ولی عصر (عج) کا ظہور تمام دنیا والوں کے عقلی رشد و تکامل سے وابستہ نہیں ہے۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کے ظہور کے متعلق کثیر روایات کی روشنی میں مذکورہ عقیدے کا بطلان واضح ہے۔

اگر حضرت ولی عصر (عج) کا ظہور تمام دنیا والوں کے عقلی رشدو تکامل کے بعد واقع ہو تو پھر ان بہت سی روایات کو نکال باہر پھینکنا ہو گا کہ جن میں امام زمانہ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی جنگوں کا تذکرہ ہے۔ مخالفین کا موجود ہونا اور ان کا حضرت امام مہدی علیہ السلام سے جنگ کرنا فکری رشد اور عقلی تکامل کے نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔پس کس طرح یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ظہور سے پہلے سب لوگ عقلی تکامل کی منزل تک پہنچ چکے ہوں گے۔تاکہ ان میں امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے۔

علاوہ ازیں اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں کہ ظہور سے پہلے لوگوں کو عقلی و فکری تکامل حاصل نہیں ہو گا۔روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح علم و دانش کے مراحل کی تکمیل امام عصر علیہ السلام کی ظہور سے وابستہ ہے اسی طرح معاشرے کا فکری رشد اور عقلی تکامل بھی حضرت ولی عصر (عج) کے ظہور سے وابستہ ہے۔

دماغ کی قوّت و طاقت

اب ہم دماغ کی عظیم قوّت و طاقت کے بارے میں بحث کرتے ہیں ۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ ابھی تک انسان اپنے دماغ سے مکمل طور پر فائدہ حاصل نہیں کر سکا۔

بہت سے مصنفین نے دماغ کی قدرت سے فائدہ نہ اٹھانے اور اپنے عجز و ناتوانی کا اعتراف کیا ہے یہاں ہم ایسے ہی اقوال کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔عام طور پر ہمارے دماغ کی قدرت کے بہت کم حصے سے کام لیا جاتا ہے۔حالانکہ اس کی قدرت ہر شخص کے اختیار میں قرار دی گئی ہے۔لیکن افسوس کہ ہم کبھی کبھار ہی اس قدرت سے کچھ حد تک استفادہ کرتے ہیں۔[1]

یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ انسان اپنی تمام تر استعداد اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے باوجود بھی اپنے دماغ کے کروڑویں حصہ سے بھی کم کو کام میں نہیں لاتا۔[2]

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم ابھی تک نہیں جان سکے کہ خلاقیت و تفکر کے وقت ہمارا دماغ کیا کام کرتا ہے۔حالانکہ تحقیق میں تجرباتی روش سے استفادہ کرتے ہوئے بہت سے تجربات کے ذریعہ دماغ کی ساخت اور تفکّر کے عمل کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کی گئی ہیں۔[3]

یہ مطلب انسان کے وجود میں فکر کی قدرت اور اس سے مکمل طور پر استفادہ نہ کئے جانے کو بیان کر رہا ہے ۔ لیکن جس روز دستِ الٰہی کا لوگوں کے سروں پر سایہ ہو گا اس روز انسان کے دماغ میں پوشیدہ قوّتیں آشکار ہو جائیں گی اور انسان کی عقل کامل ہو جائے گی۔

----

[۱]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۱۴

[۲]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۳۲

[۳]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۱۷

انسان ے تمام افکار کی فعالیت اور تمام مرام و قیود کی پناہ گاہ دماغ ے پردے ہیں۔جو چھوٹے چھوٹے خلیوں تشکیل پاتے ہیں۔جس کی تعداد دس سے تیرہ ارب سے بھی زیادہ ہے۔ان میں سے ر ایک درخت ے پتوں کی رگوں کی مانند ہوتی ہو۔اور ایک دوسرے یک الیکٹرک پیغام منتقل کرتی ہیں ۔

عملی تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے ہ انسانوں میں سے ذہین ترین فرد بھی ان ذخائر ے تھوڑے سے حصہ کو مرف میں لایا ہے۔[1]

انسان کا دماغ چودہ ارب عصبی خلیوں سے تشکیل پایا ہے اور ر خلیہ ے دوسرے خلیوں سے پانچ زار ارتباط ہیں۔اسی طرح ان میں دیگر مختلف قسم ے ارتباط بھی پائے جاتے ہیں ۔ دماغ میں خلیوں اور مختلف حالتوں کی بالقوۃ تعداد انسان ے تصور سے بھی زیادہ ہے۔

ایک عام اور اسی طرح ذہین انسان بھی اپنی تمام زندگی میں ایک ارب میں سے ایک حصے کو بھی استعمال میں نہیں لاتا۔اگر دماغ کی ظرفیت وتوانائی اور ارب میں سے ایک حصہ ہی استعمال میں لایا جائے تو ان ے درمیان دکھائی دینے والا تفاوت کیفی ہو گا نہ کہ کمّی۔[2]

اب جب ہ آپ نے یہ جان لیا ہ تمام افراد اپنے دماغ کی تھوڑی سی مقدار کو استعمال میں لاتے ہیں تو اب اس بیان پر غور کریں۔

----

[1]۔ نسخہ عطار:۱۳۴

[2]۔ وتوانائی ھای خود را بشناسید:۳۴۷

آج کی دنیا میں ایک کمپیوٹر کا حافظہ ایک لاکھ اطلاعاتی ذرائع سے کام کرتا ہے جبکہ کمپیوٹر کی زبان میں بائٹ کا نام دیا جاتا ہے۔انسان کا دماغ بھی اسی طرح کام کرتا ہے مالیکیول حافظہ اور عصبی اطلاعات کے بٹن کو ذخیرہ سازی کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔گہوارے میں پڑا بچہ بھی یہی عمل انجام دیتا ہے۔ اگرچہ یہ انجان طور پر یہ کام انجام دیتا ہے ۔ ہم پوری زندگی اطلاعات و معلومات کو جمع کرتے ہیں،تا کہ جس دن ہمیں ان کی ضرورت ہو ،ہم ان سے استفادہ کر سکیں ۔یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارا دماغ علم ودانش کو ذخیرہ کرنے کے لئے قابلِ اطمینان نہیں ہے۔کیونکہ انسانی دماغ پندرہ ارب بٹنوں سے کام کرتا ہے اور جدید ترین کمپیوٹر میں اس کی تعداد صرف ایک کروڑ ہے۔پس ایک کمپیوٹر پر انسان سے زیادہ اعتماد کیوں کیا جاتا ہے؟حالانکہ دماغ کے نوے فیصد سے کام نہیں لیا جاتا ۔ لیکن کمپیوٹر کے تمام سسٹم فعّال ہوتے ہیں۔[1]

آپ شاید اس بات کا یقین نہ کریں کہ دماغ کے پندرہ ارب بٹن ہیں اور شاید اس بات کا بھی یقین نہ کریں کہ انسانی دماغ زندگی کے آغاز سے موت تک ہونے والے تمام تر واقعات و سانحات اور حادثات کو اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے۔انسان کا دماغ ہر اس چیز کو ذخیرہ کر لیتا ہے کہ جو اس نے دیکھی،سنی یاانجام دی ہو۔[2]

انسان اپنی زندگی میں جو کچھ انجام دیتا ہے وہ اس کی زندگی کے آخری لمحات میں اس کے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے۔یہ حقیقت ہمیں خاندانِ وحی علیہم السلام نے سکھائی ہے کہ جو ہماری خلقت کے شاہکار ہیں۔

اسی لئے ہمیں ظہور کے پرنور اور بابرکت زمانے میں دماغ کی ناشناختہ قوّتوں اور طاقتوں کے آشکار ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے اور ہم معصومین علیہم السلام کے فرمان کو کمی و بیشی کے بغیر قبول کرتے ہیں۔

----

[1]۔ بازگشت بہ ستارگان:۷۶

[2]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۱۲۱

۔غیر معمولی حافظہ دماغ کی عظیم قدرت کی دلیل

ہمارے پاس اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین اور اعتقادی مسائل کا ایسا ذخیرہ موجود ہے کہ ہمیں دوسروں کے واقعات اور ان کی باتوں کو نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لیکن اپنی بات سب پر ثابت کرنے کے لئے ایسے افراد کے واقعات کو ذکر کرنا بھی لازمی ہے کہ جو غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے کہ جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ انسانی دماغ میں بہت سی مخفی طاقتیں موجود ہیں اگاؤن نامی شخص نے اپنی زندگی میں ۲۵۰۰ کتب کا مطالعہ کیا اور اسے یہ تمام کتابیں حفظ تھیں۔اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ وہ ایک لمحہ سوچے بغیر ان کتابوں کے کسی بھی حصے کو پڑھ سکتا تھا۔[1]

حال ہی میں دنیا بھر کے خبر رساں ادارے حسین قدری کے استثنائی حافظہ کے بارے میں خبریں نشر کر رہے تھے کہ جو تاریخ،واقعات،تاریخی شخصیات اور ان کی زندگی کے واقعات کے بارے میں بغیر سوچے ہر سوال کا جواب دے سکتا تھا۔حسین قدری کے حافظہ میں بہت سے بزرگوں کے یوم ولادت اور یوم وفات کی تاریخیں محفوظ تھیں۔اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ اس نے ہجری برسوں کی ایک جنتری بنائی تھی کہ جو دو حصوں پر مشتمل تھی۔ایک حصے کو سو سالہ دور کی صورت میں مرتب کیا گیا تھا۔جس میں ہفتے کے ایام اور ۱۹۰۱ء سے ۲۰۰۰ء تک تمام دنوں کو بیان کیا گیا تھا اور جس میں ہر ماہ کے اہم واقعات کو بھی جمع کیا گیا تھا۔ دوسرے حصے میں 1501ء سے 2070ء تک کے ایام کو بیان کیا گیا تھا۔اس حصے میں ہر دن،ایام ہفتہ و ماہ اور بزرگ شخصیات کے یوم ولادت اور یوم وفات کی تاریخوں کو بھی مرتب کیا گیا تھا۔اس میں مذکورہ دو حصوں کے علاوہ ایک اضافی حصہ بھی تھا کہ جس میں دورِ مسیحیت کے آغاز سے 3000ء تک کے ایام کو بیان کیا گیا تھا۔[2]

----

[1]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۴۵

[2]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۴۶

موجودہ رائج مسائل میں سے ایک تقویمی محاسبات کی بناء پر مطرح ہونے والا مسئلہ ہے۔ریا ضی کے بعض عجوبے اپنے ذہن میں ایک ہی لمحہ میں ہزاروں اور ہزاروں سال طے کرلیتے ہیں۔مثلاً: وہ ریاضی کی بنیاد پر حساب کرتے ہیں ہر ایک ہفتہ میں سات دن،ایک دن میں چوبیس گھنٹے، ہر گھنٹے میں ساٹھ منٹ اور ہر منٹ میں ساٹھ سیکنڈ ہوتے ہیں۔اسی ترتیب سے وہ چند سیکنڈ میں کئی صدیوں کے عملیات اپنے ذہن میں انجام دیتے ہیں اور آخر میں یہ بھی بتا دیتے ہیں ہر مثلاً یکم جنوری ۱۸۸۰ء کو جمعہ کا دن تھا۔اس طرح وہ بہت سی ذہنی پیچیدگیاں حل کرتے ہیں ۔مثلاً وہ یہ بھی بتا سکتے ہیں ہر روم کے شہنشاہ نرون کی موت سے سقوط قسطنطنیہ تک کتنے سیکنڈ گزر چکے ہیں؟ایک بار ایسے ہی دو حساب کرنے والے" لوادی اور داگیر "سے ایک پروگرام میں ایسے ہی کچھ سوالات کئے جا رہے تھے ہر ۱۳ ،اکتوبر ۴۴۴۴۸۲ ء کو کیا دن ہو گا؟[۳]

انسان کے دماغ کی قدرت وکو ثابت کرنے کے لئے دیگر ممالک میں بھی ایسے افراد کا وجود اس کی واضح دلیل ہے۔اسی طرح یہ غیبت کے تاریک زمانے میں انسان کے عقلی تکامل کو بھی بیان کر رہا ہے ۔ریاضی کے یہ ماہر ترین افرد چند سیکنڈ میں بعض ایسے مسائل حل کر دیتے ہیں ہر جنہیں ماہر ریاضی دان چند ماہ کی کوششوں کے بعد انجام دے سکتے ہیں اور پھر اس کے نتائج کی تائید کے لئے بھی طولانی مدّت درکار ہوتی ہے ہر جس کے لئے کمپیوٹر سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

----

[۳]۔ وتوانائی هاى خود را بشناسيد ۵۳

دماغ کا ما فوق فطرت، قدرت سے رابطہ

ریاضی دان یہ عجوبہ کس چیز سے مدد لیتے ہیں ؟

کیا ان کو بچپن سے یہ خاص استعداد حاصل ہوتی ہے یا نوجوانی کے عالم میں انہیں ایک عرصہ تک مشق کرنے اور تکامل کے ذریعہ یہ استعداد و صلاحیت حاصل ہوتی ہے؟

محصول جانبہ کے عنوان سے اس توانائی کو بیان کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ماہرینِ نفسیات اسے "حیرت انگیز" کا نام دیتے ہیں۔اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ اس خاص مقام میں یقیناً ہمارے سامنے ایک قوی جانبہ ہے لیکن ہم اس کی ماہیت کو بھی بیان نہیں کر سکتے۔[1]

دلچسپ بات تو یہ ہے کہ ریاضی دان ایسے عجوبہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کس طرح سے اپنے ذہن میں یہ محاسبات انجام دیتے ہیں ۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم صرف گنتے اور شمار کرتے ہیں اور پھر یہ سب کس طرح ہو جاتا ہے ،یہ خدا ہی جانتا ہے۔

اس جواب پر بالکل حیران نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان افراد میں سے بعض افراد کاملاً ان پڑھ تھے۔ ایسے بااستعداد افراد ہمیشہ سے ماہرین نفسیات اور ریاضی دانوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے ہیں۔تا کہ وہ ان میں پائی جانے والی پوشیدہ طاقت و قوت اور صلاحیت کو کشف کر سکیں۔ اس سے بھی بڑھ کر بعض ایسے افراد میں موجود قدرت کے اسرار معلوم کرنے کی کوشش کرنے کے علاوہ وہ عقل کے تکامل تک رسائی کے لئے بھی کوشاں ہیں۔

----

[1]۔ توانائی ھای خود را بشناسید:۵۴

جدید علم کی نظر میں عقلی تکامل

عقل کے تکامل اور اس کے لزوم و کیفیت کی بحث نے بہت سے مغربی دانشوروں کو اپنی جانب مائل کیا ہے۔ وہ اپنی علمی ترقی کا ادعا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ معتقد ہیں کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا جب آج کی بنسبت انسان کی عقل کھربوں گنا زیادہ ہو گی۔

مغربی دانشوروں میں سے ایک" کرزویل" ہے۔جس کا کہنا ہے کہ آپ دماغ میں سو کھرب اتصالات برقرار کر سکتے ہیں۔ممکن ہے کہ آپ کی نظر میں یہ بہت بڑا عدد ہو۔ لیکن دماغ میں اطلاعات ذخیرہ کرنے کی روش اب بھی غیر فعّال ہے۔ کیونکہ آئندہ زمانے میں انسان کا دماغ موجودہ دور سے کھربوں گنا زیادہ ہو گا۔

اس میں اہم اور مورد توجہ نکتہ یہ ہے کہ وہ حقائق عالم سے ناآشنا ہونے اور مکتب اہلبیت علیہم السلام سے دور ہونے کے باوجود اگرچہ عقلی تکامل کو تسلیم کرتے ہیں لیکن انہیں اس کی کیفیت اور اس کے حصول کی آگاہی نہیں ہے۔ اسی لئے وہ اپنی توجیہات میں غلطیاں کرتے ہیں۔

خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے جاودانی اور حیات بخش مکتب سے دوری کے باعث یہ لوگ ہر چیز حتی کہ عقلی تکامل جیسے اہم ترین مسئلہ کو بھی مادّی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ الیکٹرک سسٹم کے ذریعہ اپنے خیالات و افکار کو تکامل دیا جا سکتا ہے۔

عقلی تکامل اور ارادہ

یہاں تک ہم دماغ کی قدرت و توانائی سے آگاہ ہوئے اور ہم نے یہ درک کیا کہ انسان اب تک اپنے وجود کی عظیم قدرت سے بے خبر تھا ۔ اب ہم قوّت ارادہ اور تکاملِ عقل کے بارے میں بحث کا آغاز کرتے ہیں ۔ انسان کی عقل کے تکامل کا لازمہ اس کے ارادہ کا قوی ہونا ہے ۔ کیونکہ جس طرح حدیث جنودِ عقل میں نقل ہوا ہے کہ عقل کی سپاہ میں سے ایک ارادہ بھی ہے۔ عقل کے تکامل سے ارادے کی قدرت میں اضافہ ہوتا ہے، ارادے کے حرکت میں آنے اور فعّال ہونے سے انسان میں اساس و حیاتی تحوّل کا ایجاد ہونا بالکل واضح ہے۔

اگر قوّت ارادی کامل ہو تو انسان غیر معمولی اور حیرت انگیز کام انجام دے سکتا ہے ۔ کیونکہ جب قوّت اردی اپنی انتہا کو پہنچ جائے تو انسان کسی فرد یا کسی چیز میں کوئی حالت یا خصوصیت ایجاد کر سکتا ہے۔اسی طرح یہ اسے نابود یا اس میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔اعمالِ ارادہ سے انسان دُور کی چیز سے بھی آگاہ ہو سکتا ہے کہ جس کے بارے میں اسے کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیاہے کہ ارادہ عقل کی قدرت کا ایک حصہ ہے۔عقلی تکامل سے قوّت ارادی اور عقلی قدرت بھی تکامل تک پہنچ کر فعّال ہو جاتی ہیں۔اس بناء پر ظہور کے زمانے میں انسانوں کی عقل کے تکامل کے نتیجہ میں ان کی قوّت ارادہ میں بھی اضافہ ہو گا او وہ مزید قدرت مند ہو جائے گا۔ ظہور کے زمانے میں انسان کی عقل شیطان کی قید اور نفس کی غلامی سے آزادہو جائے گی ۔ سپاہ عقل بھی ضعف و ناتوانی سے نجات پائے گی اور ان میں پوشیدہ اور مخفی طاقتیں آشکار ہو کر فعّال ہو جائیں گی۔

غیبت کے تاریک اور سیاہ زمانے میں بہت سے انسان اپنی خواہشات اور آرزؤں کوحاصل نہیں کر سکے ۔ لیکن ظہور کے بابرکت زمانے میں ایسا نہیں ہو گا۔اس وقت اگر کوئی کسی نامعلوم چیز سے آگاہ ہونا چاہے تو اس سے پردے اٹھا لیئے جائیں گے اوراس وقت وہ جس چیز کے بارے میں چاہے آگاہ ہوسکتا ہے۔ ہم نے یہ حقائق خاندان نبوت علیہم السلام سے سیکھیں ہیں ۔

ہم دل و جان سے ان معصوم ہستیوں کے ارشادات و فرمودات قبول کرتے ہیں۔ ظہور کے پُر نور زمانے میں ہم پورے وجود سے اس حقیقت کو محسوس کر سکیں۔اس بناء پر عقل تکامل میں پہلے ارادہ ہاتھ آئے گا اور اس کے بعد آگاہی متحقق ہو گی۔اس کی دلیل کے طور پر ہم خاندانِ وحی علیہم السلام کے فرامین میں سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں۔" اِن اللّٰہ لیھب لشیعتنا ترامة لا یخفی علیھم شیء فی الارض وما کان فیھا حتّی اَنّ الرجل منھم یرید ان یعلم علم اھل بیتیه فیخبرھم بعلم ما یعلمون "[1] خداوند متعال یقیناً ہمارے شیعوں (زمانۂ ظہور میں تمام لوگ خاندان نبوت علیہم السلام کے پیرو ہوں گے)کو ایسی کرامات بخشے گا کہ ان سے زمین اور اس میں موجود کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہے گی۔ حتی کہ اگر کوئی مرد اپنے اہل خانہ کے حال سے آگاہ ہونا چاہے تو پس وہ آگاہ ہو جائے گا کہ وہ جو کام بھی انجام دے رہے ہوں یہ ان سے باخبر ہو گا۔اگر انشاء اللہ ہم اس بابرکت زمانے کو درک کریں تو ان تمام حقائق کو دیکھ سکیں گے۔کیونکہ ہم نے یہ مطالب مکتب اہلبیت علیہم السلام کی تعلیمات سیکھے ہیں اور ہم انہیں شک و تردید کے بغیر قبول کرتے ہیں۔ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ان معصوم ہستیوں کے لئے ماضی حال اور مستقبل میں کوئی فرق نہیں ہوتا وہ تمام واقعات سے ایسے ہی آگاہ ہوتے ہیں کہ جیسے انہوں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ہم نے یہ چیزیں خاندان عصمت علیہم السلام سے قبول کی ہیں اور عالم ذر سے ان کے ساتھ یہ عہد وپیمان کیا ہے کہ جس طرح ہم اب ان کے پابند ہیں آئندہ بھی ایسے ہی ان کے پابند رہیں گے۔البتہ یہ بات ضرور جان لیں کہ زمانۂ غیبت میں کچھ ایسے استثنائی افراد بھی تھے کہ اگر وہ کسی چیز سے آگاہ ہونا چاہتے تو وہ اپنی قوت ارادی سے اس سے آگاہ ہو جاتے۔ایسے افراد وہ تھے کہ جو غیبت کی تاریکی میں بھی نور تک پہنچ گئے۔ہم نے اس بحث میں نمونہ کے طور پر مرحوم سید بحر العلوم کی زندگی کے واقعات نقل کئے ہیں تاکہ بعض افراد ظہور کے زمانے کے بعض واقعات کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔

----

[1]۔ بحار الانوار :ج۵۳ص۶۳

چھٹا باب

معنوی تکامل

معنوی تکامل انسان کا معنوی و مادّی پہلو

ہماری ذ ہ داریاں

تکامل کی دعوتِ عام

امر عظیم

امر عظیم کیا ہے؟

معارف الٰہی

زہ ان رسول اکرم (ص)سے زمانہ ہور ے لوگ

محسوس اور غیر محسوس دنیا میں حکومت

عالم مک و عالم ملکوت

وہ کس طرح عالم ملکوت سے غافل تھے؟

عالم ملکوت تک رسائی یا زمانہ ملکوت کی صو یات

اہم نکتہ یا احساس ہور

غیرت مندوں سے طاب

زمانہ ہور ا مہ ان کا زمانہ

ع ر ہور،ع ر ضور

معنوی تکامل

مادّی مسائل میں غرق اور طبیعی علوم کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے انسان معنوی امور ،غیبی امداد اور عالمِ غیب کے حقائق پر توجہ کرنے سے دور ہو چکا ہے۔

انسان مادّی امور کے جال میں پھنس چکا ہے جسے معنوی امور پر غور کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ بہت سے افراد مادّی دنیا کے پوجا ریوں کی صحبت میں رہ کر انہیں کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں اور ان کے غلط افکار و عقائد سے متأثر ہو جاتے ہیں۔ کائنات کے حقائق سے دوری کی وجہ سے انہیں معنوی امور اور خاندان عصمت علیہم السلام کی غیبی امداد کا علم نہیں ہے۔

ان حقائق کے روشن ہونے ، معنوی امور پر ایمان و اعتقاد پیدا کرنے اور غیبی امدد کے لئے عالمِ مادہ پر فریفتہ ہونے سے ہاتھ اٹھانا ہو گا۔کیونکہ جس نے اپنی آنکھوں پر مادّیت کی پٹی باندھی ہواور جس پرمادیت کے حصول کا بھوت سوار ہو وہ کس طرح مادّی دنیا سے بھی زیادہ خوبصورت دنیا کو دیکھ سکتا ہے؟

اگر کوئی رنگین عینک کے ذریعہ اطراف کی اشیاء کو دیکھے توکیا وہ اشیاء کا حقیقی و واقعی رنگ دیکھ سکتا ہے؟ جس نے اپنے اردگرد مادّیت کی دیوار کھڑی کر رکھی ہو وہ کس طرح اس حصار سے باہر کی دنیا کا مشاہدہ کر سکتا ہے؟

جس نے خود کو بند مکان میں قید کر رکھا ہو کیا وہ باہر کی خوشیوں، مسرتوں اور شادابیوں کا نظارہ کر سکتا ہے؟

غیبت کے زمانہ میں جنم لینے والا انسان زندان میں قید ایک شخص کی طرح ہے جسے وہاں سے رہائی کاکوئی راستہ بھی میسر نہ ہو۔بلکہ غیبت کے زمانے میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کا حال تو ایک قیدی سے بھی زیادہ بدتر ہے۔کیونکہ قیدی کم از کم یہ تو جانتے ہیں کہ وہ قید میں ہیں اور وہ قید سے نجات پانے کی آرزو میں زندگی گزاررہے ہوتےہیں اور ہمیشہ قید خانے سے رہائی پانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔لیکن افسوس کہ غیبت کے زمانے میں جنم لینے والے اور اس میں پرورش پانے والے اس زمانے کے عیوب اور زمانے سے آگاہ نہیں ہیں۔ان کی مثال کنویں کے مینڈک جیسی ہے جو کنویں کو ہی پوری کائنات سمجھتا ہے۔

انہوں نے ظہور کے زمانے کا مزہ ہی نہیں چکھا اور نہ ہی انہوں نے انہیں ظہور کے زمانے کی حلاوت و شیرینی سے آگاہ کیا ہے۔اسی وجہ سے وہ زمانۂ غیبت کے زندان، ظلمتوں اور سختیوں میں ہی گھرے ہوئے ہیں۔وہ نہ تو پہلے اس وحشتناک زمانے سے نجات اور اس طولانی قید سے رہائی پانے کی فکر میں تھے اور نہ ہی اب اس کی فکر میں ہیں۔

ہم اور زندانِ غیبت کے تمام قیدی ظہور کے درخشاں زمانے سے غافل ہونے کی وجہ سے اپنی قید میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ہم غیبت کے زندان میں گرفتار ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم خوابِ غفلت سے بیدار نہیں ہو رہے ہیں۔ غیبت کے زمانے کی موجودہ اسیری معاشرے کی غفلت اور معنوی قدروں کو فراموش کرنے کا نتیجہ ہے۔

انسان کا معنوی ومادّی پہلو

انسان روح اور جسم سے مل کر خلق ہوا ہے ۔لہذا اسے صرف مادّی ، دنیوی اور جسمانی پہلو پر ہی توجہ نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ وہ معنوی پہلو پر بھی غور کرے ورنہ اگر ایک ہی پہلو کو مدنظر رکھیں اور دوسرے پہلو کو نظر انداز کر دیں تو یہ اپنے وجوداور اپنی زندگی کے اہم ترین پہلو کو فراموش کرنے کے مترادف ہو گا۔زمانۂ غیبت میں اکثر انسان معنوی پہلو سے اس طرح مستفید نہیں ہو سکے جس طرح اس سے بہرہ مندہونے کا حق تھا۔لیکن ظہور کے زمانے میں کہ جوانسانوں کی شخصیت کے تکامل کا دن ہے، تمام انسانی معاشرہ مادّی اور معنوی دونوں پہلوؤں میں تکامل تک پہنچ جائے گا۔اس روز انسان کے عملی و نظری افکارپلیدگی سے پاک ہو کر مکتبِ اہل بیت علیہم السلام کے افکار و رفتار کاپیرو ہو گا اور انسان کا وجود علم ودانش اور نورانیّت سے سرشار ہو گا۔اسی لئے اس دن انسان کے احساسات وادراکات ناپاکی اور ظلمت سے پاک ہو جائیں گے اور انسان شیطان کی چالبازیوں سے غلطیوں میں گرفتار نہیں ہو گا۔

پس اس زمانے کودرک کرنے والے خوش نصیب ہوں گے اور جس طرح وہ ظہور کے زمانے میں امام زمانہ علیہ السلام کے فرمانبردار ہوں گے اسی طرح وہ غیبت کے زمانے میں بھی آنحضرت کی پیروی کرتے ہوں گے۔ اہل بیت علیہم السلام نے اس حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے۔اس حقیقت کو بیان کرنے والی روایات میں ظہور کے نورانی زمانے کے اہم نکات بیان ہوئے ہیں۔ جن میں غیبت کے زمانے میں انسانوں کے وظائف اور عملی رویہ بیان ہوا ہے۔اسی طرح ان روایات میں مکتبِ اہل بیت علیہم السلام کے پیروکاروں کی شادمانی و سرور کی حالت کا بھی بیان ہے۔

امام صادق علیہ السلام ،رسولِ اکرم (ص)سے نقل فرماتے ہیں۔

" طوبٰی لمن ادرک قائم اهل بیتوهو مقتدبه قبل قیامه یتولّٰی ولیّه و یتبرّأ من عدوّه و یتولّٰی الآئمة الهادیة من قبله اؤلئک رفقاء و ذوو ودّ وموّدتواکرم امّتی علیّ " [1]

خوش نصیب ہے وہ شخص جو میرے اہل بیت علیہم السلام کے قائم کو درک کرے وہ ان کے قیام سے پہلے ان کی پیروی کرتا ہو۔وہ ان کے دوست کو دوست رکھتا ہو اور ان کے دشمن سے بیزار ہو اور ان سے پہلے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی ولایت پر یقین رکھتا ہو۔وہ میرے رفقاء اور میری محبت و مودت کے ہمراہ ہوگااور وہ میرے لئے میری امت کے معزز ترین افراد میں سے ہوگا۔اس بناء پر انسان کے فہم و ادراک کی شناخت کا معیار و میزان اس حدیث کے مطابق وہ آنحضرت کی دوستی کا ادعا کرنے والوں میں سے ان کے دوستوں کو پہچان سکے اور قاطعانِ طریق کو امام زمانہ (عج) کے دوستوں اور غلاموں کے عنوان سے نہ پہچانے۔

اگرچہ مذکورہ روایت ظہور کے مبارک زمانے سے متعلق ہے لیکن اس میں غیبت کے زمانے کے دوران ہماری ذمہ داریوں اور بہت سے وظائف کو بھی بیان کیا گیا ہے۔لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو ہم انہیں زمانۂ غیبت کی ذمہ داریاں شمار کرتے ہیں اور نہ ہی صحیح طرح سے ان پر توجہ کرتے ہیں۔

----

[۱] ۔ الغیبة شیخ طوسی:۲۷۵

ہماری ذمہ داریاں

ظہور کے زمانے میں وہی سرفراز ہو گا کہ جس نے غیبت کے زمانے میں اپنے وظائف پر عمل کیا ہواور جس ذمہ داریاں نبھائی ہوں ۔ ہم یہاں چند ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہیں۔

۱۔زمانۂ غیبت میں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہمیں امام زمانہ علیہ السلام کے دستورات و احکامات سے آگاہ ہو کر انہیں انجام دینا چاہیئے۔ امام عصر سے محبت و دوستی ،ان کے ظہور کا انتظار اور ان کے ظہور کو درک کرنا اسی صورت میں مکمل ہو گا کہ جب انسان زمانۂ غیبت میں امام زمانہ علیہ السلام کا تابع و مطیع ہو۔

۲۔غیبت کے زمانے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حضرت امام مہدی علیہ السلام سے محبت کرنے والوں کو دوست رکھیں اور ان سے محبت کریں۔

۳۔انہیں دوست رکھنا ان کی شناخت پر منحصر رہے ۔ کیونکہ جب تک انسان کو یہی معلوم نہ ہو کہ آنحضرت کے چاہنے والے کون ہیں، تو کس طرح انہیں دوست رکھا جا سکتا ہے۔

۴۔ ہمیں امام زمانہ (ع) کے دشمنوں سے متنفر ہونا چاہئے اور ان سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہیئے۔

۵۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دشمنوں سے اظہار نفرت بھی ان کی شناخت پر موقوف ہے۔

لہٰذا امام زمانہ علیہ السلام کے دشمنوں سے متنفر ہونے کے لئے بھی امام کے دشمنوں کو پہچاننا ضروری ہے۔

ان ذمہ داریوں کے علاوہ اور بھی ذمہ داریاں ہیں۔امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کو درک کرنے کی صورت میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مکمل طور پر آنحضرت کے اطاعت گزار اور ان کے دستورات کے مطیع ہوں ۔

امام صادق علیہ السلام یہ حقیقت ابوبصیر کو یوں بیان فرماتے ہیں:

" یا ابا بصیر: طوبی لمحّب قائمنا المنتظرين لظهوره ف غيبة والمطيعين له ف ظهوره اولياء اللّه لاخوف عليهم ولاهم يحزنون " [1]

اے ابوبصیر:ہمارے قائم کے چاہنے والے خوش نصیب ہیں کہ جو زمانہ غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر ہوں اور ظہور کے زمانے میں ان کے فرمانبردار ہوں، ان کے اولیاء، خدا کے اولیاء ہیں ۔ انہیں نہ تو کوئی رنج و غم ہے اور نہ ہی مغموم ہوں گے۔

اس روایت کی بناء پر خدا اور امام زمانہ (عج) کے اولیاء وہ ہیں کی جو آنحضرت کے انتظار اور دوستی کے علاوہ ظہور کو درک کرنے کی صورت میں ان کے مطیع و فرمانبردار ہوں اور ایک گروہ میں سے نہ ہوں کہ جو ظہور کی ابتداء ہی میں آنحضرت کے لشکر سے جدا ہوکر دشمنوںکی صف میں جا کھڑے ہوں۔

ایسے افراد حقیقت میں آنحضرت کے ظہور کے منتظر نہیں تھے ۔ بلکہ وہ خود اپنی مقام و مرتبہ تک پہنچنے کے منتظر تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے مقاصد پانی پر بنائے گئے قدموں کے نشانات کی مانند ہیں اورجب انہیں اپنی مقام کے ملنے کی کوئی امید نہ ہو تو وہ امام زمانہ (عج) کے لشکر سے جدا ہوجائیں گے۔

----

[1]۔ احقاق الحق:ج۱۳ص۳۴۹، ینابیع المودۃ:۴۲۲

تکامل کی دعوت عام

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اہم پروگراموں میں سے ایک تمام لوگوں کو آئینِ اسلام کی طرف عام دعوت دینا ہے۔اس وقت دنیا کے ہر مذہب و مکتب سے تعلق رکھنے والوں کو اسلام کی دعوت دی جائے گی اور سب سے کہا جائے گا کہ وہ باطل سے دست بردار ہو جائیں اور خدا کے پسندیدہ و حقیقی دینِ یعنی اسلام اور حقیقی اسلام یعنی تشیع کو اختیار کریں۔ اس عمومی دعوت کے ساتھ کچھ ایسے واقعات بھی ہوں گے کہ جس سے پوری دنیا والوں کے دلوں کو سکون ملے گا۔اس دوران ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ جس سے یہ لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا لے گا اور لوگ جوق درجوق اسلام قبول کریں گے۔

اس بارے میں قرآن میں ارشادِ قدرت ہے:

"اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُونَ فِی دِینِ اللهِ اَفْوَاجًا "[1]

جب خدا کی مدد اور فتح کی منزل آئے گی اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ دین خدا میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

اس بناء پر اس زمانے میں لوگ گروہ کی صورت میں اسلام پر ایمان لائیں گے اور گروہ در گروہ اسلام قبول کریں گے۔

دنیا کے لوگوں کا اسلام کی طرف مائل ہونا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت کے بعد ہو گا۔یہ کچھ حیرت انگیز واقعات کی وجہ سے ہو گا کہ جو وہ ابتدائے ظہور میں آنحضرت اور ان کے اصحاب میں دیکھیں گے۔جس سے لوگوں پر ان کی حقانیت ثابت ہو گی اور یوں گروہ کی صورت میں خدا کے دین کا رخ کریں گے۔

----

[1]۔ سورہ نصر،آیت: ۱،۲

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اذا قام القائم دعا النّاس الی الاسلام جدیداً و هداهم الی امر قد دثر و ضل عنه الجمهور اِنّما سمّ القائم مهدیاً،لانّه یهد الیٰ امر مضلول عنه و سمّ القائم لقیامه بالحقّ"[1]

جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو وہ لوگوں کو دوبارہ اسلام کی طرف دعوت دیں گے اور ان کی ایسے امر کی طرف ہدایت و راہنمائی کریں گے کہ جو پرانا ہے اور جسے چھوڑ کر اکثر لوگ گمراہ ہو چکے ہیں۔ اسی لئے قائم علیہ السلام کا نام مہدی علیہ السلام ہو گا ۔کیونکہ وہ گمشدہ امر کی طرف ہدایت کرے گا اور اسے قائم کا نام دیا گیا کیونکہ وہ حق کے لئے قیام کرے گا۔

اس روایت سے یہ استفادہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ولی عصر(عج) قیام کے بعد لوگوں کو اسلام کی طرف ایک جدید دعوت دیں گے اور انہیں گمشدہ امر کی ہدایت کریں گے کہ جس سے وہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں ۔ اس روایت میں قتل و غارت کاتذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ قیام کے بعد اسلام کی طرف دعوت دی جائے گی اور ہدایت و راہنمائی کا عمل شروع ہوگا۔ انسانوں کو اسلام کی طرف دعوت اور راہ حق کی طرف راہنمائی کے لئے دلیل و برہان کی ضرورت ہے۔ روایات کے مطابق یہ وہی پروگرام ہے کہ جسے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام انجام دیں گے۔

دلیل و برہان اور اعجاز کے ہمراہ اس دعوت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگ اسلام پر ایمان لائیں گے اور ہدایت کی طرف گامزن ہوں گے۔اس وقت قرآن کی طراوت و شادابی بحال ہو جائے گی ۔ فرسودگی کے بعد اسلام کو نئی حیات ملے گی۔

----

[1]۔ بحارالانوار :۳۰۵۱،الارشاد: ۳۴۴، نوادرالاخبار:۲۷۲

زت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت میں وارد ہوا ہے:

"السلام علی یا ابا الامام المنتظر، الظاهرة للعاقل حجّته،الثابتة فی الیقین معرفته، والمحتجب عن اعین الظالمین،والمغیّب عن دولة الفاسقین، والمعید ربّنا به الاسلام جدیداً بعد الانطماس والقرآن غضّاً بعد الاندراس" [1]

اے امام زمانہ علیہ السلام کے پدر آپ پر سلام ہو۔ عاقل شخص کے لئے ان کی حجت وبرہان ظاہر ہے ان کی معرفت منزلِ یقین میں ثابت ہے۔وہ امام ظالموں کی آنکھوں سے پردہ غیب میں ہیں، وہ فاسقوں کی حکومت سے پنہاں ہیں ۔ خدا وند کریم ان کے وسیلہ سے اسلام کو تغییر کے بعد تازہ حیات بخشے گا اور قرآن کو پژمردہ ہونے کے بعد طراوت بخشے گا۔

لغت میں کلمہ" انطماس "نابود ہونے کے معنی میں آیا ہے۔اس روایت میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے دونوں معنی مراد لئے ہیں۔غیبت کے زمانے میں اسلام پر ہونے والے بدلاؤ حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) کے قیام کے بعد ختم ہو جائیں گے اور اسلام اپنی اصلی حالت میں آجائے گا۔اگرچہ بہت سے ایسے اسلامی ممالک ہیں کہ جو اسلامی حکومت کے نام سے تو مشہور ہیں، لیکن ان میں دین کے احکامات پر عمل نہیں ہوتا ۔اگرچہ ان میں ظاہراً اسلام کانام موجود ہے لیکن جب تک وہاں اسلام کے احکامات پر عمل نہ ہو تو گویا ان ممالک میں اسلام نابود ہو چکا ہے۔

----

[1]۔ مصباح الزائر:۴۱۰،الصحیفة المهدیة:۶۱۴

امر عظیم

زرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام دنیا والوں ے لئے جو کچھ ا ر زمائیں گے روایات میں کبھی اسے امر عظیم اور کبھی امر جدید ے عنوان سے مطرح کیا گیا ہے۔

ابی سعد خراسانی کہتا ہے ہ میں نے زرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کی :

" المهدی والقائم واحد؟فقال:نعم فقلت:لاّ شیء سمّی المهدی:

قال:لانّه یهدی الیٰ کلّ امر خف و سمّی القائم لانّه یقوم بعد ما یموت،انه یقوم بامر عظیم "[1]

کیا مہدی علیہ السلام اور قائم ایک ہی رد ے نام ہیں؟

امام نے رمایا :جی ہاں ۔

میں نے عرض کیا ہ انہیں مہدی علیہ السلام کیوں کہا جاتا ہے؟

رمایا:کیونکہ وہ ر مخفی امر کی طرف ہدایت کریں گے۔لہذا انہیں قائم کا نام دیا گیا ہے۔کیونکہ وہ اپنے نام ے مرنے ے بعد قیام کریں گے۔یقیناً وہ امر عظیم ے ساتھ قیام کریں گے۔

آپ نے ملا ر کیا ہ اس روایت میں بھی تصریح ہوئی ہے ہ زرت قائم علیہ السلام عظیم امر اور بزرگی سے لئے قیام کریں گے۔ زرت قائم علیہ السلام جس امر کو قائم کرنے ے لئے قیام کریں گے وہ اس قدر بزرگ ہے ہ جس کی عظمت کی وجہ سے آنحضرت کو قائم علیہ السلام کا نام دیا گیا۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۵۱ص۳۰

امام عصر علیہ السلام جس امر کے لئے قیام کریں گے کیا یہ وہیمنشور ہے جو رسول اکرم (ص)اور آئمہ اطہار علیہم السلام سے توسط سے لوگوں کے لئے قرار پا گیااور پھر مقام خلافت کے غصب ہونے،بدعتوں کے ظہور اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ فراموشی کے سپرد ہو گیا یا ان کے علاوہ کوئی اور عظیم آئین و منشورہے جسے خاندانِ وحی علیہم السلام نے بیان نہیں فرمایا اور اب اسے امام زمانہ علیہ السلام سب لوگوں کے لئے آشکار فرمائیں گے؟

اس سوال کے جواب سے پہلے امام صادق علیہ السلام سے نقل شدہ اس روایت پر توجہ کریں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اذا قام القائم جاء بأمر جدید کما دعی رسول اللّٰه ف بدو الاسلام الٰی امر جدید" [1]

جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو وہ نیا اورجدید امر لائیں گے جس طرح ابتدائے اسلام میں رسول اکرم نے لوگوں کو جدید امر کی طرف دعوت دی۔اس روایت میں امام صادق نے امام زمانہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ اُن چیز لائیں گے جو صدر اسلام میں رسول اکرم (ص)لائے تھے۔اگرچہ یہ روایت اس سلسلہ میں صریح نہیں ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام پہلے بیان نہ ہونے والا کوئی جدید امر لائیں گے ۔ لیکن کم از کم یہ اس بارے میں صراحت رکھتی ہے ۔ممکن ہے کہ بعض لوگ حضرت امام صادق علیہ السلام سے بیان ہونے والی روایت میں موجود تشبیہ پر توجہ نہ کریں اور کہیں:

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۵۲ص۳۳۸

چونکہ ا م ے بہت سے احکامات لوگوں تک نہیں پہنچے پس انہیں بیان کرنا ان ے لئے جدید امر ہے۔ لہذا اسے جدید امر سے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

اس ے جواب میں کہتے ہیں :اگر ہم اس روایت ے ظہور یا صراحت سے دستبردار ہو جائیں تو بھی ہم ایک دوسرا نکتہ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کیا رسول اکرم (ص)نے نہیں فرمایا تھا!

"اِنّا معاشر الانبیاء نکلّم الناس علٰی قدر عقولھم "[1]

ہم پیغمبر لوگوں سے ان کی عقل ے مطابق بات کرتے ہیں۔

اس روایت اور ظہور ے زمانے میں عقلی تکامل پر توجہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) لوگوں سے عقلی رشد کی وجہ سے ان ے لئے جدید مطالب بیان کریں گے کہ جن سے انسانی معاشرہ اس سے پہلے بالکل آگاہ نہیں تھا۔ البتہ یہ یاد رہے کہ ہر جدید امر اور نیا دستور ا م ے حیات بخش آئین ہی میں سے ہو گا نہ کہ امام زمانہ لوگوں ے لئے ایک نیا آئین اور دین ایجاد کریں گے۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۲ص۲۴۲

امر عظیم کیا ہے؟

اب یہ سوال پیداہوتا ہے ، اس روایت میں بیان ہونے والے امرِجدید سے مراد وہی امر عظیم ہے ، جس کی گزشتہ روایت میں تصریح ہوئی ہے؟

اگردونوں (امر جدید اور امر عظیم) سے ایک ہی چیز مراد ہو تو پھر وہ امر

جدید اور امر عظیم کیا ہے ، جس کی خاطر حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) قیام فرمائیں گے؟

اسرار سے آگاہ ہی اس سوال کے جواب سے آگاہ ہیں۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی روایات میں اس بارے میں چند اشارات اور کچھ سرسری نکات ملتے ہیں۔ان کے معنی و تفسیر سے فقط چند خواص ہی آگاہ ہیں ، جو اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے کلمات کے اسرار ورموز سے واقف ہیں اور جو ان کے فرمودات میں موجود کنایات و اشارات سے عظیم علمی مطالب اخذ کرتے ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام ایک روایت میں فرماتے ہیں:

" حديث تدريه خير من الف ترويه، ولا يكون الرجل منكم فقيهاً حتّى يعرف معاريض كلامنا، وانّ الكلمة من كلامنا لتصرف على سبعين وجهاً لنا من جميعها المخرج "[1]

ایک روایت کے معنی کو سمجھنا ہزار روایتیں نقل کرنے سے بہتر ہے۔تم میں سے کوئی شخص بھی فقیہ نہیں ہو سکتا ، جب تک وہ ہمارے فرمودات میں اشارہ نہ سمجھ لے۔یقیناً ہمارے کلام کے ہر ایک کلمہ سے ستّر معنی نکلتے ہیں ، ہمارے لئے ان سب کے تکمیل معنی کے لئے راہ موجود ہے۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۲ص۱۸۴

مکتب ا بیت علیہم السلام میں ایے ا فراد کو تقیہ کہا جاتا ہے جو ان کلمات کودرک کرنے کی قدرت رکھتے ہوں۔پس تقیہ وہ ہے

جو فرمودات آئمہ علیہم السلام کے معنی اور ان میں موجود اشارات سمجھ سکے۔امر عظیم کی وضاحت اور اس

کا اجمالی جواب ذکر کرنے سے پہلے اس روح افزاء نکتہ پر غور کریں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خانہ کعبہ میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی ملکوتی آواز سن کر لبیک کہیں گے اور اس مہربان

امام کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے قیام کریں گے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ظہور کا بابرکت زمانہ نصیب ہوگا ۔ جو دین میں ہر قسم کی خرافات سے دستبردار ہوجائیں گے

اور حضرت مہدی علیہ السلام کی زیر سرپرستی ان کی عادلانہ حکومت کے شمار ہوں گے۔ اس زمانے کے لوگ حضرت صاحب

الامر والزمان (عج) کی حکومت کے سائے میں حیاتِ قلب ، تکامل عقل اوراعلی معارف کی طرف پرواز کریں گے اور پھر وہ امر

عظیم کی خلقت کے سرّ و راز سے آگاہ ہوجائیں گے ۔

اس زمانے کے لوگ سمجھ جائیں گے جس خدا نے انسان کی خلقت سے خود کواحسن الخالقین کا خطاب دیا ہے اس نے انسان کے

وجود میں کوئی قدرت و توانائی پوشیدہ کی ہے۔لیکن غیبت کے تاریک زمانے میں زندگی گزارنے والوں کے دلوں پرخاندان وحی علیہم

السلام کے تابناک انوار کی کرنیں پڑ رہیں تھیں مگر وہ اس سے بے خبر تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے شفابخش ہاتھوں سے اس زمانے کے لوگوں کی عقل و خرد کامل ہوگی اسی طرح وہ ان کے دلوں کو

معنوی حیات بخشیں گے جس کے ذریعہ وہ عالم ملکوت کا نظارہ کر سکیں گے۔

اب امر عظیم کے بارے میں پیدا ہونے والے سوال کا جواب دیتے ہیں

۔ امر عظیم ا بیت کی ولایت ے سلسلہ میں مہم نکتہ ہے، ہور ے زمانے میں امر عظیم آشکار ہو گا۔

غیبت ے زمانے کی تاریکی کی و ہ سے لوگوں میں ولایت ے رمز اور ا بیت علیھم السلام ے رموز و اسرار کو سمجھنے کا میزان اور انسا ن کی عقل کی حدیں محدود ہیں، جس میں ولایت کی مکمل معرفت اور خاندان عصمت و ارت علیہم السلام سے متعلق مہم امور کو مکمل طور پر پہچان نہیں ہے، جب ان ے دست مبارک سے انسان کی عقل کامل ہو جائے گی تو اس میں عظیم معنوی مسائل کو سمجھنے کی قدرت پیدا ہو جائے گی۔اس زمانے میں عقل تکامل کی منزل تک پہنچ جائے گی اور آشفتگی سے نجات حاصل کرے گی ۔ امام مہدی علیہ السلام لوگوں ے لئے معارف ے عظیم نکات بیان فرمائیں گے اور قرآن اس کی گواہی دے گا ۔یہی ۔ بات جناب محمد بن عمرو بن الحسن سے روایت ہوئی ہے۔

" ان امر آل محمد علیهم السلام أمر جسيم مقنّع لا يستطاع ذكر ولو قد قام قائمنا لتكلّم به وَ صدقه القرآن "[1]

امر ا بیت علیہم السلام ایک ایسا عظیم امر ہے ۔ پردے میں چھپا ہوا ہے جے ذکر کرنے کا امکان نہیں ہے اور جب ہمارا قائم قیام کرے گا وہ اسے بیان کرے گا اور قرآن اس کی تصدیق کرے گا۔

اس بیان سے واضح ہو گیا ۔ ولایت ے باعظمت امر کو غیبت کی تاریکیوں میں عام لوگوں ے لئے بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن جب عقل ے تکامل کی راہ میں مانع ایجاد کرنے والے ستمگر اور ظالم ختم ہو جائیں گے تو امام زمانہ علیہ السلام ے ظہور اور ان کی عنایات سے انسانوں کی عقل و فہم کی تکمیل ہو جائے گی،اس وقت خدا وند بزرگ و برترحکم دے گا ۔ امام عصرعلیہ السلام حق کو ظاہر کریں۔اس زمانے میں حضرت بقية الله الاعظم (عج) ے لبوں کی جنبش سے ہی حق و حقیقت آشکار ہوجائیں گے پھر لوگوں ے لئے کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہے گا۔

----

[1] بصائر الدرجات:۲۸،بحار الانوار:ج۲ص۱۹۲

وہ بزرگوار اپنے ایک مکتوب میں یوں بیان ٖفرماتے ہیں :

" اذا أذن اللّه لنافی القول ظهرالحق واضمحل الباطل، وانحسرعنکم "[1]

جب خدا مجھے بولنے کا اذن دے گا تو حق ظاہر ہو جائے گا ، باطل نابود ہوجائے گا اور تم لوگوں سے لئے یہ سب آشکار ہو جائے گا۔

معارف الٰہی

خاندان نبوت علیہم السلام نے روایات میں جہاں زمانۂ غیبت کی سختیوں کو بیان کیاہے وہاں ظہور کے بابرکت زمانے کی سعادتوں اور برکتوں کو بھی بیان کیا ہے اور اس زمانے کی سعادتوں کو کثرت سے نجات پانے والوں کے ذریعہ توصیف کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اس زمانے کو درک کرنے والے خوش نصیب ہیں۔

امام صادق علیہ السلام حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (ع) کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"هو المفرّج للکرب عن شیعته بعد ضنک شدید و بلاء طویل و جور فطوبی لمن ادرک ذالک الزمان "[2]

وہ اپنے شیعوں سے ہر طرح کی سختی کوبرطرف کریں گے اور یہ سخت مصائب، طویل بلاؤں اور ظلم و ستم کے بعد ہو گا۔پس اس زمانے کو درک کرنے والے خوش نصیب ہیں۔

----

[۱]۔ الغیبۃ شیخ طوسی: ۱۷۶

[۲]۔ کمال الدین :۶۴۷

جی ہاں ؛ خوش نصیب ہیں وہ لوگ ، جو اس زمانے کو دیکھیں گے ۔ اس روزدنیا کو خلق کرنے کا مقصد پورا ہو جائے گا ۔ وہ عقلی تکامل کا زمانہ ہو گا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گا اس زمانے میں لوگ خضوع وخشوع اور کمال بندگی سے خدا کی عبادت کریں گے وہ نفس کو شکست دے کر شیطان کو نابود کرکے عقلی تکامل سے خدا کی بندگی کریں گے اور خاندان وحی کے نورانی مقام کی معرفت پیداکریں گے۔خدا فرماتا ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ لاَّ لِيَعْبُدُونِ "[1]

میں نے جن و انس کوخلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔

اس بناء پر صدیاں گزرنے کے بعد علم و معرفت سے سرشار دن کی آمد پر خلقت کامقصد پورا ہو جائے گا۔اس مبارک زمانے میں دنیا کے تمام انسان تکامل کی راہ پر گامزن ہوں گے اور عالم بشریت کے مسیحا کے شفا بخش ہاتھوں کے لمس سے خدا کے عبد تکامل ِعقل تک پہنچ جائیں گے اور انسان شیطانی افکار اور وسوسوں سے نجات پا کر معرفت کی منزل تک پہنچ جائے گا۔

بزبان رسول اکرم (ص) اس زمانہ کے لوگ

اس زمانے میں لوگ خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اہل بیت علیہم السلام کے نورانی مقام سے آگاہ ہو کر اس کی معرفت حاصل کریں گے،اسی لئے وہ نورانیت سے سرشار، پاک سیرت ہوں گے۔رسول اکرم زمانہ ظہور کے لوگوں کو چودھویں کے چاند اور مشک و عنبر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ایک طولانی روایت میں حضرت امام جواد علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار اور وہ رسول اکرم (ص) سے آل محمد علیہم السلام کے قائم کے قیام کا واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

----

[1]۔ سورۂ الذاریات،آیت: ۵۶

"یخرج جبرئیل عن یمینه و میکائیل عن یسرته و سوف تذکرون ما اقول لکم و لو بعد حین و افوّض امر الی اللّه عزّوجلّ

یا ابیّ طوبی لمن لقیه و طوبی لمن احبه و طوبی لمن قال ینجّیهم من الهلکة وبالاقرار باللّٰه و برسوله و بجمیع الآئمّة یفتح اللّه لهم الجنّة مثلهم ف الارض کمثل المسک الّذ یسطع ریحه فلا یتعیّر ابداَ و مثلهم ف السماء کمثل القمر المنیر الّذی لا لطفأ نوره ابداً " [1]

مہدی علیہ السلام اس حال میں قیام کریں گے کہ ان کے دائیں طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل ہوں گے میں تمہارے لئے جو کچھ بیان کر رہا ہوں تم اسے ایک دن ضرور یاد کرو گے۔ اگرچہ یہ طولانی مدت کے بعد رونما ہو گا اور یہ معاملہ خدا کے پاک پر چھوڑتا ہوں۔

اے ابی :خوش نصیب ہے وہ جو ان سے ملاقات کرے اور ان سے محبت کرنے والا، خوش نصیب ہے اورخوش نصیب ہے وہ جو ان کا معتقد ہو کہ وہ ہلاکت سے نجات دیں گے۔خدا،رسول اور آئمہ کا اقرار کرنے کی وجہ سے خدا ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دے گا۔زمین میں اس کی مثال مشک کی مانند ہے کہ جس کی خوشبو تو پھیلتی ہے لیکن وہ خود کبھی متغیر نہیں ہوتا۔آسمان میں اس کے نور کی مثال چاند کے نور کی مانند ہے کہ جس کا نور کبھی ختم نہیں ہوتا۔

ظہور کے زمانے کے لوگوں کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح نورانی ہو گا۔جس سے معلوم ہو گا کہ انہیں ملکوت کا جلوہ بخشا گیا ہے۔ان کے سینوں میں معارف الٰہی کے پاک انوار سے ان کے چہرے منوّر ہو جائیں گے۔وہ عالم ملکوت کا نظارہ کر سکیں گے جو کہ بہترین صورت نظارہ ہو گا۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۵۲ ص۳۱۱

امام جواد علیہ السلام امام صادق علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت الیاس علیہ السلام [1] سے فرمایا:

" فوددت انّ عینیک تکون مع مهدی هذه الامّة والملائکة بسیوف آل داؤد بین السماء والارض تعذّب أرواح الکفرة من الاموات و تلحق بهم ارواح اشباههم من الاحیاء ثم اخرج سیفاً ثم قال ها:انّ هذا منها " [2]

مجھے پسند ہے کہ تمہاری آنکھیں اس امت کے مہدی علیہ السلام کو دیکھیں کہ ملائکہ آل داؤد کی تلواروں سے آسمان اور زمین کے درمیان دنیا سے جانے والے کافروں کو عذاب دیتے ہیں اور زندہ کفار کو ان سے ملحق کرتے ہیں۔پھر امام صادق علیہ السلام نے اپنی تلوار نکالی اور فرمایا :

ہاں یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

ملائکہ کا یہ نظارہ بھی کتنا خوبصورت ہو گا کہ جو اپنی تلواروں سے کافروں کو جہنم کی راہ دکھائیں گے۔

محسوس اور غیر محسوس دنیا میں حکومت

خاندان اہلبیت علیہم السلام کے معارف کے باب میں علم امام کامسئلہ ایک اہم اعتقادی مسئلہ ہے۔ بہت سی روایات کی دلالت کی رو سے آئمہ اطہار علیہم السلام کے علم کا مسئلہ اعتقادی بحثوں سے متعلق ہے۔ ہم امام عصر علیہ السلام کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

----

[1] ۔ حضرت الیاس علیہ السلام ان چار پیغمبروں میں سے ہیں کہ جو اب بھی باحیات ہیں۔ وہ زمانہ ظہور اور زمانہ غیبت میں امام زمانہ علیہ السلام کے ناصر ومددگار ونمیں سے ہیں ۔

[2] ۔ بحار الانوار:ج۴۶ص۳۶۴

" قد اتاکم اللّٰہ یا آل یاسین خلافته وعلم مجاری امرہ فیما قضاھو دبّرہ ورتّبہ وارادہ فی ملکوتہ "[1]

اے آل یاسین! خداوند کریم نے آپ کو اپنی خلافت وجانشینی بخشی ہے اوروہ ملکوت میں اپنے امر کے مجاری سے جو امر،تدبیر و نظم اور ارادہ رکھتا ہے،اس سے آپ کو علم و آگاہی عطا کی ہے۔

اس مقدمہ کو بیان کرنے کے بعد اس امر پر ضرور غور کریں کہ ظہور کے زمانے اور امام زمانہ کی حکومت میں علم وحکمت کے در وازے کھل جائیں گے اور اس با عظمت دن میں حضرت مہدی علیہ السلام اپنے علم کی بنیاد پر پوری کائنات میں عدالت قائم کریں گے اور یوں وہ محسوس و غیر محسوس دنیا کو نئی حیات بخشیں گے۔

ظہور کے زمانے کے بارے میں وارد ہونے والی بہت سی روایات سے استفادہ کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ حضرت امام عصر علیہ السلام نہ صرف محسوس دنیا کی تکمیل و پاک سازی کریں گے بلکہ غیر محسوس دنیا سے پلیدگی کے وجودکو پاک کریں گے۔

اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا صرف محسوس پہلو ہی نہیں ہے بلکہ وہ عالم مادی کے علاوہ غیر محسوس دنیا کی بھی تکمیل کریں گے۔غیر محسوس عالم کی موجودات بھی آنحضرت کی حکومت الٰہی سے فیضیاب ہوں گی۔

پس امام عصر علیہ السلام کا قیام ہر لحاظ اور ہر پہلو سے کامل ہے امام زمانہ (عج) اپنے قیام سے محسوس اور غیر محسوس عالم کو تکامل بخشیں گے۔اس بناء پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت کا قیام فقط مادی و ظاہری لحاظ سے انقلاب برپا کرے گا۔جس میں صرف محسوس و ظاہری دنیا ہی شامل ہو گی۔بلکہ یہ یاد رکھیں کہ غیر محسوس موجودات (جنّات و شیاطین) پر بھی امام مہدی علیہ السلام کی حکومت ہو گی اور وہ بھی پاسازی کے عمل سے گزر کر تکامل کی منزل تک پہنچ جائیں گے۔

----

[1] ۔ حیات مہدی:۱۷۵

عالم ملک و عالم ملکوت

ہ باطنی قوّت اور اندرونی حواس کے ذریعہ عالم غیب اور عالم ملکوت تک پہنچنا چاہئے۔زمانہ ٔ ظہور عالمِ ملک اور ملکوت کے عظیم عالم تک پہنچنے کا زمانہ ہے۔ اگر چہ غیبت کے زمانے میں بھی انسان عالم غیب تک پہنچنے کا اسرار اور اس کی کلید حاصل کر سکتا ہے اور انسان کی باطنی قوّت اسے عالم ملکوت تک پہنچا سکتی ہے۔لیکن زمانہ غیبت میں بہت کم افراد عالم ملکوت تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں ۔ لیکن زمانہ ٔ ظہور میں عالم ملکوت کی آشنائی ایک عام سی بات ہو گی۔اس بابرکت زمانے کے عام افراد بھی وہاں تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

اگر کوئی پیدائشی اندھا یا بہرا ہو تو ایسا شخص دیکھنے اور سننے والی اشیاء کو ویسے درک نہیں کر سکتا جیسی وہ ہیں اور اگر وہ ان کا انکار کرے تو یہ خود اس کے نقص و عیب کی دلیل ہے نہ کہ اس سے اس چیز کی نفی ہو جائے گی۔اسی طرح اگر کوئی عالم ملکوت کا منکر ہو تو یہ خود اس کے نقص و عجز کی دلیل ہے کہ جو عالم ملکوت کو درک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا نہ کہ اس سے عالم ملکوت کی نفی ہوجائے گی۔جب اگر کوئی معجزہ رونما ہوجائےاور نابینا شخص دیکھنے کی صلاحیت حاصل کرلے تو وہ دکھائی دینے والی چیزوں کو عادی حالت میں دیکھ سکے گا۔اسی طرح ظہور کے پُر نور زمانے میں بھی باطنی حواس اور اندرونی طاقتوں سے اس زمانے کے لوگ نہ صرف عالم ملکوت سے آشنا ہو جائیں گے بلکہ اسے دیکھ سکیں گے یہ ان کے لئے عادی اور معمولی حالت ہو گی۔

ملائکہ کو دیکھنا، ان کے ہمراہ بیٹھنا اور ملائکہ کے ساتھ سیر ایسے امور ہیں کہ جن کی روایات اہلبیت میں تصریح ہوئی ہے۔نعمتوں سے سرشار اس زمانے میں لوگوں کو معلوم ہو گا کہ وہ کس طرح عالم ملک اور مادی دنیا سے دل لگا بیٹھے ہیں؟

وہ کس طرح عالم ملکوت سے غافل تھے؟

وہ اپنی زندگی کے کئی سال گزارنے کے باوجود بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے بابرکت وجود سے کیوں استفادہ نہیں کر سکے اگرچہ آنحضرت پردہ غیب میں تھے؟

جب وہ اپنے بہت سے گزرے ہوئے عزیزوں اور رشتہ داروں کے بارے میں سوچیں گے تو ان کی حسرت و یاس میں اضافہ ہو جائے گا اور وہ سوچیں گے کہ وہ لوگ عالم ملکوت کا نظارہ کئے بغیر ہی دنیا سے چلے گئے۔وہ ایک نابینا شخص کی مانند تھے جو دنیا میں نابینا پیدا ہوئے اور دنیا کی کسی چیز کو دیکھے بغیر ہی دنیا سے چلے گئے۔اسی طرح ان کے عزیز و رشتہ دار بھی عالم ملکوت کو دیکھے بغیر ہی دنیا کو الوداع کہہ گئے۔اسی لئے وہ خواہش کریں گے کہ کاش ان کے عزیز بھی زندہ ہوتے اور ظہور کے بابرکت زمانے میں تکامل تک پہنچ کر عالم ملکوت کو دیکھتے اور اس سے مستفید ہوتے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام نے بارہا یہ حقیقت بیان فرمائی ہے تا کہ سب اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں لیکن افسوس کہ عالم مادہ نے ہمیں مادی دنیا میں اس طرح جکڑ رکھا ہے کہ ہم عالم ملکوت کے عظیم حقائق سے بھی غافل ہو چکے ہیں۔

عالم ملکوت تک رسائی، یا زمانہ ملکوت کی خصوصیات

جیسا کہ ہم نے کہا کہ زمانہ ظہور میں دنیا کے تمام لوگ پاک سیرت ہوں گے اس وقت سب مرد اور خواتین نیک و صالح ہوں گے کیونکہ جب صالحین کی حکومت ہو تو سب کی اصلاح کی طرف رہنمائی کرتی ہے اس بارے میں خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

"اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُونَ " [1]

امام مہدی علیہ السلام کی آفاقی، کریمانہ اور عادلانہ حکومت کی اہم خصوصیات میں سے ایک بشریت کی رہنمائی کرنا ہے کیونکہ جنس، فساد اور تباہی کے اسباب کی نابودی اور ہدایت کے وسائل کی فراہمی کے بعد فساد کی کوئی راہ باقی نہیں بچتی ہے۔دنیا کے تمام لوگ اپنے اندر بنیادی تبدیلی پیدا ہونے کی وجہ سے گمراہی سے دور ہو کر تکامل کا رخ کریں گے گمراہی سے دور ہونے اور ہدایت کا رخ کرنے کی وجہ سے اس روز ایک مکمل نیک و صالح انسانی معاشرہ وجود میں آئے گا ۔اس روز انسانی معاشرہ کے لئے عالم ملکوت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔انسان غیر محسوس ملکوتی دنیا کا نظارہ کر سکے

گااور یہ نیک وصالح اعمال کا نتیجہ ہوگا صالح اعمال انسان کے وجود میں تبدیلی ایجاد کریں گے حضرت ادریس کے مناجات میں ذکر ہوا ہے:

" وبالعمل الصالح ینال ملکوت السماء "[2]صالح اعمال کی وجہ سے انسان ملکوت آسمانی تک پہنچ سکتا ہے۔

اب تک دنیا جہاں تک پہونچ سکی ہے وہ کائنات کا بہت چھوٹا سا حصہ ہے دنیا اب تک صرف اس کے مادی پہلو تک رسائی حاصل کر سکی ہے نہ کہ اس کے ملکوتی پہلو تک ۔زمانہ ظہور میں نیک اعمال انجام پانے سے برے اعمال کا قلع و قمع ہو جائے گا جس کی وجہ سے انسان ملکوت آسمانی تک پہنچ جائے گا ۔پس اس با برکت زمانہ میں معاشرہ ملکوتی دنیا تک رسائی حاصل کرے گا جو بہت عظیم خصوصیات سے آراستہ ہو گا۔ہم امید کرتے ہیں کہ پروردگار عالم جلد از جلد رہائی و نجات کا وہ دن پہونچا دے اور بشریت کو امام زمانہ (عج) کی عادلانہ حکومت کے زیر سایہ کمال و تمدن کی اوج تک پہونچا دے ۔

----

[1]۔ سورہ انبیاء، آیت: ۱۰۵

[2]۔ بحارالانوار:ج۹۵ص۴۶۵

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی الٰہی حکومت میں انسان کے لئے خلقت کائنات کے لئے راز واضح ہو جائینگے اور سب لوگ ایسی چیزیں دیکھ پائیں گے جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوں گی کیونکہ اس وقت سب پاک سیرت ہوں گے لہذا وہ کائنات کے اسرار و رموز بھی دیکھ پائیں گے۔ حضرت محمد مصطفیٰ (ص) فرماتے ہیں :

" غضوا ابصارکم ترون العجائب" [1]

اپنی آنکھوں کو (حرام اور دنیا کی محبت سے) بند کرو تو دنیا کے عجائب دیکھ پاؤ گے ۔

کیونکہ عالم وجود کے زیادہ تر عجائب عالم غیب میں پوشیدہ ہیں اگر چہ محسوس دنیا میں بھی بہت سے عجائب ہیں لیکن غیر محسوس عجائب کی دنیا کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔محسوس و غیر محسوس دنیا ،عالم خلقت کے اسرار و رموز اور ان کے عجائب دیکھنے کے لئے اپنی آنکھوں کو نہ صرف حرام بلکہ ہر اس چیز سے بچائیں جو دنیا سے انسان کی دل لگی کا سبب بنے اگر کوئی انسان دنیا سے ساتھ دل نہ لگائے تو اس کا دل گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جائے گا پھر وہ کائنات کے اسرا ر اور عالم خلقت کے عجائبات کو دیکھ سکے گا۔اس بارے میں رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں :

"لولا ان شیاطین یحومون علیٰ قلوب بنی آدم لنظروا الیٰ الملکوت " [2]

اگر انسان کے دل میں شیاطین جگہ نہ بنائیں تو وہ عالم ملکوت کا نظارہ کر سکتا ہے۔

اس بنا پر جس دن ابلیس اور شیاطین نابود ہوں گے اور جب ان کے گمراہ کن وسوسوں میں کوئی اثر نہ ہو گا تو پھر انسان کا دل نورانیت و پاکیزگی سے سرشار ہوگااور عالم ملکوت کی نورانی دنیا کو دیکھ سکے گا۔

----

[۳]۔ مصباح الشریعہ :۹

[۴]۔ بحارالانوار:ج۷۰ ص۵۹

اہم نکتہ یا احساس ظہور

اب اس اہم نکتہ پر توجہ کریں کہ کیا ظہور کے زمانے کے دوران عالم ملک و ملکوت میں کوئی وجود حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے وجود سے زیادہ ملکوتی ہو سکتا ہے ؟پس اس زمانہ میں آپ کائنات کے جس گوشہ میں بھی ہوں حضرت مہدی علیہ السلام کے با برکت وجود کو دیکھ سکیں گے اور خود کو آنحضرت کے حضور میں پیش کر سکیں گے۔ احساس ظہور کی مزید وضاحت کے لئے ابو بصیر کی احساس ظہور کی بہترین روایت کی طرف رجوع کریں ۔[1]

یاد رکھیں کہ غیبت کے زمانے میں دو اہم عامل احساس ظہور اور انسانوں کے عالم ملکوت تک پہونچنے اور اسے دیکھنے کی راہ میں رکاوٹ ہے ان دو موانع میں سے ایک شیطان اور دوسرا نفس امارہ ہے۔ لیکن ظہور کے پرنور اور با برکت زمانہ میں شیطان نابود ہو جائے گا اور انسانوں کا نفس امارہ تبدیلی ایجاد ہونے کی وجہ سے معنوی بلندی تک رسائی حاصل کر لے گا ۔اسی وجہ سے زمانۂ ظہور کے نیک و صالح معاشرہ میں عالم ملکوت تک رسائی کی راہ میں کوئی مانع نہیں ہو گا ۔

لیکن موجودہ دور میں شیطان اپنی سازشوں اور نفس امارہ کے ذریعہ انسان کو فریب دیتا ہے اور نفس کی مدد سے وہ عالم ملکوت تک پہونچنے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ وہ انسان کو مادی دنیا ہی میں مگن کردیتا ہے اور انسان بھی اس کے فریب میں آکر دنیا ہی سے دل لگا لیتا ہے۔ اس بنا ء پر غیبت کے زمانے میں معاشرہ نہ صرف عالم ملکو ت کو نہیں دیکھ سکتا بلکہ انسان اس کا انکار بھی کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے معاشرہ کی اہم ترین ذمہ داری ہے کہ وہ دونوں زمانہ میں فرق کو معین کرے شاید اسی فرق کو پہچان لینے سے نجات کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے ۔

----

[1] ۔ حیزہ مہدیہ :۹۳

باغیرت فرزندوں سے خطاب

زمانۂ ظہور اور زمانۂ غیبت کے درمیان فرق کے بہت سے بنیادی نکات موجود ہیں جن کی رو سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ظہور کا زمانۂ غیبت کے تاریک زمانے سے برتر ہے ۔لیکن افسوس کہ ہمارا معاشرہ ان خصوصیات سے آگاہ نہیں ہے اسی وجہ سے ہم مکتب اہل بیت علیہم السلام کے معارف کے عظیم باب کی آشنائی سے محروم ہیں۔ ہر غیرت مند شیعہ پر ایسے امور کو جاننا لازم ہے کہ جو اس کے ٹھہراؤ کا سبب بنیں، اسی طرح اسے رشد و تکامل کے عوامل سے بھی آگاہ ہونا چاہیئے، ہر شیعہ کو یہ جاننا چاہیئے کہ اس کے بال و پر کیوں بندھے ہوئے ہیں وہ انہیں کس طرح سے کھول سکتا ہے ؟ اس کے ٹھہراؤ کا سبب کیا ہے اور اس کے کیا عوامل ہیں؟

ان سوالات کو مطرح کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اگر ہمارا معاشرہ ان سوالات کے جوابات سے آگاہ ہو جائے تو انہیں جاننے اور ان پر عمل پیراں ہونے سے امام زمانہ (عج) کی کریمانہ حکومت کے لئے زمینہ فراہم ہو گا ۔

اے غیور شیعہ جوانو!

اے مکتب اہل بیت کے پاک سیرت پیروکارو !

صدیوں سے امیرالمومنین علیہ السلام کی غصب شدہ خلافت پر اشک بہانے والو اور اس زمانہ کے مسلمانوں کے سکوت پر آہ بھرنے والو!

کیا تم بھی ان لوگوں کی طرح آرام سے بیٹھے رہو گے؟

کیا اب بھی اہل بیت علیہم السلام کا مقام غصب رہے گا ؟

کیا امام زمانہ علیہ السلام سے ہماری جدائی اور زمانۂ غیبت کی بارہ صدیاں کافی نہیں ہیں ؟

کیوں ا بیت علیہ السلام کی مظلومیت صدیوں سے جاری ہے؟

لیکن شیعہ ابھی تک اس اہم امر سے غافل کیوں ہیں ؟آخر ایسا کیوں ہے؟

ہم ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے کہیں گے کہ ٹوٹ جائیں وہ ہاتھ کہ جنہوں نے دنیا کو صدیوں سے اصل دین سے غافل کر دیا ہے کہ جس کی وجہ سے لوگ ولایت کے در سے دور ہو گئے اور اسے بھلا دیا۔نیست و نابود ہو جائیں وہ ہاتھ کہ جو امریکہ اور برطانیہ کی آستینوں سے نکل کر ابلیس کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔البتہ اس میں خود امت کی بھی غلطی و کوتاہی ہے۔

اب ایسے منحوس ہاتھوں کو کاٹنے اور انہیں شکست دینے کی امید کرتے ہوئے اصل مطلب کی طرف واپس آتے ہیں اور حضرت ولی عصر صاحب الزمان (عج) کی آفاقی اور عادلانہ حکومت کی ایک اور خصوصیت بیان کرتے ہیں۔

زمانۂ ظہور اطمینان کا زمانہ

زمانۂ غیبت کی بنسبت ظہور کے با برکت زمانہ کے خصوصیات اور امتیازات بہت زیادہ ہیں ہم نے اس کتاب میں ان میں سے چند نمونہ ذکر کئے ہیں ،ان میں سے ایک ہماری بحث سے بھی متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ ظہور کا زمانہ اطمینان اور آرام کا زمانہ ہو گا ظہور کے زمانہ میں دل سے شک و شبہ اور گمان زائل ہو جائے گا اسی طرح زمانۂ ظہور اور زمانۂ نجات میں دل سے سیاہ افکار ،افسردگی اور پژمردگی بھی ختم ہو جائے گی کیونکہ اس روز شیطان کی نابودی سے انسان کی عقل میں تکامل اور نفس میں تبدیلی ایجاد ہو گا پھر انسان خدا اور امام زمانہ کا ذکر کرے گا جو کہ خود اطمینان کا باعث ہے کیونکہ ذکر خدا اور یاد خدا دلوں کو سکون اور اطمینان عطا کرتی ہے۔

خدا وند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"اَ لاَبِذِکْرِاللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوب "[۱]

آگاہ ہو جاؤ دلوں کا اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

یادِ خدا انسان کے لئے یقین میں اضافہ کا باعث بھی ہے یقین کی وجہ سے انسان میں اطمینان اور آسودگی کی حالت پیدا ہوتی ہے یعنی اس دل کو آرام ملتا ہے جس سے شک و شبہہ کی کوئی جگہ باقی نہیں رہ جاتی ہے یوں انسان اپنے نفس پر مسلط ہو گا اور شیطانی وسوسوں سے بھی محفوظ رہے گا کیونکہ شیطانی وسوسے اس صورت میں اثر انداز ہوتے ہیں جب وہ انسان کو کسی کام سے لئے اکسائے یا اس میں کسی کام کو کرنے کے لئے ابھارے۔ لیکن جو صاحبِ یقین ہو اور اطمینان و سکون کی حالت میں ہو اس پر کسی قسم کا وسوسہ اثر انداز نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ اپنا اطمینان کھو دے اس بناء پر جب تک انسان کا دل مطمئن ہو اور وہ آرام و سکون کی حالت میں باقی رہے تو شیطان اور نفس پر غالب رہے گا پھر وہ حضور کو بھی محسوس کر سکے گا جس طرح حالت حضور انسان کو اطمینان بخشتی ہے اور اس کو گناہ سے دور رکھتی ہے اب اس روایت پر غور کریں۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا گناہوں سے بچنے کے لئے کس چیز سے مدد لے سکتے ہیں۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

" بالجمود تحت السلطان المطلع علی سرّک"[۲]

خود کو اپنے رازوں سے آگاہ سلطان کے حضور میں قرار دے کر۔

----

[۱]۔ سورہ رعد، آیت:۲۸

[۲]۔ مصباح الشریعۃ:۹

اگر انسان کو معلوم ہو کہ خدا اور اس کے جانشین انسان کے راز و باطن سے آگاہ ہیں اور وہ ہر لحظہ ان کے حضور میں ہے اور اس حقیقت سے غفلت نہ برتے تو وہ ہر اس چیز سے آنکھیں بند کر لے گا کہ جو بھی دنیا سے دل لگانے کا باعث بنے۔اسی وجہ سے بعض اولیاء خدا اغیار سے منہ موڑنے اور معنوی مقام و منزلت تک پہنچنے کے لئے حالت حضور کی رعایت کرتے اور خود کو امام زمانہ علیہ السلام کے محضر میں دیکھتے۔ حالتِ حضور جتنی زیادہ ہو جائے وہ خود کو امام عصر علیہ السلام کے محضر میں محسوس کرے گا۔پھر وہ ایسے کام انجام دینے سے باز آ جائے گا، جو امام علیہ السلام کی مرضی کے خلاف ہو۔پھر ان میں دیگر حالت حضور پیدا ہو جائے گی۔کیونکہ نیک اعمال کی طرف مائل ہونے کے لئے حالت حضور بہترین ذریعہ ہے۔

عصر ظہور،عصر حضور

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام سے مذکورہ حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ انسان خود کو اپنے باطن اور اپنے اسرار سے آگاہ شخص کے محضر میں قرار دے کر حرام کاموں سے بچ سکتا ہے۔ وہ بھی غیبت کے زمانے میں کہ جو شیاطین اور نفسانی خواہشات کا زمانہ ہے۔اس دور میں انسان اپنی آنکھوں کا مالک بن کر انہیں کنٹرول کرے ۔ اس بناء پر انسان ظہور سے زمانے میں بھی کامل امتحان حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ شیطانِ رجیم کے شرّ اور نفسِ امارہ سے نجات کازمانہ ہو گا۔ جیسا کہ ہم نے کہا تزکیۂ دل ، پاک اور مطمئن ہونے سے انسان عالمِ ملکوت کا نظارہ کر سکتا ہے، پھر یوں وہ حالت حضور کو محسوس کرے گا۔ابھی تک حالتِ حضور اور زمانۂ ظہور میں انسان کی معنوی قوّت اور اسی طرح حضور کے معنی بھی واضح نہیں ہو سکے۔لہذا ہم اس اہم ترین حیاتی پہلو کی مزید وضاحت کرنا لازم سمجھتے ہیں۔اس بارے میں روایات نقل کرنے سے پہلے ہم کہتے ہیں:

ظہور کے باعظمت اور بابرکت زمانے میں انسان کی توانائی اپنے اوج پر ہو گی۔گویا وہ نئی شخصیت کے مالک بن جائیں گے۔ انسان ظہور کے پیشرفتہ زمانے میں نہ صرف مہم روحانی و معنوی مسائل اور عقلی قوّت میں حیرت انگیز ترقی کرے گا بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی حدّ کمال تک پہنچ جائے گا۔جس سے کائنات کے صفحات پر ایک نئی تاریخ رقم کی جائے گی۔کیونکہ ہمیں تاریخ میں کہیں بھی ظہور کے زمانے جیسا تکامل نظر نہیں آتا۔

ظہور کے زمانے میں انسان حضرت حجت ابن الحسن علیہ السلام کی امامت و رہبری میں اپنے وجود کی تمام قوّتوں کو آشکار کرے گا اور وہ زمانہ نعمتوں سے سرشار ہو گا۔جس طرح اس زمانے میں زمین اپنے تمام خزانوں کو آشکار کرے گی اور زمین کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہر چیز آشکار ہو جائے گی ۔ اسی طرح اس زمانے میں انسان کے وجود میں قدرت و توانائی بھی آشکار ہو گی اور وہ آسانی سے اپنے وجود کی غیر معمولی صلاحیتوں سے استفادہ کر سکے گا۔

اگرچہ انسان مادی و جسمانی لحاظ سے چھوٹا ہے لیکن اس میں اسرارو رموز اور مخفی طاقتوں کی ایک دنیا ہے ۔ جو ظہور کے زمانے میں آشکار ہو گی۔یوں کائنات کاایک نیا چہرا نمودار ہو گا۔

ظہور کے پرنور، باعظمت اور بابرکت زمانے میں کائنات میں مختلف تبدیلیاں رونما ہوں گی ۔ ان میں سے کچھ کو ہم خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے ارشادات سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔

ساتواں باب

تکامل لم و زہنگ

ع ر ہور یا ع ر تکامل علم و زہنگ

خاندان نبوت عیہم السـ م کی نظر میں مستقبل میں علمی ترقی

روایت ے اہم نکات

روایت کی تحلیل

پیغمبروں ے زمانے سے اب یک مشتر ہ پہلو

صول علم ے دیگر ذرائع ۱۔ حس شا ہ ۲۔ حس لامسہ ۳۔ حس ذائ ہ

۴۔ حواس ے ع وہ دیگر ذرائع سے علوم سیکھنا

زمانہ ہور میں حیرت انگیز تولات

خاندانِ ا بیت عیہم السـ م کا علم

علوم ے صول میں امام مہدی علیہ السـ م کی راہنمائی

صولِ علم میں ضورِ امام مہدی علیہ السـ م ے اثرات

زمانہ ہور کی ایجادات

اس بارے میں زیارت آل یس ے بعد دعا سے درس

واحد عالمی حکومت

ہور یا نق ہ آغاز

دینُ یعنی حیات اور حیح ترقی یافتہ تمدّن

حیح اور جدید ٹیکنالوجی ٰ دین ے زیر سایہ ممکن ہے

موجود ایجادات میں نقص

عٔ رِ ٰہور میں قدرت ے صول کی تحلیل

روایت میں تفکر

موجودہ ٰعت پر ایک نظر

زمانۂ ٰہور اور موجودہ ایجادات کا انجام

مٔ زر ایجادات کی ٰابودی

علم دنیا کی رہبری نہیں کر سکتا

دنیا کا مستقبل اور عالمی جنگ

ایٹم ے ع وہ دوسری منفی اور مٔ زر ایجادات

پہلی قسم کی ایجادات

آئن اسٹائن کا ایک اور واقعہ

آئن اسٹائن کا دوسرا اشتباہ

آئن اسٹائن کی ٰطا

ادینگتون کی غلطی

ارسطو، کپرنیک اور ُ ٰ لمیوس کی ٰطائیں

ارشمیدس کا اشتباہ

تیسری قسم کی ایجادات

جنگی آلات سے بے نیازی

دوسری قسم کی ایجادات

علم دنیا مش ت حل نہیں کر سکتا

علم ودانش سوداگروں کا آلہ کار

علم کی محدویت

مغرب کی تبلیغات

پوزیدونیوس کا اشتباہ

کس کی پیروی کریں؟

عصر ظہور یا عصر تکامل علم و فرہنگ

دنیا تیزی سے ترقی و پیشرفت اور علم و دانش کے عظیم اسرار و رموز کے حصول کی آرزو کر رہی ہے اور وہ اس روز کا انتظار کر رہی ہے کہ جن میں عظیم تحوّلات و تغییرات سے دنیا کا چہرہ چمک اٹھے اور کائنات بہشت بریں کا روپ دھارلے۔

یہ خواہش اس وقت پوری ہوگی کہ جب کائنات میں ہر طرف دنیا کے مصلح کی حیات بخش صدا گونجے گی۔اور تمام لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کی آواز سنیں گی۔

اس وقت دنیا میں عظیم تحوّلات کا آغاز ہوجائے گا۔ حضرت ولی عصر علیہ السلام قیام فرمائیں گے وہ غیر معمولی اور حیرت انگیز قوّت سے سرشار پاک انسانوں اور ماورائی اور غیبی طاقتوں کی مدد سے دنیا کی تقدیر بدلنے کے لئے قیام کریں گے۔کچھ ہی مدت میں وہ پوری کائنات کو ظالموں اور ستمگروں کے وجود سے پاک کردیں گے۔پھر انسانی معاشرہ تکامل کی طرف گامزن ہوگا کہ جو ہماری سوچ سے بھی بالاتر ہے۔

ظہور کے زمانے میں عقلی تکامل سے عظیم تمدن وجود میں آئے گا کہ جو ہماری قوّت درک سے بڑھ کر ہے۔ ہم حضرت ولی عصر کی جاودانی حکومت کی عظمت کو کس طرح اپنے ذہن میں تصور کریں؟

کمپیوٹر سسٹم میں ترقی اور کمپیوٹر کے ذریعے اس حقیقت کو ذہن سے نزدیک کرسکتے ہیں۔ کیونکہ کمپیوٹر ہمیں جو سہولیات اور حیرت انگیز چیزیں مہیا کررہا ہے۔آج سے کچھ سال پہلے تک ہم ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

یہ ترقی و پیشرفت ، اس حقیقت کو ثابت کرتی ہے کہ انسان تکامل کی وجہ سے ایسے عظیم رموز سے پردہ اٹھا سکتا ہے کہ جو ہمارے تصور سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔

اس بناء پر ہم ایک دن کے منتظر ہیں ، جب امام عصر علیہ السلام کی راہنمائی سے انسان اپنے ذہن کی تمام قابلیتوں کو اجاگر کرے،ان سے استفادہ کرسکے گااور ظہور کی بہشت بریں میں آخرت کی بہشت کی طرح نیکیوں اور اچھائیوں کو ہی طلب کرے گا اور انہیں ہی انجام دے گا۔

خاندان نبوت علیہم السلام کی نظر میں مستقبل میں علمی ترقی

اب ہم ایک ایسی روایت بیان کرتے ہیں ، جو متعدد طرق سے نقل ہوئی ہے ۔ جو اس زمانے میں پوری کائنات کے لوگوں اور تمام شیعوں میں علم و دانش کی وسعت کی گواہ ہے ۔ اما م صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" العلم سبعة و عشرون حرفاً، فجميع ما جاء ت به الرسل حرفان، فلم يعرف الناس حتى اليوم غير الحرفين، فاذا قام قائمنا اخرج الخمسة والعشرون حرفاً،فبثها فى الناس، و ضمّ اليها الحرفين،حتى يبثها سبعة و عشرين حرفا "[1]

علم کے ستائیس(۲۷) حروف ہیں، جو تمام پیغمبر لائے وہ دو حروف ہیں۔آج تک لوگ ان دو حروف کے علاوہ کچھ نہیں جانتے ،جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو وہ بقیہ پچیس (۲۵) حروف خارج کرکے لوگوں میں پھیلائیں گے اور وہ دیگر دو حرف کا بھی اضافہ کریں گے،تا کہ پورے ستائیس (۲۷) حروف لوگوں کے درمیان پھیل جائیں۔

----

[1] ۔ بحارالانوار: ج۵۲ ص۳۳۶، مختصر البصائر: ۳۲۵، نوادرالاخبار:۲۷۸، الخرائج:۸۴۲

روایت اہم نکات

اس روایت میں دقت طلب اورقابل توجہ نکات موجود ہیں ۔ جو آئندہ کی درخشاں اور علم و دانش سے سرشار دنیا کی حکایت کرتے ہیں۔اب ان میں سے اہم نکات پر غور کریں:

۱۔امام صادق علیہ السلام کا اس حدیث میں یہ فرمانا ۔ "فبثھا فی الناس" یہ ایک انتہائی اہم مطلب کی دلیل ہے اور وہ معاشرے کے تمام افراد میں علم کے عام ہونے اور علم کی وسعت سے عبارت ہے۔اس کی دلیل کلمہ "الناس" میں موجود الف و لام ہے۔

اس بناء پر اس زمانے میں تمام لوگ علم کے بلند مقام تک پہنچ جائیں گے ۔علم و دانش معاشرے کے بعض مخصوص افراد سے مختص نہیں ہوگا۔اس زمانےمیں دنیا کے تمام لوگ علم کی نعمت سے مستفیض ہوں گے ۔

۲۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے قیام سے پہلے معاشرے کے تمام افراد میں علم و دانش عام نہیں ہوگا ۔ بلکہ یہ چند مخصوص افراد سے مختص ہوگا، اور وہ بھی تمام علوم سے آشنا نہیں ہوں گے۔ بلکہ بعض علوم سے آشنائی رکھتے ہوں گے۔

۳۔تکامل کے زمانے میں علم، آج کے زمانے میں علم و دانش کی طرح نہیں ہے ۔کیونکہ اس زمانے میں علم و دانش کا دامن بہت وسیع ہوگا اور اس زمانے میں معاشرے کے افراد علم ودانش کی تمام انواع واقسام سے آگاہ ہوں گے۔

کلمہ "العلم" میں" الف و لام "سے معلوم ہوتا ہے ۔ اس سے علم کی تمام انواع و اقسام مراد ہیں۔یعنی جو بھی علم شمار ہو،ان سب کا مجموعہ(ماضی،حال اور قیام سے پہلے اور ظہور کے بعد تک)ستائیس حروف ہیں ۔

پیغمبروں کے زمانے سے زمانۂ غیبت کے اختتام تک علم و دانش جتنی بھی ترقی کرلے وہ دو حروف سے زیادہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے۔ لیکن عصر ظہور میں ان کے ساتھ علم کے دوسرے پچیس حروف بھی ضمیمہ ہوں گے۔ پھر لوگ تکامل کی منزل پر پہنچ جائیں گے ۔[1]

پیغمبروں کے زمانے سے امام صادق علیہ السلام کے زمانے تک اور پھر امام عصر علیہ السلام کے قیام کے زمانے سے پہلے تک جو کچھ بھی ہوگا، وہ علم کے دو حروف ہیں۔

پیغمبروں کے زمانے سے امام صادق علیہ السلام کے زمانے تک ہونے والی تمام علمی پیشرفت اور امام صادق علیہ السلام کے وجود سے نکلنے والے علوم کے چشمے اور اس کے علاوہ وہ دیگر علوم کہ جو انہوں نے جابر اور اپنے دوسرے خاص اصحاب کو تعلیم فرمائے اور اس کے علاوہ امام زمانہ کے قیام سے پہلے تک ہونے والی تمام علمی ترقی کے باوجود سب دوحروف سے زیادہ نہیں جانتے۔ یہ نکتہ اس وقت حیرت میں ڈال دیتا ہے کہ جب امام صادق علیہ السلام کے وجود سے ظاہر ہونے والے علوم کے سمندر سے دانشور ابھی تک تعجب میں مبتلا ہیں۔لیکن اس کے باوجود وہ صرف دو حرف ہیں۔

پھر اس وقت لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ علم کیا ہے؟اور دانشور کون ہے؟کیونکہ اس زمانے میں علم و دانش کا سرچشمہ وحی ہوگی کہ جو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم(ع) کی عنایات سے لوگوں کو تعلیم دی جائے گی۔

اس زمانے میں لوگوں کے درمیان حقیقی و واقعی علم رائج ہوگا نہ کہ وہ علوم کہ جن کی بنیاد فرض اور تھیوری پر قائم ہوتی ہے۔

----

[1] ۔ اگر ہم ظاہر روایت پر عمل کریں تو علمی ترقی کی حد یہاں تک ہوگی ۔ لیکن اگر روایت کی توجیہ کریں تو عصر غیبت کے اختتام تک علم کا مجموعہ ظہور کے زمانے میں علمی ترقی کے ساتھ قابلِ مقائسہ نہیں ہے ۔

۵۔اس زمانے میں جھوٹے علم کی کوئی خبر نہیں ہوگی اور دانشوروں کی فریب کاریوں سے معاشرے گمراہ نہیں ہوں گے۔اس زمانے میں علم و دانش لوگوں کی راہنمائی کا ذریعہ ہوگا اور پھر کوئی "ارشمیدس" کی طرح ایک ہزار چھ سو ملین لوگوں کو گمراہ نہیں کرسکے گا۔

اس زمانے میں استعمار کی طرف ضعیف ممالک کے لئے بنائی گئی گمراہ کن اور وقت برباد کرنے والی کتابوں کا وجود نہیں ہوگا اور نہ ہی ڈالر کی طاقت سے لئے گئے نمبر اور سفارش کے زور سے حاصل کی گئی اسناد اور جعلی ڈگریوں کی کوئی اہمیت ہو گی۔

اس زمانے کے سب لوگ دانشور ہوں گے ۔ تمام دانشور حقیقی علم اور ترقی یافتہ کلچر کے مالک ہوں گے۔جعلی ڈگریوں سے ذریعہ ان کاشمار دانشوروں میں نہیں ہوگا۔

۶۔ تمام علوم مکمل ہو کر لوگوں میں منتشر ہوجائیں گے ۔یعنی لوگوں کے درمیان علم کا ہر شعبہ اپنی اوج میں رائج ہوگا اور لوگ اس سے مستفید ہورہے ہوں گے۔

جس طرح ظہور کے درخشاں ،پرنور اور بابرکت زمانے میں لوگ اقتصادی ، زراعتی اور امن و امان کے لحاظ سے ترقی یافتہ ہوں گے اسی طرح لوگ علم و دانش سے بھی مکمل طور پر بہرہ مند ہوں گے۔ ان میں کسی طرح کا علمی فقدان نہیں ہوگا۔

روایت کی تحلیل

روایت میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ پیغمبروں کے زمانے سے معصومین علیہم السلام کے زمانے تک اور زمانہ ظہور سے پہلے تک علم و دانش یکساں تھا اور ان تمام زمانوں میں علم دو جزء سے نہ بڑھ سکا اور نہ بڑھ سکے گا۔

کیونکہ امام صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

۱۔ تمام پیغمبر جو علوم لائے وہ فقط دو حروف ہیں۔

۲۔ امام صادق علیہ السلام کے زمانے تک لوگ علوم کے دو حرف کے علاوہ کچھ نہیں جانتے تھے۔

۳۔ جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو پچیس دیگر حروف خارج کریں گے اور انہیں ان دو حرف کے ساتھ لوگوں میں پھیلائیں گے۔

امام صادق علیہ السلام کے زمانے تک اور حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تک علم و دانش، پیغمبروں کے زمانے کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہوگا۔

اب روایت کے ظاہر سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ امام کی مراد و مقصود کچھ اور تھی کہ جسے راوی نے واضح طور پر بیان نہیں کیا ہے۔

کیونکہ یہ واضح ہے کہ رسول اکرم (ص) اور آئمہ اطہار علیھم السلام نے ایسے علوم و معارف تعلیم فرمائے ہیں کہ جو اس سے پہلے پیغمبروں میں سے کسی نے بیان نہیں کئے تھے۔

رسول اکرم (ص) اور ان کے اوصیاء جو علوم معارف لے کر آئے، کیا یہ وہی علوم تھے کہ جنہیں گزشتہ انبیاء بھی لائے اور خاندانِ نبوت علیھم السلام نے ان میں کسی قسم کا تحوّل ایجاد نہ کیا اور ان علوم میں کسی چیز کا اضافہ نہ کیا۔

اگر ایسا ہو تو پھر اسلام دیگر ادیان پر کیا برتری رکھتا ہے؟

کوئی اس بات کا معتقد نہیں ہوسکتا کہ رسول اکرم (ص) کا علم و دانش گزشتہ نبیوں کا ہی علم ہے۔ اس بناء پر یہ کہنا پڑے گا کہ اس روایت میں ایک ایسا نکتہ موجود ہے کہ جسے جاننے کے لئے تفکر وتدبر کی ضرورت ہے۔

کیونکہ ظاہر روایت سے علمی ترقی میں ٹھہراؤ کا استفادہ ہوتا ہے۔ یعنی پیغمبروں کے زمانے سے آئمہ اطہار علیھم السلام کے زمانے تک اور اس زمانے سے امام عصر علیہ السلام کے قیام سے پہلے تک ایک ہی حالت اور فضا قائم تھی اور امام زمانہ (عج) کے قیام سے یہ انجماد ٹوٹے گا۔

اگراب پیغمبروں اور آئمہ ا ار علیھم السلام ے زمانے (امام ع ر ے قیام سے پہلے ے زمانے) میں علم کو ایک ہی طرح کا تصور کریں تو یقیناً یہ بہت بڑا اور واضح اشتباہ ہے۔کیونکہ امام صادق علیہ السلام اور اسی طرح تمام آئمہ ا ار علیھم السلام نے بہت سے ایے علوم بیان فرمائے ہیں جو گزشتہ پیغمبروں کی ز بان سے نقل نہیںہوئے تھے۔

اس بناء پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے یکساں ہونے کا م لب علمی مقدار ے لحاظ یکساں ہونا ہے۔لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں حصول علم ے لئے جن حواس کی ضرورت ہوتی ہے (یعنی دیکھنے اور سننے کی قوت) ان سے استفادہ کرنے میں اب بھی یکسانیت باقی ہے۔

پیغمبروں زمانے سے اب تک مشترکہ پہلو

انبیاء الٰہی ے ذریعہ ابتدائے خلقت سے اخذ کئے گئے علوم و معارف ان کی تعلیم کا طریقہ اور اسی طرح اب تک خاندانِ عصمت علیھم السلام ے علوم و معارف کی تمام ترقی پر غور کرنے سے معلوم ہوگا یہ سب ایک نقطہ میں مشترک ہیں ان میں کسی قسم کی افزائش اور تغییر وجود میں نہیں آئی۔

کیونکہ تمام انبیاء الٰہی نے لوگوں کو جو علوم و معارف تعلیم دیئے اور اسی طرح رسول اکرم (ص) اور ان ے بعد خاندانِ وحی علیھم السلام اور اس ے بعد دانشوروں نے عام لوگوں کی تعلیم دیئے وہ دو حالتوںمیں سے ایک سے خالی نہیں ہے۔

وہ یہ ہے وہ تمام لوگ جو ان ے مکتب سے بہرہ مند ہوتے ہیں،وہ یا سمعی طور پر مستفید ہوتے ہیںیا بصری طور پر یعنی پیغمبروں ے زمانے سے اب تک علم سیکھنے والوں نے یا کتابوں پر لکھنے یا پیغمبروں یا دوسروں سے سن کر علم حاصل کیا۔

البتہ علم حاصل کرنے کی دوسرے راستے بھی ہے جس سے عام لوگ استفادہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔لیکن بعض افراد اس طریقہ سے بھی استفادہ کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

پس پیغمبروں کے زمانے سے اب تک ہونے والی علمی ترقی آنکھوں یا کانوں سے استفادہ کرنے سے حاصل ہوئی۔

اس بناء پر ممکن ہے کہ ان دو جزء سے یہ مراد ہو کہ اب تک حصول علم کے یہی دو طریقے تھے اور حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے تک بھی ایسا ہی ہوگا کہ علم سننے یا دیکھنے کے ذریعے حاصل ہوگا ۔ یعنی حصول علم یا سمعی طریقے سے ہوگا یا بصری طریقے سے ہو گا ۔

تمام لوگ عموماً انہی دو طریقوں سے علم حاصل کرتے ہیں۔لیکن عقلوں کے تکامل سے تحصیل علم کے دیگر ذرائع بھی وجود میں آئینگے۔جو مذکورہ دو طریقوں کے علاوہ ہوں گے۔

ملائکہ کے توسط سے دلوں میں القاء ہونے کے ذریعہ، یہ نہ تو سمعی ہے نہ بصری۔ بعض روایات میں اس کی وضاحت بھی ہوئی ہے۔

اگر اس توجیہ کو قبول کریں تو اس زمانے میں ہونے والی علم و دانش کی عجیب پیشرفت سے آگاہ ہوجائیں گے۔کیونکہ اس روایت سے معنی کی رو سے تحصیل علم کے ذرائع تیرہ گنا زیادہ ہو جائیں گے، نہ کہ مجموعاً علوم تیرہ گنا ہوں گے۔

اب تک علم نے جو ترقی کی ہے۔اگر یہ ظہور کے زمانے میں تیرہ برابر ہوتو انسانوں کے عقلی تکامل کے لحاظ سے یہ بہت کم ترقی ہوگی۔

روایت میں دلائل، یا کم از کم ایسے قرائن موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوگا کہ امام صادق علیہ السلام کی علم کے ستائیس حرف سے علم کی ستائیس قسمیں مراد نہیں ہیں ۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں پیغمبروں کے زمانے سے حضرت قائم علیہ السلام کے قیام تک علم کے دو حرف ہیں۔

اگر آنحضرت کی علم کے دو حرف سے مراد علم کے دو جزء ہوں تو پھر پیغمبروں کے زمانے سے لے کر امام زمانہ علیہ السلام کے قیام سے پہلے تک کسی بھی طرح کی علمی پیشرفت نہیں ہونی چاہیئے اور اس زمانے سے قیام امام عصر علیہ السلام تک لوگوں کو علم کے دو جزء سے بہرہ مند ہونا چاہیئے۔علمی ترقی میں توقف اور اس میں ٹھہراؤ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ یہ واضح ہے کہ پیغمبروں کے زمانے سے اب تک اور پھر ظہور کے زمانے تک علم میں ہزار گنا زیادہ ترقی ہوئی ہے اور دینی اور غیر دینی مسائل میں انسانوں کے علم میں ہزار برابر اضافہ ہوا ہے۔اس بناء پر معلوم ہوا کہ اس سے مراد تحصیل علم کے ذرائع ہیں۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہے کہ پیغمبروں کے زمانے سے ظہور کے زمانے تک انسانوں کے لئے سمعی اور بصری طریقے کے علاوہ کوئی اور ذریعہ موجود نہیں ہے۔البتہ یہ انسانوں کے لئے ہے نہ کہ اولیاء خدا کے لئے۔

کیونکہ انسان پڑھنے، لکھنے یا دروس وتقاریر سننے یا کمپیوٹر ،ٹی وی،ریڈیو اور دیگر وسائل سے استفادہ کرکے علم حاصل کرتا ہے اور یہ سب سمعی یا بصری طریقوں سے خارج نہیں ہیں۔

اگر امام صادق علیہ السلام اس زمانے میں فرماتے کہ تحصیل علم کے ستائیس طریقے ہیں اسے کتنے لوگ قبول کرتے حتیٰ کہ اس موجودہ زمانے میں بھی کتنے لوگ اس مطلب کو پوری طرح قبول کرتے ہیں؟

ایک دوسرا بہترین نکتہ جس پر دقت کرنا ضروری ہے،وہ یہ ہے کہ اکثر کتابیں کہ جس میں اس روایت کو نقل کیا گیا ہے، وہاں حرفاً یا حرفین کی تعبیرذکر کی گئی ہے اور حرف و حروف خود علم سیکھنے کا وسیلہ ہیں۔

ممکن ہے کہ حرف سے تعبیر کرنے سے امام کی مراد علم سیکھنے کا وسیلہ ہو نہ کہ حروف اور حرفین سے ایسا معنی مراد ہو کہ جو ابتداءً ہمارے ذہن میں آتا ہے۔

جس طرح کبھی۔آیات و روایات میں کلمہ وکلمات ــ دو ا؛ ہمارے ذہن میں پہلے سے موجود معنی ــ ع وہ دوسرے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور اس سے مراد وہ الفاظ و حروف ہیں ، ز، ان ــ ذریعہ جن سے تکلم کیا جاتا ہے۔ پس اگر رسول اکرم (ص)اور ا بیت ا ار علیہم السلام اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ــ بارے میں "کلمة اللہ"سے تعبیر ہو تو اس کلمہ سے مراد الفاظ و حروف نہیں ہیں۔

اگر ہم کلمہ و کلمات ــ ذریعے اپنا ارادہ ا ر کرتے ہیں اور کلمہ و کام ہمارے ارادے کا مظہر ہے تو کلمة اللہ بھی وہی چیز ہے ، جن ــ ذریعہ خدا وندتعالیٰ کا ارادہ خارج میں ا ر ہوتا ہے۔اسی و ، سے اہل بیت ا ار علیہم السلام ــ بارے میں "کلمات اللہ" سے تعبیر ہوئی ہے۔[1]

اگر پہ حروف کا بھی اولی معنی کچھ اور ہے ، جو الفاظ کو تشکیل دیتے ہیں ۔ لیکن حقیقت میں یہ دوسروں کو علم و دانش سکھانے کا ذریعہ ہیں۔ حضرت امام ہادی علیہ السلام اس آیت " وَلَوْ أَنَّمَا فِيْ الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَام وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ نَّ اللَّهَ عَزِيْز حَكِيْم "[2] ــ بارے میں فرماتے ہیں:

" نحن الكلمات التي لا تدرك فضائلنا ولا تستقصى "[3]ہم کلمات خداوند ہیں ، ہماری فضیلتیںدرک نہیں ہوسکتیں اور ان کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اس توضیح کی بناء پر علم ــستائیس حرف،یعنی علم و دانش ــ حصول ــستائیس ذرائع ہیں ۔ اگر چہ انسان ظہور سے پہلے دو طریقوں سے علم حاصل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔لیکن ع ر ظہورمیں حصول علم ــستائیس ذرائع مہیا ہوں گے۔

----

[1]۔ شرح دعاء سمات:۱۴۱ از مرحوم آیت اللہ سید علی قاضی

[2]۔ سورہ لقمان، آیت:۲۷

[3]۔ بحارالانوار:ج۵۰ ص ۱۶۶

حصول لم   دیگر ذرائع

1۔ س شامہ

حواس میں سے ایک دحس شا ہ یا سونگھنے کی حس ہے۔جس ے تکامل کی صورت میں انسان اس ے ذریعے ا راد سے بہ-ت،زی-ادہ علم و آگاہی حاصل کرسکتا ہے۔

ُ بعض ا راد سامعہ،اور ہ باصرہ حس ے ع وہ حس شا ہ ے وریعہ بھی بہت سے مطالب درک کرے اپنے علم میں اضافہ کرسکتے ہیں۔

اگر آپ نے غور کیا ہو تو روایات میں وارد ہوا ہے ہ زت امیرا ُومنین علی علیہ الس م نے ُرمایا:

"تعطّروا بالاستغفار ولا تفضحكم روائح الذنوب "[1]

استغفار ے وریعہ خود کو مُ طر رکو ہ تا ہ گناہوں کی بو تمہیں رسوا نہ کرے۔

ُ بعض ا راد ُ بعض لوگوں کی سانسوں کی بوسونگھ کر اس ے انجام دیئے گئے اعمال سے آگاہ ہوسکتے ہیں۔اسی لئے -رت امیرالم-ؤمنین علی علیہ السم نے ُرمایا ہ استغفار رکو ہ تا ہ تم نے جو گندے اعمال انجام دیئے ہیں،ان سے دوسرے آگاہ نہ ہوں۔

----

[1] ۔ بحارالانوار: ج۶ص۲۲

2۔ س لامسہ

ہمیں معلوم ہے ۔ انسان ے بدن ے اطراف کو کچھ دائروں نے احاطہ کیا ہوا ہے ۔ جن ے رنگ اور کیفیت سے س شخص ے اعمال و رفتار سے آگاہ ہوا جاسکتا ہے۔

جو انسان ے گرد ان دائروں اور ان کی انواع و اقسام کی پہچان رکھتا ہو،وہ مدمقابل کی شخصیت سے آگاہ ہوسکتا ہے اور وہ اس سے بارے میں جان سکتا ہے ۔ وہ یسا شخص ہے۔

انسان ے اطراف بدن میں ان دائروں کا مرکز،زیادہ تر ہاتھ ہوتا ہے۔اسی و ہ سے بعض افراددوسرے سے ہاتھ ملا کر اور اس سے لمس کر ے اس ے افکار پتا سکتے ہیں اور اس ے حالات سے بھی باخبر ہوجاتے ہیں۔اس بناء پر حس شا ۔ بھی علم و آگاہی سے بہت مؤثر اسباب ہیں۔بعض افراد دوسرے کا لباس اور اس کی زیر استعمال ن چیز کو پکڑ کر اس کی شخصیت اور اس کی نفسیات و حالات کی خبر د سکتے ہیں۔مختلف کتابوں میں ایے بہت سے واقعات لکھے گئے ہیں۔

3۔ س ذائقہ

حس ذائقہ بھی صول علم ے لئے مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔اولیاء خدا سے نقل ہونے والے واقعات میں تاریخ ہوئی ہے ۔ وہ کھانا کھانے سے، اس ے پکانے والے ے حالات سے آگاہ ہو جاتے اور اس کی خبر دیتے تھے۔

اس بناء پر حواس خمسہ ے قدرت مند ہونے اور(نہ صرف آنکھوں اور کانوں سے) ان سب کی حقیقی و واقعی حیات حاصل ہونے سے انسان ان سب کو علم ے صول کا ذریعہ قرار دے سکتا ہے۔ اسی طرح انسان باطنی حواس ے ذریعے سے بھی علم حاصل کرسکتا ہے۔

۴۔ حواس علاوہ دیگر ذرائع سے لوم سیکھنا

ایک بہترین اور قابل تو۔ نکتہ یہ ہے ۔ سمع و۔ ر ے ذریعہ علم حاصل کرنا،انسان کی حسی قوّت سے استفادہ کرنا ہے اور یہ دونوں انسان ے ۱۰ ری حواس خمسہ میں سے ہیں۔لیکن ظہور ے زمانے میں (جو دلوں کی حیات،عقلوں ے تکامل کا زمانہ ہوگا)انسان حواسِ خمسہ سے بڑھ کر دیگر ذرائع سے بھی علم حاصل کرسکے گا۔

ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں غور کرنے سے معلوم ہوگا ۔ دل کی حیات اور تکامل عقل علم و دانش ے صول کی راہوں کو کھول دیتی ہے۔لہذا اس زمانے میں جب (جب اکثر افراد قلبی حیات اور عقلی تکامل ے مالک ہوں گے) علم ۔ دیکھنے اور سننے میں ہی منحصر نہیں ہوگا۔بلکہ انسان حس سے بڑھ کر دیگر ذرائع سے اپنے علم میں اضافہ کرے گا۔قلبی مشارات جو ۔ حیات قلبی سے حاصل ہوتے ہیں ، ماوراء حس سے علم حاصل کرنے کا بہترین نمونہ ہے۔ ظہور ے درخشاں،منوّراور علم و دانش سے سرشار زمانے میں انسانی حیات قلب کی و۔ سے حس سے بڑھ کر دیگر قدرت تک رسائی حاصل کرے گا ۔ یوں وہ اپنے علم ،دانش اور ذہن گ میں اضافہ کرے گا۔

ظہور ے۔ بابرکت زمانے میں انسان ۔ صرف آنکھاور ا بصارت ے ذریعہ بلکہ قلب و ا بصیرت ے ذریعہ بھی علوم و معارف حاصل کرسکے گا۔زمانہ ظہور میں دیگر حواس ے فعّال ہونے اور حس سے بڑھ کر صولِ علم ے دوسرے دروازے کھلنے سے یہ ثابت ہوجائے گا ۔ صولِ علم ے ذرائع صرف آنکھ اور کان ہی میں منحصر نہیں ہیں۔

اس زمانے میں دیگر ذرائع حتیٰ القاء بھی سب کو میسر ہوں گے۔سب اس سے استفادہ کریں گے ۔ ۔یسا ۔ روایت میں وارد ہوا ہے۔آج اپنے شعبہ میں ماہر ، متخصص دانشور دیگر علوم درک کرنے سے ناتواں ہے۔

کیونکہ حصولِ علم کے صرف دو ذرائع ہیں،سمع و بصر۔ جو تمام لوگوں میں علم کے فروغ اور اسی طرح دانشوروں میںبھی حصولِ علم کے لئے محدودیت ایجاد کرتا ہے لیکن دلوں کے پاک ہونے، تہذیب و اصلاحِ نفس،شیطان کی موت اور عقلوں کے تکامل سے عام لوگوں کے لئے بھی حصولِ علم کی دوسری راہیں بھی فراہم ہوں گی۔ پھر لوگ سمع و بصر کے علاوہ دوسری راہوں سے بھی علم حاصل کرسکیں گے۔

زمانۂ ظہور میں حیرت انگیز تحوّلات

خدا ہی جانتا ہے کہ علمی ترقی اور عقل و خرد کے تکامل سے دنیا میں کتنی عظیم تبدیلیاں رونما ہوں گی ۔ عالمِ خلقت اور کائنات سے کون کون سے اسرار و رموز آشکار ہوں گے۔

غیبت کے تاریک زمانے میں کبھی ایک چھوٹی سی اختراع و ایجادسے عصرِ غیبت کے لوگوں کے افکارمیں عجیب تحولات ایجاد ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر دوربین اور خود بین کی ایجاد انسانوں پر کس قدر اثر انداز ہوئی؟اس سےستاروں اور زمین کی کیفیت کے بارے میں دانشوروں اور مفکرین کے افکار و نظریات میں کتنی تبدیلی آئی؟

اس سے انسان کے علم و آگاہی میں کتنا اضافہ ہوا؟

اسی طرح ظہور کے پُر نور زمانے میں علم و تمدن کے تکامل کی وجہ سے رونما ہونے والی ایجادات سے عالم خلقت اور کائنات کے اسرار کے بارے میں انسان کے علم میں کتنا اضافہ ہوگا۔ہم غیبت کے تاریک زمانے میں اسے تصور کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس زمانے میں کتنی اختراعات وجود میں آئیں گی اور اس کے آثار کس حد تک ہوں گے؟

سائنس دان اب بھی "ماوراء طبیعت ، وقت کی سرحدوں سے عبور اور عالم غیب تک رسائی " جیسے مسئلوں کو حل نہیں کر پائے ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں یہ راز حل ہونے اور اس اسرار کے فاش ہونے سے عالم خلقت میں کیسی عجیب تبدیلیاں رونما ہوں گی؟ کیا ہم زمانہ غیبت کی ناچیز آگاہی سے اس کی عظمت سے آگاہ ہوسکتے ہیں؟

خاندانِ اہلبیت علیہم السلام کا علم

مکتبِ اہلبیت علیہم السلام کے اعتقاد کی بناء پر ہر دور کے انبیاء اس دور کے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ علم ودانش کے مالک ہوتے ہیں۔کوئی دانشور اور عالم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔بحث و مناظرہ میں انبیاء انہیں مغلوب کردیتے ہیں۔

اسی طرح آئمہ اطہار علیہم السلام کا علم بھی ہر دور کے علماء سے زیادہ ہوتا ہے۔ کوئی بھی بڑے عالم کا علم ، ان کے علم سے قابل مقائسہ نہیں ہے۔

دوسرے لوگوں پر انبیاء اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے علم کی برتری کی یہ وجہ ہے کہ ان کا علم اکتسابی نہیں ہے۔انہیں علم تحصیل کے ذریعہ حاصل نہیں ہوا۔بلکہ ان کا علم لدنّی ہے ۔ جو انہیں خداوند متعال کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

اس بناء پر وہ بزرگ ہستیاں علم مخزون اور عالم غیب کے عالِم ہیں، اسی وجہ سے ان کا علم ، دوسروں کے علم سے برتر ہے۔

اگر چہ آئمہ اطہار کے علم اور اس کی حدود کے بارے میں روایات مختلف ہیں ۔ جن کے بارے میں بحث اور تجزیہ و تحلیل بہت طولانی ہے۔ہم یہ کہہ سکتے ہیں: آئمہ علیہم السلام کے مخاطبین ان کی سطح علمی و ظرفیت اور اسے قبول کرنے کی طاقت میں اختلاف کی وجہ سے اس بارے میں روایات بھی مختلف ہیں۔

ہم کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کا علم دنیا کے تمام لوگوں کے علم سے برتر ہے۔ آنحضرت تمام علوم کے مالک ہوں گے۔

آنحضرت کی زیارت میں وارد ہوا ہے:

" انک حائز کلّ علم "[1]

آپ ہر علم کے مالک ہیں۔

زیارت ندبہ میں پڑھتے ہیں:

" قد أتاکم اللّه یا آل یاسین خلافته، وعلم مجاری أمره فیما قضاه،و دبّره ورتّبه و اراده فی ملکوته "[2]

اے آلِ یٰسین!خداوند نے اپنی جانشینی کا مقام آپ کو دیا ہے۔عالم ملکوت میں اپنے حکم اور اس کے جاری ہونے کی جگہ اور تدبیر و تنظیم کا علم آپ کو دے دیا ہے۔اس زیارت شریف میں آنے والے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے علم میں نہ صرف عالم ملک بلکہ عالم ملکوت بھی شامل ہیں۔ظہور کی برکتوں کے بارے میں وارد ہونے والی روایات سے استفادہ کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) عالم ملکوت کی بھی تکمیل فرمائیں گے۔اس بناء پر آنحضرت کے قیام کا صرف ملکی و مادی پہلو نہیں ہے۔بلکہ وہ عالم مادہ کے علاوہ جن و نامرئی عالم کی تکمیل فرمائینگے۔جس میں غیر مرئی عالم کی موجودات بھی آپ کے پرچم تلے آجائیں گے۔علمِ امام کا مسئلہ معارفِ اہل بیت علیہم السلام کے باب میں بہت اہم مسئلہ ہے۔اس کی حدود و کیفیت کے بارے میں بہت سے ابحاث مطرح ہوئے ہیں کہ جن کا تجزیہ و تحلیل اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے ۔ اس بناء پر ہر دور کا امام اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے اعلم ہوتا ہے۔

----

[1]۔ مصباح الزائر:۴۳۷، صحیفہ مہدیہ:۶۳۰

[2]۔ بحارالانوار: ج۹۴ص۳۷، صحیفہ مہدیہ: ۵۷۱

اس زمانے کے تمام دانشوروں کو چاہیئے کہ وہ علوم و معارف کے ہر شعبے میں اپنی مشکلات ائمہ اطہار علیہم السلام سے توسل سے برطرف کریں۔کیونکہ مقامِ امامت اور رہبری الٰہی کا لازمہ یہ ہے کہ وہ ہر علم میں سب لوگوں سے زیادہ اعلم ہوں۔یہ خود امام علیہ السلام کے فضائل میں سے ایک ہے۔اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس مفضول کو فاضل پر مقدم کرنا لازم آتا ہے۔

اس بیان سے واضح ہوجاتا ہے کہ ظہور سے پہلے بشر کتنی بھی علمی ترقی و پیشرفت ہوجائے،پھر بھی امام کا علم اس سے زیادہ ہوگا۔اب ہم جو روایت ذکر کررہے ہیں۔اس میں یہ مطلب صراحت سے بیان ہوا ہے۔حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:"انّ الانبیاء والائمۃ علیھم السلام یوفّقھم اللّہ و یؤتیھم من مخزون علمہ و حکمتہ مالایؤتیہ غیرھم، فیکون علمھم فوق علم اھل زمانھم فی قولہ عزّوجلّ:

"أَفَمَن يَهْدِيْ إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّنْ لاَّ يَهِدِّيْ إِلاَّ أَنْ يُهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ"[1]

یقیناً خداوند انبیاء و آئمہ کوتوفیق عنایت کرتا ہے اور اپنے علم و حکمت کے خزانے سے انہیں علم عطاکرتا ہے کہ جو اس نے ان کے علاوہ کسی کو عنایت نہیں کیا۔اسی وجہ سے ان کا علم ہر دور کے لوگوں کے علم سے زیادہ ہوگا۔

یہ آیت اس حقیقت پردلالت کرتی ہے:

کیا جو شخص لوگوں کو راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ ہدایت کازیادہ حقدار ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر نہیں آتا ہے ،مگر یہ کہ کوئی اس کی راہنمائی کرے؟اس بناء پر کسی بھی شعبے میں علوم کتنی بھی ترقی کرلیں،وہ سب امام کے وسیع علم کے دامن میں شامل ہوں گے۔جس طرح دریا بارش کے قطروں کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے اور خود قطرے کا وجود مٹ جاتا ہے۔اسی طرح تمام علوم و فنون بھی امام کے بحر علم میں فناہوجائیں گے۔

----

[1]۔ سورہ یونس آیت:۳۵، کمال الدین ۶۸۹، اصول کافی:ج۱ص۲۰۲

جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ ظہور کے پُر نور زمانے میں پوری دنیا میں برہان و استدلال عام ہوگا۔پوری کائنات میں سب انسان منطق و استدلال سے صحیح علم و دانش سے سرشار ہوں گے ۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے یاور اپنے بیان و گفتار سے اپنے مخالفین کو راہ راست پر لائیں گے اور حقیقت کی طرف ان کی راہنمائی کریں گے۔

آنحضرت بھی اپنی گفتار سے لوگوں کی مکتب اہلبیت علیہم السلام کی طرف ہدایت فرماکردنیا کو جدید علم ودانش سے سرشار فرمائیں گے۔یوں وہ حق کو ظاہر اور باطل کو نابود کریں گے اور انسانوں کے دلوں کو ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک کریں گے۔یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کی امام نے تصریح فرمائی ہے اور اسے اپنی توقیعات میں بیان فرمایا ہے:

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) نے اپنی ولادت کے پہلے گھنٹے میں فرمایا:

"زعمت الظلمة انّ حجّة اللّه داحضة ولو اُذن لنا فی الکلام لزال الشکّ "[1]

ظالم گمان کرتے ہیں کہ حجت خدا باطل ہوگئی ہے۔اگر ہمیں بولنے کی اجازت دی جائے تو شکوک برطرف ہوجائیں گے۔

یہ واضح ہے کہ شک کے برطرف ہونے سے دل ایمان و یقین سے سرشار ہوجائے گا۔قلب کے یقین سے سرشار ہونے سے اہم حیاتی اکسیر تمام لوگوں کے اختیار میں ہوگی، جو انسان کی شخصیت کو تکامل بخشے گی۔

علوم کے حصول میں امام مہدی علیہ السلام کی راہنمائی

ظہور کے پُر نور ، درخشاں و بابرکت، عقلوں کے تکامل،دلوں کی پاکیزگی تلاش وکوشش،علم و دانش اور تمام خوبیوں سے سرشار زمانے کی آشنائی اور اس زمانے میں رونما ہونے والے عظیم تحوّلات و تغیّرات کی آگاہی کے لئے ان سوالوں پر توجہ کریں۔

----

[1]۔ الغیبۃ شیخ طوسی:۱۴۷

دنیا کے سر بہ فلک چوٹیوں اور بلند و بالا پہاڑوں ،وسیع و عریض صحراؤں ،دریاؤں کی طغیانیوں اور سمندر کی گہرائیوں میں کون کون سی اور کیسی کیسی عجیب مخلوقات زندگی گزاررہی ہیں؟

ان میں کتنے حیرت انگیز اور عجیب حیوانات موجود ہیں؟

کیا عالم خلقت کے رموز کی شناخت ممکن ہے؟

ان تمام موجودات کے اسرار خلقت سے کس طرح آگاہ ہوسکتے ہیں؟

کیا جن کے سامنے خلقت ہوئی ہے ان کے علاوہ کوئی ان سب سے آگاہ ہوسکتا ہے؟

کیا اس زمانے میں حضرت بقیة اللہ الاعظم (عج) کے علاوہ کو ئی ان تمام سوالوں کے جواب دینے کی قدرت رکھتا ہے؟

جی ہاں! ظہور کے بابرکت زمانے میں امام زمانہ علیہ السلام دنیا کو برہان و استدلال کے ذریعہ علم و آگاہی سے سرشار کردیں گے۔پوری کائنات میں دنیا کے لوگوں کو دلیل و برہان کے ساتھ علم وآگاہی اور دانش و فہم سے آرستہ فرمائیں گے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ، حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام سے اس اہم مطلب کے بارے میں فرماتے ہیں:

" یملأ الارض عدلاً وقسطاً و برهاناً "[1]

آنحضرت دنیا کو عدل و انصاف اور برہان سے بھردیں گے۔

اس زمانے میں دنیا کے لوگ ایک رات میں سو سال کا سفر طے کریں گے اور جو نکات پوری زندگی میں نہیں سیکھ سکتے، چند کلمات کے ذریعہ ان نکات سے باخبر ہوجائیں گے۔

علم و آگاہی کے زمانے میں علم و فہم کی ترقی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہم ایک سوال مطرح کرتے ہیں:

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۴۴ص۲۱، ج۵۲ ص۲۸۰

اگر کوئی شخص ں وسیع موضوع ے بارے میں تحقیق اور اس ے تمام اہم نکات سے آگاہ ہو،ا چاہے لیکن اگر وہ اس موضوع ے ما ر، شفیق اسناد ں زحمت سے محروم ہو اور مددگار کتب بھی دستیاب نہ ہوں تو اسے تنی طولانی تحقیق و جستجو کرنا ہو گی اور کس قدر ناکام تجربات سے گزرنا ہو گا۔تب شاید کہیں وہ ں حد تک اپنے مقصد ے نزدیک پہنچ سکے؟

لیکن اگر یہی شخص ں دانا اور ما ر استاد سے استفادہ کرتا تو وہ بہت کم مدت میں اس موضوع ے بارے میں سیر حاصل مطالب سے آگاہ ہوسکتا تھا۔

بالفاظ دیگر انسان دو طرح سے علم و دانش سیکھ سکتا ہے۔

ا۔ اس علم ے ما ر اور متخصص استاد سے علم حاصل کرسکتا ہے۔

۲۔اگر اسے اس علم ے بارے میں استاد یا کتب میسر نہ ہوں تو پھر جستجو اور تجزیہ و تحلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔پھر تلاش و کوشش ے ذریعہ تحقیق کرنی چاہیئے تا کہ اگر ممکن ہو تو انسان اپنے ہدف اور نتیجہ تک پہنچ سکے۔

حصول علم کی راہ میں تجزیہ و تحلیل اور تعلیم (استاد ے ذریعہ علم حاصل کرنا) کا فرق واضح ہے۔ہم یہاں ان سے دو اہم ترین فرق بیان کرتے ہیں:

ا۔آگاہ اور ما ر استاد سے استفادہ کرنے کی صورت میں طولانی اور زیادہ وقت صرف کرنے والی تحقیق ے بغیر سرعت سے علوم کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ وقت تلف کرنے والی بے نتیجہ تحقیق ے بغیر ما ر استاد سے علم و دانش کا قطعی نتیجہ حاصل کرنا۔

طلوعِ لم میں حضورِ امام مہدی یہ السلام اثرات

ہور ے زمانے ے انسانوں کو بے نتیجہ اور وقت ضائع کرنے والی تحقیق کی ضرورت نہیں ہوگی۔کیونکہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ے فرمان ے مطابق ،اس روز دنیا دلیل ے ساتھ علم و دانش اور معارف سے سرشار ہوگی۔

جی ہاں! اگر لوگ معاشرے میں ظہور و حضور امام کی نعمت سے بہرہ مند ہوں تو وہ بہت جلد عظیم علمی منابع تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔وہ علم لدنّی ے ذریعہ علم برہانی حاصل کریں گے اور یوں وہ قطعی نتائج تک پہنچ جائیں گے۔

اب اس مطلب کو کاملاً واضح کرنے ے لئے حیوانات کی مختلف انواع ے بارے میں بیان کرتے ہیں۔پھر ایک روایت نقل کرنے ے بعد بحث سے نتیجہ اخذ کریں گے۔

جیسا کہ ہم نے کہا ، دریاؤں کی گہرائی پہاڑوں کی بلندی اور صحراؤں کی وسعت میں بہت سی عجیب مخلوقات موجود ہیں ۔ یہ مخلوقات اتنی کثیر تعداد میں موجود ہیں ۔ ہمارے لئے ان کی زندگی گزارنے کی راہ و روش ، خصوصیات اور ان کی تولید نسل کی شناخت کرنا ممکن نہیں ہے۔اب تک کی تحقیق ے مطابق ہماری دنیا میں ۸۶۰۰۰ پرندے زندگی گزار رہے ہیں۔[1]

حشرات الارض میں سے اب تک چار لاکھ کی شناخت ہوچکی ہے ۔ جن میں سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ اقسام ایران میں بھی موجود ہیں۔حیوانات کی اتنی کثیر انواع و اقسام ہیں ۔ اگرکوئی حیوان شناسی ے علم میں دنیا میں موجود لاکھوں اقسام ے حیوانات میں افزائشِ نسل ے عمل کو جاننا چاہے ۔ ان میں افزائشِ نسل کا عمل کیسے ہوتا ہے؟

----

[1] ۔ ان پرندوں میں سب سے بڑا پرندہ افریقی شتر مرغ ہے۔ لیکن یہ پرواز نہیں کرسکتا۔کیونکہ متوسط لحاظ سے اس کا وزن ۱۳۵ کلو اور اس کا قد ۲/۴۰ ہے دقیق اطلاعات ے مطابق زمین پر سب سے زیادہ عمر گزارنے والا پرندہ کوّا ہے اور اس ے بعد دریائی کوّا ہے۔ دائرۃ المعارف ۱۰۰۱ جذاب نکات:۲۶۳

ان میں سے کون سے حیوانات انڈے دیتے ہیں اور کون سے بچے۔

تو اس کے لئے لاکھوںبرس کی تحقیق و جستجو کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ دریاؤں، صحراؤں، سمندروں اور پہاڑوں میں زندگی گزارنے والے لاکھوں حیوانات کی کس طرح آشنائی حاصل کرسکتے ہیں؟

لیکن اگر یہی شخص یہ مطالب تحقیق و جستجو اور تجربہ سے نہیں بلکہ کسی ایسے سے سیکھے کہ جو اسرارِ خلقت سے آگاہ اور مخلوقات کی خلقت کاشاہد ہو تو یہ چند لاکھ سالوں کی ناممکن تحقیق سے حاصل ہونے والے مطالب دو منٹ میں جان سکتا ہے؟اس حقیقت کی مزیدوضاحت کے لئے اس روایت کو نقل کرتے ہیں:

مرحوم حاجی معتمد الدولہ فرہاد میرزا اپنے مجموعہ میں امیر کمال الدین حسین فنائی کی مجالس سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے ام جابر سے پوچھا کس چیز کے بارے میں جاننا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کی میں چرندوں اور پرندوں کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کون انڈے دیتے ہیں اور کون بچے؟امام نے فرمایا: اس کے بارے میں تمہیں سوچنے کی ضرورت نہیں۔

لکھو! جن حیوانات کے کان باہر کی طرف ہوں، وہ بچے دیتے ہیں اور جن کے کان اندر کی طرف ہوں اورسر سے چپکے ہوں ،وہ انڈے دیتے ہیں۔"ذلک تقدیر العزیز العلیم "

باز اگرچہ پرندہ ہے اور اس کے کان اندر کی طرف ہیں لہٰذا وہ انڈے دیتا ہے۔ کچھواچرندہ ہے ۔ چونکہ وہ بھی اسی طرح ہے لہٰذا وہ بھی انڈے دیتا ہے۔ چمگادڑ کے کان باہر کی طرف ہیں اور سر سے بھی چپکے ہوئے نہیں ہیں لہٰذا وہ بچہ دیتی ہے۔[۲]

----

[۲]۔ لمزار اکبری:۶۳۶

اس عمومی قانون کی رو سے حیوان کا پرندہ ہونا، اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ چونکہ وہ پرندہ ہے لہٰذا وہ انڈے دے گا۔ اسی طرح حیوان کا چرندہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ بچے دے گا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اگرچہ اس کے پستان ہوں۔ لیکن اس کی افزائش نسل انڈے دینے کے ذریعے ہوتی ہو نہ کہ بچے دینے سے۔

حیوانات میں سے ایک بہت عجیب قسم کا حیوان ہے۔ اس کی مرغابی کی طرح چونچ ہے لہٰذا وہ "اردک" کے نام سے معروف ہے۔ اگرچہ اس حیوان کے پستان ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پرندوں کی مانند انڈے دیتا ہے۔ اب اس بیان پر توجہ کریں۔

ممکن ہے کہ "اردک" حیوانات میں سب سے زیادہ عجیب نہ ہو لیکن عجیب ضرور ہے یہ ایک پستان دار جانور ہے اور تمام پستان والے حیوانات کی طرح اس کی کھال ہے اور اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔ لیکن اس کی مرغابی کی طرح چونچ اور اس کا پردہ دار پنجہ بھی ہے۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ یہ حیوان تمام پرندوں کی مانند انڈے دیتا ہے۔ یہ حیوان آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً 50 سینٹی میٹر ہے۔ اس کی چونچ بہت نوکیلی اور تیز ہے۔ کھاتے وقت یہ اپنی چونچ پانی سے باہر رکھتا ہے اور اسی کے ذریعہ سانس لیتا ہے۔ یہ نہروں میں رہتا ہے۔ اس کی مادہ وہاں انڈے دیتی ہے اور اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔[1] ہم نے گزشتہ ابحاث میں ظہور کے زمانے کی ایک اہم خصوصیات بیان کی۔ جو اس زمانے کے تمام معاشروں میں علم کا عام ہونا ہے اور ہم نے جو مطالب یہاں ذکر کئے ہیں، ان سے عصر ظہور کی دو دیگر خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ زیادہ وقت لینے والی تحقیق و جستجو کے بغیر سرعت سے علوم کا حصول۔

۲۔ بے حاصل اور بے نتیجہ تحقیق اور تجزیہ و تحلیل کے بغیر تعمیم کا قطعی نتیجہ حاصل کرنا۔

یہ واضح سی بات ہے کہ زمانۂ ظہور کی ان دو خصوصیات سے انسان کو کس قدر علمی ترقی اور معاشرہ کو بلندی حاصل ہو گی۔

----

[۱]۔ شگفتی ہای آفرینش:۲۰

زمانۂ ظہور کی ایجادات

ہم نے عرض کیا کہ ظہور کے زمانے کی خصوصیات میں سے ایک سرعت سے علم و دانش کا حصول ہے ۔ اس بابرکت زمانے میں لوگ آسانی سے دقیق علمی مطالب تک رسائی حاصل کرسکیں گے۔

اس زمانے میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی ہدایت و راہنمائی حصولِ علم کی سرعت کا اصلی عامل ہوگا ۔ اس کے علاوہ رشد اور علمی ترقی ایک اور اہم سبب بھی ہوگا اور وہ بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بابرکت وجود مبارک کے طفیل سے ہوگا جو کہ تکامل عقل اور فکری رشد ہے۔

حضرت ولی عصر کی کریمانہ وعادلانہ حکومت میں لوگ عقلی اور فکری رشد کے مالک ہوں گے۔

عقلی تکامل کی بحث میں ہم نے اس نکتہ کی تصریح کی ہے کہ زمانہ ظہور و تکامل میں انسان کو حاصل ہونے والی مہم آزادی میں سے ایک عقلی آزادی ہے کہ اس زمانہ میں عقل اسارت کی زنجیر سے نجات حاصل کرلے گی۔

اس منور زمانے میں سپاہِ نفس،قوہ عقل کی زنجیروں میں قید ہوجائے گی ۔ اس وقت عقل،نفس پر حاکم ہوگی۔ عقلی آزادی سے انسان بزرگ افکار تک رسائی اور بیچگانہ افکار سے رہائی حاصل کرلے گا۔

اسی وجہ سے ہم معتقد ہیں کہ اور تفکر معاشرے کے افراد کے لئے زمانہ ظہور کی اہم خصوصیات اور خصلتوں میں سے گہری نظر اور بزرگ افکار ہیں۔

یہ بھی واضحات میں سے ہے کہ جب معاشرے کے افراد میں بزرگ افکار اور دقیق سوچ و فکر کی حیثیت پیدا ہوجائے تو پھر نہ صرف دینی معارف بلکہ ٹیکنالوجی ، صنعت اور دیگر علوم و فنون میں بھی حیرت انگیزبدلاؤ ایجاد ہوں گے۔

غیبت کے زمانے کے دوران لاکھوں افرادنئے نکات اور نئی ایجادات تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔مگر کچھ محدود افراد ہی اپنے ارادے اور کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں۔

لیکن عقلی تکامل کے زمانے میں انسان کمال کے اعلیٰ ترین درجات پر فائز ہوگا۔ زمانۂ ظہور کے لوگوں کی فکر پختہ ہوگی اور وہ جس چیز کے لئے کوشش کریں، جلد ہی اس تک رسائی حاصل کرلیں گے ۔

اس بارے میں زیارت آل یٰس اور دعا سے درس

زیارت امام مہدی علیہ السلام کی بہت اہم زیارات میں سے ایک زیارت آل یٰس اور اسی طرح اس کے بعد پڑھی جانے والی دعا ہے جس میں معارف اور اعتقادی مسائل کا بہت بڑا خزانہ مخفی ہے۔اس کے علاوہ اس میں تکامل یافتہ انسانوں کی قدرت کے بارے میں بہت اہم نکات موجود ہیں۔

جو بھی اس زیارت اور اس کے بعد والی دعا پڑھے،وہ خداوند متعال سے چاہتا ہے کہ اسے بلند مراحل و مقام پرپہنچا دے ۔ اگرچہ ممکن ہے کہ دعا پڑھنے والا کچھ پڑھ رہا ہو وہ اس کی اہمیت و عظمت کی طرف متوجہ نہ ہو۔

یہاں ہم اپنی بحث سے مربوط اس کا ایک نمونہ بیان کرتے ہیں؛

زیارت آل یٰس کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں ہم خدا سے حضور عرض کرتے ہیں:

" و فکری نور النیّات، وعزمی نور العلم "[1]

میری فکر کو تصمیم و ارادوں کا نور اور میرے عزم و ارادے کو علم کا نور عنایت فرما۔

ممکن ہے کہ اب تک سیکڑوں یا ہزاروں بار یہ دعا پڑھی ہو۔لیکن ابھی تک ہم نے اپنی درخواست اور اس کی عظمت پر غور نہیں کیا ہے ۔

----

[1] ۔ صحیفۂ مہدیہ:۵۶۷

اس دعا سے لیا جانے والا درس یہ ہے :

روشن فکر وہ ہے کہ جو تاریک سوچ و فکر سے نجات پاکرقوتِ ارادہ کامالک ہواور اس کانفس ارادے کی شکست کا شکار نہ ہو اور صاحبانِ عزم و ارادہ وہ ہیں کہ جن میں علم و دانش کانور روشن ہو اور اس کا وجود علم و آگاہی کے نور سے منوّر ہوا ہو۔

زمانہ ظہور انسان کی بزرگ و دیرینہ خواہشات کی تکمیل اور بشر کے اعلیٰ مقصد تک رسائی کا زمانہ ہے۔انسانوں میں روشن افکار اور نورانی ارادوں کی پرورش تکامل کا سبب ہے۔

اس بابرکت زمانے میں افکار میں ارادے کی قدرت و نورانیت ایجاد ہوگی اور لوگوں کے عزم وارادے میں نور اور علم و دانش سے حصول کی توانائی ایجاد ہوگی۔

اس زمانے میں انسانی تفکر کی طاقت کے زیادہ ہونے اور عزم و ارادے میں سستی سے نجات پاکر علم و آگاہی کی طرف گامزن ہوگا۔

اب یہ واضح سی بات ہے کہ فکری حیات اور ارادوں کی آزادی سے معاشرے میں نئی علمی ترقی وجود میں آئے گی۔

واحد عالمی حکومت

یہ انہم ایک ایسا مطلب بیان کرتے ہیں کہ جو ظہور کے زمانے کے منتظرین کے لئے بہت دلچسپ ہے ۔ وہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے عالمی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت پوری کائنات میں حضرت حجت بن الحسن العسکری علیہ السلام کی حکومت کے علاوہ کوئی حکومت نہیں ہوگی ۔ ساری دنیا کی واحد حکومت آنحضرت کی حکومت ہوگی۔

یہ کہنا ضروری ہے کہ حضرت ولی عصر (عج) کی حکومت کے مقابل میںکوئی اور قدرت نہیں ہوگی پوری دنیا پر امام عصرعلیہ السلام کی واحد حکومت حاکم ہوگی۔

اس سے یہ وہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی حکومت دنیا والوں کے لئے یہ نعمتیں فراہم کرے گی ۔ مادّی و معنوی لحاظ سے حیرت انگیز ترقی اور اس سے یہ وہ پوری دنیا میں علم و دانش کی نعمت فراوان ہوگی۔دنیا کے بڑے بڑے شہروں سے دور افتادہ اور پسماندہ علاقوں تک ہر کوئی ان نعمتوں سے مستفیض ہوگا۔پوری دنیا میں علم و دانش عام ہوگا۔زمین کے ہر خطے میں علمی فقدان ختم ہوجائے گا۔

سب کو آرام ، سکون، راحت اورتمام سہولتیں فراہم ہوں گی ۔ سب لوگوں میں ثروت مساوی طور پر تقسیم ہوگی۔

ان سہولتوں کا عام ہونا اور معاشرے کے تمام افراد کا ان نعمتوں اور سہولیات سے استفادہ کرنا ظہور کے زمانے کی خصوصیات میں سے ہے۔اس مہم مسئلہ کے روشن ہونے کے لئے ہم اس کی مزید وضاحت کئے دیتے ہیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے زمانے میں دنیا کے تمام ممالک کے تمام لوگوں کو مال ودولت ، علم و دانش ،قدرت اور دیگر سہولیات میسر نہیں ہیں ۔ بلکہ دنیا کے ہر ملک کے بعض لوگوں کے پاس مال و دولت تھا اور اب بھی ہے۔اکثر لوگ مال کے نہ ہونے یا اس کی کمی کی وجہ سے پریشان حال ہیں۔

پوری دنیا میں طبقاتی نظام موجود ہے ۔ خاص طبقہ سہولیات سے استفادہ کر رہا ہے۔ لیکن معاشرے کے اکثر افراد بنیادی حقوق اور سہولیات سے بھی محروم ہیں ۔ لیکن ظہور کے پُر نور زمانے میں ایسا نہیں ہوگا۔

اس زمانے میں طبقاتی نظام اور قومی تبعیضات ختم ہوجائینگی ۔ علم وحکمت عام ہوگی ۔ طبیعی دولت معاشرے کے تمام افراد کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگی ۔ دنیا کے تمام خطوں میں عدالت اور تقویٰ کا بول بالا ہوگا۔دنیا کے سب لوگ عادل اور تقویٰ دار ہوں گے۔

ہم نے جو کچھ عرض کیا ۔ اب اس کا نتیجہ اخذ کرتے ہیں ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عالمی حکومت میں پوری دنیا کے لوگ علم و دانش و حکمت، اچھائیوں اور نیکیوں کے مالک ہوں گے۔ ہر کوئی ان سے مستفیض ہوگا۔

اس دن غیبت ے زمانے کی طرح نہیں ہوگا ۔ ایک طبقہ زندگی کی ہر سہولت اور ہر جدید ٹیکنالوجی وسائل سے مستفید ہورہاہو لیکن دوسرے افراد زندگی کی بنیادی سہولیات کو بھی ترستے ہوں۔

اس بناء پر ظہور ے زمانے کی علمی ترقی لوگوں کو ہر جدید اور اہم وسیلہ فراہم کرے گی ۔ جو ظہور سے پہلے والے وسائل کی جگہ لے لیں گے۔پوری دنیا میں سابقہ وسائل ناکارہ ہوجائیں گے اور لوگ ظہور ے زمانے کی جدید ایجادات سے استفادہ کریں گے۔

اگر فرض کریں کہ اس بابرکت اور نعمتوں سے بھرپور زمانے میں کچھ ممالک اپنی خصوصیات برقرار رکھ سکیں تو ان سے استفادہ کرنا واضح ہے۔کیونکہ وہ زمانہ دنیا کی تمام اقوام ے لئے خوبیوں کا زمانہ ہوگا۔ اس بناء پر ہم جدید ٹیکنالوجی کو کلی طور پر محکوم نہیں سمجھتے۔لیکن موجودہ ٹیکنالوجی غیبت ے زمانے سے مناسب ہے نہ کہ ظہور ے پیشرفتہ زمانے ے مطابق ہے۔

اب تک جو کچھ کہا وہ ان کا نظریہ ہے کہ جو ظہور ے بارے میں خاندانِ اہل بیت علیہم السلام ے فرامین سے آگاہ ہوکر عقلی تکامل اور روشن زمانے ے اسرار و رموز کو جانتے ہیں۔

ممکن ہے کہ ان ے مقابل میں محدودسوچ ے مالک افراد بھی ہوں کہ جو گمان کرتے ہوں کہ وہ دنیا کی تمام ایجادات سے واقف ہیں ۔ ایسے افراد نہ صرف آج بلکہ گزشتہ زمانے میں بھی موجود تھے۔ڈیڑھ صدی پہلے کچھ افراد کا گمان تھا کہ جن چیزوں کو ایجاد کرنا ممکن تھا، انسان نے وہ سب ایجاد کر لی ہیں ۔ یہاں ہم ایسے ہی کچھ افکار سے آشنائی کرواتے ہیں۔

۱۸۶۵ء میں امریکہ میں نئی ایجادات کرنے والوں کانام اندراج کرنے والے دفتر ے سربراہ نے یہ کہہ کر استعفٰی دے دیا کہ اب یہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ اب ایجاد کرنے ے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

امریکہ کے ماہر فلکیات نے ریاضی کی بنیاد پر یہ ثابت کیا کہ جو چیز ہوا سے وزنی ہو وہ پرواز نہیں کرسکتی۔ لیکن جہاز کی پہلی پرواز کے باوجود بھی وہ اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں تھا بلکہ اپنی غلطی کی غلط توجیہات کرنے لگا کہ جہاز سے کوئی مفید کام نہیں لیا جا سکتا۔

۱۸۸۷ء میں "مارسلن برتولو" نے اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا:

"اب کے بعد دنیا کا کوئی راز باقی نہیں رہا"

جو زمانۂ ظہور کو غیر معمولی ترقی کا زمانہ نہیں سمجھتے ہیں۔ وہ ایسے افراد کی طرح ہی سوچتے ہیں۔

ہم نے یہ جو ذکر کیا ہے وہ ایسے لوگوں کا ایک نمونہ تھا جو یہ سمجھتے ہیں کہ علم و صنعت کے لحاظ سے دنیا اپنے عروج پر ہے یعنی دنیا ترقی کی آخری سیڑھی پر قدم رکھے ہوئے ہے۔

جی ہاں! یہ توہمات گزشتہ صدیوں میں موجود تھے اور اب بھی بعض گروہ انہی میں مبتلا ہیں۔ ان باطل نظریات میں مزید اضافہ ہونا بھی ممکن ہے۔

ظہور یا نقطہ آغاز

اگر ہم کہیں کہ ابتداء ظہور تکامل کا آغاز ہے تو ایسے افراد کے لئے اس کا یقین کرنا مشکل ہو گا۔ کیونکہ وہ یہ قبول نہیں کرسکتے کہ ظہور کا آغاز ترقی کی ابتداء ہے؟

اس سوال کا جواب بیان کرنے کے لئے اس مطلب کی تشریح کرنا ضروری ہے لہذا ہم ایسے غلط نظریات کی پیدائش کے علل و اسباب بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین محترم جان لیں کہ بعض لوگ یہ نہیں جانتے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے ظہور کے ہمراہ ترقی و پیشرفت اور تکامل کی ابتدا ہوجائے گی؟

کیونکہ وہ موجودہ دور کو اس قدر ترقی یافتہ سمجھتے ہیں ۔ وہ اس سے بھی ترقی یافتہ دنیا کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں؟

ہم یہ ان دو مختصر نکات بیان کرنے کے بعد اس بارے میں تفصیلاً گفتگو کریں گے۔

ا۔ ایسے افرادموجودہ دنیاکو قدیم دنیا اور گزشتہ زمانے سے مقائسہ کرتے ہیں ۔ اسی وجہ سے وہ موجودہ دور کو ہی پیشرفتہ ترین دور سمجھتے ہیں۔

۲۔ ایسے افراد آئندہ کی دنیا کے بارے میں کسی قسم کی اطلاع و آگاہی نہیں رکھتے ۔ اسی لئے ان کا کہنا ہے کہ اب ایجاد کرنے کے لئے کوئی اور چیز موجود نہیں ہے۔

دین، آئین حیات اور صحیح ترقی یافتہ تمدّن

دنیا کے بہت سے لوگ دین کے حیات بخش اور زندگی ساز منشور سے آگاہ نہیں ہیں۔وہ نہیں جانتے کہ مکتب اہل بیت علیہم السلام نے معاشرے کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھا ہے اور وہ لوگوں کی تمام ضروریات سے آگاہ ہے لہٰذا وہ دین کو صرف چند احکامات کا مجموعہ سمجھتے ہیں کہ جس کا تمدّن اور صنعت کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔

ایسے بعض افراد خود ساختہ اور استعماری مکتب کے پیروکار ہوتے ہیں اور وہ تحریف شدہ ادیان کے تابع ہوتے ہیں۔لہٰذاوہ جس چیز کو قبول کریں ،اسے ہی دین سمجھتے ہیں۔

اگر مکتب اہل بیت علیہم السلام کے پیروکاروں میں سے کسی گروہ کے ایسے اعتقادات ہوں تو یہ دین کے آئین اور اصولوں کے بارے میںمکمل آگاہی نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

کیونکہ دین کا یہ معنی نہیں ہے کہ انسان ترقی اور صحیح تمدن اور صنعت سے دور ہو۔بلکہ تمدّن اور صنعتی ترقی دین کے زیرِ سایہ وجود میں آتی ہے ۔ پس دین اور دینداری صنعت و تمدّن کی نفی کا نام نہیں ہے۔بلکہ دین کا آئین ہی صنعتی ترقی اور تمدنی ترقی کا ذریعہ ہے۔

تاریخ میں نہ صرف آئندہ بلکہ ماضی میں بھی ایسے دور گزرے ہیں کہ جب بزرگ دینی تمدن نے لوگوں کو اپنے دامن میں جگہ دی۔اس وقت کے لوگ علم و صنعتی ترقی کے مالک تھے کہ ہمارا آج کا متمدّن دور جسے لانے سے عاجز ہے۔

یہ نہ صرف تاریخ کے صفحات میں بلکہ بعض امکانات میں ایسے ترقی یافتہ تمدن کے آثار موجود ہیں کہ اب بھی انسان جن کی عظمت کو درک کرنے سے قاصر ہے۔

ہم آپ کے لئے اس کا ایک نمونہ ذکر کرتے ہیں۔تا کہ یہ بخوبی واضح ہوسکے کہ دین کبھی بھی ترقی اور تمدن کا مخالف نہیں تھا۔بلکہ مذہبی حکومت خود صحیح تمدّن لانے کا عامل ہے۔

آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دینی حکومت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟

کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو معبد بنایا تھا اور اب بھی اس کے ایسے آثار موجود ہیں کہ جنہیں اب تک پہچانا گیا۔کیا آپ اس سے آگاہ ہیں؟

اب اس بارے میں مزید جاننے کے لئے یہ واقعہ ملاحظہ کریں۔

تقریباً دو صدیاں پہلے "بنیامین فرینکلن" نے برق گیر ایجاد کیا۔یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

یہ امر بھی مسلّم ہے کہ تقریباً تین ہزار سال پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کا معبد چوبیس برق گیر سے تیار کیا گیا تھا۔معبد کو ہرگز شارٹ سرکٹ کا خطرہ نہیں تھا۔ "فرانسوا آراگو" نے اٹھارویں صدی میں اس بارے میں یوں وضاحت کی۔

معبد کی چھت کو انتہائی ظرافت سے تعمیر کیا گیا تھا،جسے ضخیم ورق سے ڈھانپا گیا تھا اور پوری چھت کو فولاد سے تیار کیا گیا تھا۔لوگ کہتے ہیںکہ چھت کی تیاری میں ان سب چیزوں کا استعمال صرف اس وجہ سے تھا کہ اس پر پرندے نہ بیٹھیں۔

معبد کے سامنے ایک حوض تھا کہ جو ہمیشہ پانی سے لبریز رہتا۔اب ہمارے پاس ایسے شواہد و قرائن موجود ہیں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ برق گیر ان روایت کرنے والی کی روایت کا نتیجہ ہیں ۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ ہم ابھی تک ایسے مسائل سے بہرہ مند نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح معبد بیت المقدس کو بھی گزشتہ صدیوں کا کامل نمونہ قرار دے سکتے ہیں کہ ہزاروں سال پہلے تھا اور اب بھی اسی طرح باقی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی آرٹیٹیٹ برق گیر کے راز سے آگاہ تھے۔لیکن انہوں نے یہ راز دوسروں کو کیوں نہیں بتایا؟ کسی سے اس بارے میں بات کیوں نہیں کی؟

اب تحقیق و جستجو کرنے والے دانشور کہ جنہوں نے وادی علم میں قدم رکھے ہیں ۔ جو بہت سے مجہولات کو معلومات میں تبدیل کرتے ہیں، اب ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کو سلجھائیں اور اس کا صحیح جواب معلوم کریں۔[1]

جیسا کہ آپ نے غور کیا کہ انھوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ ہم ابھی تک ایسے امکانات اور وسائل میں سے کسی ایک سے مستفیض نہیں ہو سکے۔

یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں علمی اور صنعتی ترقی کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دین اورالٰہی حکومت صنعت اور ٹیکنالوجی کی نفی نہیں کرتے۔بلکہ وہ خود انہیں وجود میں لاتے ہیں۔

----

[1]۔تاریخ انبیاء شناختہ شدہ بشر:۱۱

اس کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں ان سہولتوں سے استفادہ ہوتا تھا ۔ لیکن آج کا متمدن معاشرہ اور ترقی یافتہ انسان ان سے مستفید ہونے سے عاجز ہے۔ قرآن کریم کی آیات اور اہلبیت علیہم السلام کی روایات میں ان کی تصریح ہوئی ہے۔

آج کی دنیا ترقی و پیشرفت اور علم و تمدن کے دعوں کے باوجود فزیکل وسائل کے بغیر ایک قلم کو دنیا کے ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک منتقل کرنے سے عاجز ہے۔لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کا شاگرد ایک بار آنکھ جھپکنے کے ذریعہ بلقیس کے تخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی قدرت رکھتا تھا ۔ اس نے یہ کام عملی طور پر بھی انجام دیا۔

یہ واضح دلیل ہے کہ انسان کو عظیم قوت و طاقت کے حصول کے لئے مابعد مادہ قدرت کی ضرورت ہے۔ جب تک اسے یہ قدرت حاصل نہ ہو تب تک وہ مادہ کی قید ہی میں رہے گا یعنی زمان ومکان کے تابع رہے گا ۔ مابعد مادہ قدرت کا حصول دین کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اس بناء پردین نہ صرف علم و دانش کی ترقی کے لئے مانع نہیں ہے بلکہ دین خود ترقی و پیشرفت اور جدید ٹیکنالوجی اور صحیح صنعت وجود میں لانے کا اصلی سبب ہے۔

دنیا حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی الٰہی حکومت میں اہم ترقی کی شاہد ہوگی۔اس وقت انسان نہ صرف معنوی مسائل کی اوج پر ہوگا بلکہ جدیدترین ٹیکنالوجی و صنعت کا بھی مالک ہوگا۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے پورے وجود اور خلوص سے خداوند متعال سے اس بابرکت دن کی جلد آمد کی دعا کریں اور خود کو اس باعظمت زمانے کے لئے تیار کریں۔ یہ بھی جان لیں کہ انسان کی خلقت کا مقصد قتل غارت،ظلم و ستم، فساد اور ظالم و جابر حکومت تشکیل دینا نہیں تھا ۔ بلکہ الٰہی حکومت کی تشکیل اور اسے استقرار و دوام دینے کے لئے کوشش کرنا ہے۔لیکن اب تک ظالم اس راہ میں مانع ہیں۔

ہم خداوند متعال سے دعا کرتے ہیں کہ پروردگار ظہور کے تمام موانع برطرف کرے جو کہ از جلد حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کی حکومت قائم فرمائے اور ہمیں حضرت ولی عصر علیہ السلام کے خادموں میں شمار فرمائے۔

صحیح اور جدید ٹیکنالوجی فقط دین کے زیر سایہ ممکن ہے

اب ایک اہم حیاتی نکتہ کی تشریح کرتے ہیں۔یہ نکتہ پڑھنے کے بعد قارئین محترم کا دین کے پیشرفتہ آئین کے بارے میں نظریہ تبدیل ہوجائے گا۔

اس نکتہ کو بیان کرنے سے پہلے ایک مختصر مقدمہ بیان کرتے ہیں ۔ وہ یہ ہے کہ انسان فقط ایک مادّی موجود و مخلوق نہیں ہے۔ کیونکہ انسان روح بھی رکھتا ہے۔ لیکن کیا انسان صرف جسم اور روح سے مرکب ہوا ہے؟ یا نفس اور جسم سے مرکب ہوا ہے؟ یا انسان روح ،عقل، نفس اور جسم کے مجموعہ کا نام ہے؟

یہ بہت اہم سوال ہیں کہ انسان کا وجود کن چیزوں سے تشکیل پایا ہے؟ گزشتہ زمانے سے ادیان کے پیروکاروں نے اس بارے میں بحث کی اور انہوں نے اپنی فہم کے مطابق جو چیزیں درک کیں، انہیں ہی بیان کیا۔ ان تمام نظریات کے کچھ طرفدار ہیں اور ہر کوئی اپنا نظریہ ثابت کرنے کے لئے کچھ دلائل پیش کرتے ہیں۔

ہمیں یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ انسان روح اور جسم سے مرکب ہے اور وہ مستقلاً عقل و نفس کا مالک ہے، یا یہ دونوں روح اور جسم کے تابع ہیں یا یہ ان دونوں سے ایجاد ہوئے ہیں؟

کیونکہ ان عقائد و نظریات میں سے ہر ایک میں روح مستقل وجود رکھتی ہے نہ کہ یہ انسان کے جسم کے تابع ہے۔

ہم نے مکتبِ اہلبیت علیہم السلام کی پیروی سے یہ مطلب سیکھا کہ روح مستقل وجود رکھتی ہے۔ لیکن بعض مادّی مکاتب اس سے برخلاف روح کو جسم کے تابع سمجھتے ہیں۔

وجود ایجادات میں نقص

روح کے آثار اور روحانی قوّت کے نتیجہ کی بحث میں اس اہم نکتہ کا اضافہ کرتے ہیں کہ دنیا نے اب تک صنعت اور ٹیکنالوجی کے عنوان سے لوگوں کو جو کچھ عطا کیا ہے ۔ وہ ایسی ایجادات تھیں کہ جنہوں نے انسان کی روح کو جسم کا اسیر بنا کر رکھ دیا تھا اور اسے جسم کا محتاج بنادیا تھا۔ان میں کوئی ایسی روحانی قوّت موجود نہیں ہے کہ جو انسان کے جسم کو روح کے تابع قرار دے۔

یہ موجودہ ٹیکنالوجی کا بہت بڑا نقص ہے ۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غیبت کے زمانے کے دانشور اس بارے میں کوئی صحیح پروگرام حاصل نہیں کر سکے۔

البتہ یاد رکھیں کہ ہمارا یہ کہنا کہ زمانۂ غیبت کی ٹیکنالوجی میں نقص و عیب پایا جاتا ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم اس زمانے کے برق رفتار وسائل کا بگھی اور تانگہ وغیرہ سے مقائسہ نہیں کررہے۔ لیکن خدا نے انسان کے وجود میں بے شمار قوّتیں قرار دی ہیں ۔ انہیں کی تخلیق کی وجہ سے وہ خود کو"احسن الخالقین" قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

" فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ "[1]

اس عظیم مخلوق پر توجہ کریں تو معلوم ہوگا کہ انسان نے اپنے وجود کے ایک پہلو سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن دوسرے پہلوؤں کو فراموش کردیا ہے۔

ہمارا یہ کہنا ہے کہ انسان میں روح بھی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ روح کو جسم کے تابع قرار نہ دیں۔انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ انسان اپنے وجود کے دوسرے پہلوؤں سے استفادہ کرے جسم کو روح کے تابع قرار دے۔ یوں وہ خود کو مادّہ اور زمانہ کی قید سے آزاد کرے۔ لیکن زمانۂ غیبت کی تمام ایجادات مادّی تقیّدات سے مقید ہیں۔

----

[1]۔ سورہ مؤمنون، آیت: ۱۴

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ عصرِ غیبت کی تمام ٹیکنالوجی ناقص ہے۔اس میں جو تکامل ہونا چاہئے تھا، وہ نہیں ہوا اور یہ تکامل سے عاری ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ظہور کا باعظمت ، بابرکت اور پُر نور زمانہ ہر لحاظ سے تکامل کی اوج پر ہوگا۔وہ زمانہ ماوراء مادہ سے بڑھ کر بہت عظیم قدرت سے سرشار ہوگا ۔ جس کی وجہ سے نہ صرف ٹیکنالوجی اور مادّی صنعت میںترقی ہوگی ۔ بلکہ برتر قدرت ، طاقت سے بھی مستفیض ہوگا۔

ہم اپنے اس دعوے کو خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کے حیات بخش فرامین سے ثابت کرتے ہیں ۔ لہذا ہم اس روایت نقل کرتے ہیں کہ جس سے بعض لوگ ظہور کے زمانے کی پیشرفتہ صنعت کے لئے استدلال کرتے ہیں۔اب اصل روایت پر توجہ کریں۔

ابن مسکان کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا:

"ان المؤمن فی زمان القائم وھو بالمشرق لیری أخاہ الّذی فی المغرب وکذا الّذی فی المغرب یری اخاہ الّذی فی المشرق"[۲]

یقیناً قائم علیہ السلام کے زمانے میں مؤمن شخص مشرق میں ہوگا۔ لیکن وہ مغرب میں موجود اپنے بھائی کو دیکھ سکے گا۔اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ مشرق میں موجود اپنے بھائی کو دیکھ سکے گا۔

----

[۲]۔ بحارالانوار: ۵۲ ص۳۹۱

عصرِ ٔ ور میں قدرت حصول کی تحلیل

روایت سے جو بہترین نکتہ استفادہ کیا جا سکتا ہے،وہ یہ ہے کہ زمانۂ ٔ ہور میں بشریت کے لئے حیرت انگیز تبدیلیاں وجود میں آئیں گی کہ جس کی وجہ سے انسان روئے زمین کے دور دراز علاقے میں بیٹھے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو دیکھ سکے گا۔ ہزاروں کلومیٹر کی دوری کے باوجود انہیں آسانی سے دیکھا جا سکے گا اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کی جا سکے گی۔

زمانۂ ٔ ہور میں انسان کو حاصل ہونے والی اس قدرت کی چند صورتوں سے تجزیہ و تحلیل کرنا ممکن ہے ۔

ا۔جس طرح انسان کی قوّت فکر کامل ہوجائے گی اور اس کی قوّت ارادہ بھی قوی ہوگی۔ پھر ارادہ اور فکر کے متمرکز ہونے سے وہ دنیا کے ہر حصے کو مشاہدہ کر سکے گا۔یعنی اس کی ناظری نظر میں وسعت آجائے گی،یا یہ کہ رؤیت سے مراد رؤیت باطنی یا دل کی آنکھوں سے دیکھنا مقصود ہے۔گز شتہ ابحاث میں زمانۂ ٔ ہور میں تحوّل فکر اور تقویت ارادہ کے بارے میں بیان کیے گئے مطالب کی رو سے یہ تحلیل ایک نظری امر ہے۔

۲۔ ٔ ہور کے درخشاں اور نعمتوں سے سرشار زمانے میں صنعت اور ٹیکنالوجی میں بہت ترقی ہو گی کہ انسان جدید وسائل سے استفادہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو کائنات کے مشرق و مغرب میں دیکھ سکے گا۔

البتہ یہ نکتہ بھی مد نظر رکھنا چاہیئے کہ اب ہمارا ذہن کمپیوٹر،انٹر نیٹ اور ٹیلی وژن سے آشنا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ ہم انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی تصویردیکھ سکتے ہیں۔ایسے تصویری وسائل کی وجہ سے ممکن ہے کہ ہم آئندہ کی پیشرفتہ ایجادات کو بھی ایک قسم کا تصویری وسیلہ سمجھیں۔حالانکہ ممکن ہے کہ آئندہ انسان کے اختیار میں آنے والے وسائل نہ صرف تصویری ہوں بلکہ ان کے تجسّم کو بھی دکھائیں۔

۳۔ اس کی دیگر تحلیل بھی کی جاسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آئندہ معنوی اور مادّی لحاظ سے انسان کے لئے جو حیرت انگیز اور بے نظیر پیشرفت میسر آئے گی۔انسان ان دونوں سے استفادہ کرسکے گا کہ جنہیں ہم نے بیان کیا۔

۴۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا،اس کے لئے ایک اور تحلیل کرنا بھی ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ باطنی قوّت میں اضافہ سے انسان اپنے مثالی وجود کو دنیا کے کسی کونے میں بیٹھے ہوئے اپنے عزیز یا دوست کے سامنے حاضر کرسکے گا وہ اپنے مثالی وجود کو تجسّم بخش گا یا تجسّم کے بغیر ہی اپنے بھائیوں کو دیکھ سکے گا۔

اس روایت کی توضیح میں جس نکتہ کا اضافہ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ چاہے ہم گزشتہ تحلیات میں سے سب یا کچھ یا کسی ایک تحلیل کو قبول کریں۔یا روایت کی توضیح میں کوئی اور تحلیل لائیں۔لیکن اس مطلب کوضرورمدنظر رکھیں کہ اس روایت کے ظاہر سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ قدرت یعنی دنیا کے کسی خطے میں بیٹھے انسان کو دیکھنا،ایک عمومی حالت ہے کہ جو عام لوگوں کے لئے وجود میں آئے گی۔یعنی روایت سے عمومی حالت استفادہ ہوتی ہے۔

اس بناء پر جس روایت سے بھی رؤیت کی وضاحت کریں،لیکن یہ جان لیں کہ ظہور کے زمانے میں دور فاصلہ کا قوں سے رؤیت صرف کسی خاص گروہ کی خصوصیات میں سے نہیں ہے۔بلکہ عام لوگوں میں یہ قدرت پیدا ہوگی۔

۵۔ رؤیت اور ایک دوسرے کو دوسری طرح دیکھنا بھی ممکن ہے اور وہ طرف مقابل کا انسان کے پاس حاضر ہونا ہے۔مذکورہ بعض صورتوں کے برعکس ۔ روایات میں اسی طرح کی اور روایات بھی وارد ہوئی ہیں کہ جو بھی حضرت خضر علیہ السلام کو سلام کرے ،وہ ان کے نزدیک حاضر ہوتے ہیں۔ اب اس روایت پرتوجہ کریں۔

ایک روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام ، حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: "انہ لیحضر حیث ماذکر، فمن ذکرہ فیکم فلیسلّم علیہ "[1]انہیں جب یاد کیا جائے وہ حاضر ہوجاتے ہیں۔پس تم میں سے جو بھی انہیں یاد کرے،ان پر سلام بھیجے۔ہم نے جوصورتیں ذکر کی ہیں،ان میں سے بعض کا لازمہ انسان کا دو یا دو سے بیشتر جگہوں پر ہونا ہے۔

----

[1]۔ جنّۃ المأویٰ: ۹۸

٦۔ ہور ے درخشاں اور ۔ با عظمت زمانے کی تبدیلیوں میں سے ایک تبدیلی انسان کی آنکھوں اور ا بصارت میں رونما ہو گا۔ اس کی قوّت ِ بصارت میں اس قدر اضافہ ہو گا ۔ اس میں دور دراز ے ع قوں کو دیکھنے کی قدرت راہم ہوجائے گی۔(۲)

----

[۲] ۔ اس میں ں تسم کا شک نہیں ہے ۔ ہور ے زمانے میں انسان ے جسم میں جو تبدّولات وجود میں آئیں گے۔ وہ انسان کی آنکھوں اور قوۃ باصرہ پر بھی اثر انداز ہوں گے، گزشتہ زمانے میں بھی کچھ ایے ا راد تھے ۔ جن ے قوت بصارت بہت قوی تھی۔ان میں سے ایک ابو علی سینا ہیں ۔ ا ن سے نقل ہوا ہے ۔ انہوں نے کہا ۔ میں دن ے وقت ستارہ عطارد کو دیکھا ۔ مقار ن وقت میں وہ سورج پر ایے تھا ے چہرے پر تل ہو ۔اگر چہ عطارد دوسرے آسمان اور سورج چوتھے آسمان پر ہے۔ لیکن چونکہ مقارن تھے۔یعنی ایک برج اور ایک دقیقہ میں جمع ہوئے تھے۔لہذا ایے لگتا تھا ے سورج ے چہرے پر تل ہو(لمزار کبیر ۳۸۳)
قصص العلماء میں ان کی قوت باصرہ ے بارے میں لکھا ہے ۔ ان کی بصارت اس حد تک تھی ۔ وہ چار رسخ ے فاصلے سے مکھی کو دیکھ لیتے تھے۔ایک روز وہ سلطان کی مجلس میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا ۔ اس نے دور بین لگائی ہوئی ہے۔

شیخ نے پوچھا ۔ یہ دوربین کس لئے لگائی ہے؟سلطان نے کہا:چار رسخ سے ایک سوار آرہا ہے میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں ۔ وہ کون ہے؟

شیخ نے کہا چار رسخ ے لئے دوربین کی کیا ضرورت ہے پھر شیخ نے اس جانب دیکھ کر کہا ۔ ں شکل اور لباس میں ملبوس ایک سوار آرہا ہے۔اس کا گھوڑا ں رنگ کا ہے۔وشیرینی کھارہا ہے۔سلطان نے کہا ۔ شیرینی مطعومات میں سے ہے ۔ مرئیات میں سے ہے ۔ پس آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں ۔ وہ شیرینی کھا رہا ہے؟

ابو علی سینا نے اس ے جواب میں کہا! کیونکہ اس ے منہ ے ارد گرد کچھ مکھیاں اڑ رہی ہیں ۔ یہ اس چیز کی ع مت ہے ۔ وہ شیرینی کھارہا ہے۔جب وہ سوار آیا تو اس سے اس بارے میں پوچھا گیاتو اس نے وہی کہا۔جو کچھ شیخ نے کہا تھا ۔ اسی طرح اس کی شکل صورت، لباس اور گھوڑے کا رنگ بھی ویسا ہی تھا، جیسے شیخ نے بتایا تھا۔ایک قول ے مطابق شیخ نے کہا ۔ وہ روٹی کھارہا ہے۔کیونکہ روٹی ے ذرات اس کی داڑھی اور مونچھوں میں گرے ہوئے ہیں ۔ تفحص کرنے سے بعد معلوم ہوا ۔ جیسا شیخ نے کہا تھا ،وہ درست تھا۔

(لمزار کبیر :۳۸۲) ہمارے زمانے میں بھی کچھ ایے ا راد ہیں ۔ کاقوہ باصرہ بہت قوی ہے۔

انسان کی بصارت میں ایجاد ہونے والا تحوّل ایسا ہوگا کہ اس میں حیرت انگیز اضافہ وجود میں آئے گا۔ زمانۂ ظہور میں انسان کی قوت باصرہ میں حیران کن اضافہ کے بارے میں اس روایت پر توجہ کریں ۔امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انّ قائمنا اذا قام مدّ اللّٰہ لشیعتنا فی أسماعھم و أبصارھم حتی (لا) یکون بینھم و بین القائم برید، یکلّمھم فیسمعون و ینظرون الیہ وھو فی مکانہ "[1]

بے شک جب ہمارا قائم علیہ السلام قیام کرے گا تو خداوند متعال ہمارے شیعوں کے کانوں اور آنکھوں میں کشش پیدا فرمائے گا۔(ان کی قدرت میں اضافہ فرمائے گا) یہاں تک کہ ان کے اور حضرت قائم علیہ السلام کے درمیان کسی واسطہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔وہ ان کے ساتھ بات کرے گا اور وہ سنیں گے اور وہ ان کی طرف دیکھیں گے۔حالانکہ وہ اپنی جگہ پر ہوں گے۔

یہ روایت واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ زمانۂ ظہور میں خدا وند متعال انسان کے دیکھنے اور سننے کی قدرت میں اضافہ فرمائے گا۔سب حضرت بقیۃاللہ الاعظم (عج) کو دیکھ سکیں گے۔ چاہے وہ کسی بھی جگہ پر ہوں،اسی طرح وہ آنحضرت کی آواز بھی سن سکیں گے۔

روایت میں تفکر

قابل ذکر بات یہ ہے کہ بعض مصنفین اس روایات کا مصداق ٹیلیویژن کو قرار دیتے ہیں ۔ حالانکہ روایت میں موجود تعبیر کو دیکھ کر کسی بھی صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ روایت میں امام صادق کی مراد و مقصود ٹیلیویژن ہے۔

----

[1] ۔ بحارالانوار: ج ۵۲ص ۳۳۶

کیونکہ:

۱۔امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:مؤمن اپنے بھائی کو دیکھے گا۔اگر آنحضرت کی مراد ٹیلیویژن ہوتی تو پھر دنیا کے سب لوگ ٹیلیویژن پر دکھائی دینے چاہئیں تھا۔ان کے بھائی انہیں کرۂ زمین کے دوسری طرف سے بھی دیکھ سکیں۔کیونکہ"المؤمن" میں الف و لام جنس کے لئے آیا ہے۔جو مطلق ہے۔جس میں تمام مؤمنین شامل ہیں۔حالانکہ ٹیلیویژن سے ایسا استفادہ نہیں کیا جاسکتا کہ ہر کوئی اس میں اپنے بھائی کو دیکھ سکے۔بلکہ صرف انہی کو ہی ٹیلیویژن پردیکھا جاسکتا ہے کہ جو ریکارڈنگ یا فلم میں موجود ہوں۔

اب تک دنیا کی کروڑوں اربوں افراد کی آبادی میں سے کتنے افراد نے اپنے بھائیوں کو ٹیلی ویژن پر دیکھا ہے۔

روایت میں کچھ دیگر قابل توجہ نکات بھی موجود ہیں کہ جو اس مطلب کی تائید کرتے ہیں۔یعنی جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے برادرِ مؤمن کو کرۂ زمین کے دوسری طرف دیکھنا یقینی ہے۔

کیونکہ :

۱۔ یہ روایت جملہ اسمیہ سے شروع ہوئی ہے۔

۲۔ اس کی ابتداء میں کلمہ" اِنَّ "ہے۔

۳۔ "لیری اخاہ" میں لام لایا گیا ہے ۔یہ سب اصل مطلب کی تاکیدپر دلالت کرتے ہیں ۔

ان نکات پر توجہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ ظہور کے بابرکت زمانے میں ہر مؤمن شخص اپنے بھائی کو بہت دور دراز کے علاقوں سے دیکھ سکے گا۔یہ ایسا مطلب ہے کہ جسے امام صادق علیہ السلام نے روایت میں کئی تاکیدات کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۲۔ دوسرا ہر روایت یہ ہے کہ مشارہ میں بھائی کوئی خصوصیت نہیں رکھتا بلکہ امام نے اسے مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ورنہ اس زمانے میں مؤمن نہ صرف اپنے بھائی بلکہ ماں، باپ،بہن،بیٹی،بیوی اور تمام دیگر رشتہ داروں کو بھی دیکھ سکے گا۔

لیکن اگراس سے مراد ٹیلیویژن ہو تو پھر کوئی ایسا پروگرام ہونا چاہیئے کہ مؤمن انہیں دیکھ سکے۔

۳۔ مذکورہ روایت یہ ہے کہ اس روایت میں دیکھنے سے مراد طرفینی ہے۔یعنی جس طرح مشرق میں بیٹھا ہوا شخص ،مغرب میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائی کو دیکھ سکے گا۔اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ مشرق میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائی کو بھی دیکھ سکے گا۔یعنی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔لیکن ٹیلیویژن میں ایسا نہیں ہے۔کیونکہ ٹیلیوژن دیکھنے والا پروگرام میں حاضر افراد کو تو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن وہ اسے نہیں دیکھ سکتے۔

دلچسپ بات تو یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے قوّہ سامعہ اور قوہ باصرہ کو حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام کے زمانے سے مقید کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو......

اس سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ آنحضرت کے قیام سے پہلے قوہ باصرہ اور سامعہ اس قدر قوی نہیں ہوں گے۔

اس بناء پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت کی مراد ٹیلیویژن نہیں تھی ۔جیسا کہ چند مصنفین نے اس روایت میں امام صادق علیہ السلام کے فرمان کا مصداق ٹیلیویژن کو قرار دیا ہے کہ جو پہلے ایجاد ہوا ہے ۔کیونکہ روایت کا ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت زمانہ ظہور کی خصوصیات کو بیان کررہے ہیں۔

۴۔ اگر اس کلام سے امام کی مراد ٹیلیوژن ہوتی تو یہ امام کے زمانۂ ظہور کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔کیونکہ ٹیلیوژن آنحضرت کے قیام سے پہلے ایجاد ہوا ہے۔جس نے غیبت کے زمانے میں بہت سے لوگوں کو مزید تاریکی میں دھکیل دیا ہے۔

۵۔ اگر ٹیلیوژن دیکھنے سے انسان مختلف افراد کو دنیا کے دور دراز علاقوں سے دیکھ سکتا ہے۔لیکن صنعتی وسائل کے ذریعے دیکھنے سے قوّہ باصرہ اور سامعہ میں اضافہ کا کوئی معنی نہیں بنتا۔

۶۔ اس روایت میں ذکر شدہ خصوصیت شیعوں سے مختص ہے ۔کیونکہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں"ان اللّٰہ لشیعتنا"حالانکہ ٹیلیوژن سے استفادہ کرنا فقط شیعوں سے مخصوص نہیں ہے۔

۷۔ ٹیلیویژن دیکھنے سے نہ صرف قوّت باصرہ قوی نہیں ہوتی ہے بلکہ دانشوروں کے مطابق ٹیلیویژن دیکھنا آنکھوں کے لئے مضر ہے۔پس معلوم ہوا کہ ٹیلیوژن دیکھنا قوت باصرہ میں اضافہ کا باعث نہیں ہے۔

۸۔ اگر روایت سے مراد نامری وسائل ہوں تو ہمارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ وسیلہ ٹیلیویژن ہی ہے۔شاید ٹیلیوژن کے علاوہ کوئی اور جدید ترین وسیلہ و ذریعہ ہو۔پس اگر یہ احتمال بھی دیا جائے تو آنحضرت کی مقصود ٹیلیوژن کے علاوہ کوئی چیز ہے تو آپ کس دلیل کی بناء پر امام کے کلام کو ٹیلیوژن پر حمل کرسکتے ہیں؟

۹۔ بہت سی روایات میں یہ بہترین نکتہ موجود ہے کہ جو اس مطلب کی تصریح کرتا ہے کہ دیکھنے اور سننے کی حس میں جو تبدیلیاں رونما ہونگی ،وہ زمانہ ظہور اور آنحضرت کے قیام کے بعد واقع ہوں گی۔

اس بناء پر پر ٹیلیوژن ،کمپیوٹر،انٹرنیٹ اور ایسے ہی دوسرے وسائل و آلات کہ جو آنحضرت کے ظہور سے پہلے ہوں،اس سے ان سب کی نفی ہوتی ہے اور اس روایت میں یہ سب شامل نہیں ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے انسان کے جسم میں رونما ہونے والے تحوّلات کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور قیام کے بعد سے مقیّد کیا ہے اور فرمایا ہے (ان قائمنا اذا قام۔۔) جس میں اس بارے میں تصریح ہوئی ہے کہ انسان میں واقع ہونے والی عظیم تبدیلیاں امام کے قیام کے بعد واقع ہونگی۔

۱۰۔ دوسرا بہترین نکتہ یہ ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں(مدّ اللّٰہ لشیعتنا فی أسماعھم وأبصارھم ۔۔۔)خداوند کریم ہمارے شیعوں کی آنکھوں اور کانوں میںکشش ایجاد کرے گا۔جس سے ان کے دیکھنے اور سننے کی قدرت میں اضافہ ہوگا۔اگرآنحضرت کی اس تبدیلی سے مراد ٹیلیوژن و کمپیوٹر جیسا نامری وسیلہ ہو تو یہ واضح سی بات ہے کہ ان سے افراد کی بصارت اور سماعت میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہیں ہوا اور ان کی قدرت میں بھی کسی قسم کا اضافہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

۱۱۔ ایک اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں(مد اللّٰہ۔۔۔)یعنی وہ اس تبدیلی کو خدا سے نسبت دیتے ہیں اور اسے خدا کا کام سمجھتے ہیں۔یعنی امام مہدی علیہ السلام کے قیام کے بعد خدا لوگوں میں تبدیلی ایجاد فرمائے گا۔جو ایک غیر طبیعی وغیر فطری تبدیلی کی دلیل ہے۔عبارت سے واضح ہے کہ ٹیلیویژن یا دیگر وسائل کی ایجاد کو خدا وند کریم سے نسبت نہیں دیتے۔

۱۲۔ حضرت ولی عصر (عج) اپنی حکومت اور نظام حکومت میں غیر معمولی معنوی قوّت و قدرت سے استفادہ کریں گے ۔اسی طرح وہ دنیا اور دنیا والوں کے تکامل کے لئے لوگوں میں تبدیلی ایجاد کریں گے۔

اس بیان کی رو سے بعض لوگوں کی یہ خام خیالی بھی واضح ہوجاتی ہے۔لہذا انہیں اپنے افکار کی اصلاح کرنی چاہیئے۔یہ چھوٹی سوچ رکھنے والے گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس سوچ کے ذریعہ دنیا کا نظام چلا سکتے ہیں۔

۱۳۔ زمانہ ظہور کی خصوصیات میں سے ایک زمان و مکان کی محدودیت کا ختم ہوجانا ہے۔لیکن افسوس کہ اب تک ایسے ابحاث کے بارے میں تحقیق و جستجو نہیں کی گئی کہ جو ہمارے معاشرے کے لئے انتہائی مفید اور برکت کا باعث ہیں۔ظہور کے زمانے کی برکتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے برکتوں کا زمانہ کہہ سکتے ہیں۔

ممکن ہے کہ ظہور کے زمانے میں زمان و مکان کے مسئلہ میں تبدیلی کے بارے میں بحث ہمارے لئے نئی ہو،لیکن روایات اور خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین میں جستجو کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے بارے میں ابحاث موجود ہیں۔لیکن معاشرے کاایسے مہم مطالب سے آشنانہ ہونا اس چیزکی دلیل نہیں ہے کہ یہ ابحاث اہلبیت علیہم السلام کی روایات میں بیان نہیں ہوئی ہیں۔

ہم نے جو یہاں روایت نقل کی،وہ اس کا چھوٹا سا نمونہ تھا کہ جس میں امام صادق علیہ السلام نے ظہور کے زمانے میں مکان کی محدودیت کے ختم ہونے سے پردہ اٹھایا اور اسے ایک قطعی و حتمی مطلب کے طور پر بیان کیا۔

اس بناء پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روایت کے متن سے واضح ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے اس فرمان "مد اللّٰہ لشیعتنا" سے مراد انسان کے وجود میں تبدیلی ہے نہ کہ ان کے وجود سے باہر کوئی تبدیلی کہ جو ظاہری اسباب و وسائل کے ذریعے ہو۔

طولِ تاریخ میں اب تک انسان کا زمان و مکان کی قید سے مقید ہونا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کے لئے توضیح اور بحث کی ضرورت ہو۔ بلکہ یہ سب کے لئے واضح ہے کہ انسان زمان و مکان کی قید میں اسیر تھا اور اسیر ہے۔اب تک انسان نے اس قید سے نکلنے کی بہت سی کوششیں کی ہیں ۔ لیکن یہ محدودیت ظہور کے زمانے ہی میں ختم ہوگی۔

امام صادق علیہ السلام نے یہ جو جملہ ارشاد فرمایا:(لیریٰ اخاہ الذی فی المغرب...) یہ محدودیت مکانی کے برطرف ہونے کی دلیل ہے ۔کیونکہ اس روایت میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے ظہور کے زمانے کو یوں توصیف کیا گیا ہے کہ اس زمانے میں یقیناً مؤمن دنیا کے مشرق سے مغرب میں بیٹھے ہوئے بھائی کو دیکھ سکے گا۔

یہ نکتہ اس چیز کی دلیل ہے کہ ان دونوں افراد کے درمیان ہزاروں کلومیٹر کا طولانی فاصلہ اور دونوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا اس چیز کی دلیل نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ ان کے درمیان اتنے زیادہ فاصلے کے باوجود وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔

یہ خود مکان کے مسئلہ کے برطرف ہونے کی دلیل ہے ۔ کیونکہ اتنی مسافت و دوری کے باوجود بھی وہ گویا ایک ہی جگہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوں گے۔کیا یہ تمام پیشرفت اس تبدیلی کی وجہ سے ہے کہ جوایک وسیلہ و آلہ کی ایجاد سے انسان کی بصارت میں اضافہ کرے گی؟

علم و دانش کسب کرنے کے لئے عقلی تکامل (سمع و بصر کی قدرت کے علاوہ) اور مادّہ سے بڑھ کر دیگر قدرت کو کسب کرنے کا بہت مہم ذریعہ ہے۔

مذکورہ تمام احتمالات کے با وجود ممکن ہے کہ زمانہ ظہور میں مشرق و مغرب سے ایک دوسرے کو دیکھنا کسی اور طرح سے ممکن ہوگا کہ جہاں تک ہماری فکر نہیں پہنچ سکتی۔

وجودہ صنعت پر ایک نظر

ہم نے ظہور کے بابرکت اور درخشاں زمانے میں علم و دانش کی حیرت انگیز پیشرفت اور امام زمانہ علیہ السلام کی عالمی حکومت میں عقلی تکامل کے بارے میں جو مطالب ذکر کئے،ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دور حاضر میں صنعتی ٹیکنالوجی کے بہت سے وسائل اس وقت بے کار اور ناکارہ ہوجائیں گے ۔ اگرچہ آج انسان ان سے استفادہ کرتا ہے۔اس کی دلیل اس وقت عملی و علمی ترقی اور عقلی تکامل ہے ۔ جیسا کہ آج کل انسان نے جدید اور تیز ترین گاڑیوں کے آنے سے بگھی،تانگہ وغیرہ کو چھوڑ دیا ہے ۔ اس زمانے میں بھی انسان علم و دانش میں ترقی کی وجہ سے موجودہ دور کے جدید وسائل کو چھوڑ کر علمی و عقلی تکامل کے زمانے کے وسائل سے استفادہ کرے گا۔

کیا یہ صحیح ہے کہ بشریت علم اور زندگی کے ہر شعبے میں بے مثال ترقی کرنے کے باوجود گزشتہ زمانے کے وسائل سے استفادہ کرے؟

کیاجدید وسائل کے ہوتے ہوئے پرانے زمانے کے وسائل سے استفادہ کرنا پسماندگی اور گزشتہ زمانے کی طرف لوٹنا شمار نہیں ہوگا؟

بغیر کسی شک و تردید کے قطعی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح انسان سوئی اور دھاگے کو چھوڑ کر جدید سلائی مشینوں سے استفادہ کرتا ہے۔جس طرح تانگہ اور بگھی کو چھوڑ کر جدیدترین اور آرام دہ گاڑیوں پر سفر کرتا ہے۔اسی طرح انسان آج کسی علمی و صنعتی ترقی سے دورِ حاضر کے جدیدوسائل سے استفادہ کررہا ہے

لیکن جب یہ علمی و صنعتی ترقی تکامل کی حد تک پہنچ جائے تو پھر انسان موجودہ دور کے وسائل کو چھوڑ کر اس دور کے جدید ترین وسائل سے استعمال کرے گا ۔ آج کے دور کے وسائل کی ان کے سامنے کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔

اس مطلب کی وضاحت کے لئے ایک مثال ذکر کرتے ہیں:

اگر کوئی سورج سے توانائی حاصل کرکے گاڑی چلا سکے تو کیا پیٹرول یا ڈیزل استعمال کرکے فضاکو آلودہ کرنا صحیح ہے؟

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا تھا ۔ اس زمانے میں نہ صرف انسان علم و صنعت میں موجودہ مادی وسائل کی بہترین اور کاملترین انواع سے میں استفادہ کرے گا۔بلکہ معنوی امور میں پیشرفت اور ملکوت تک رسائی سے بہت سی ناشناختہ قوتیں حاصل کرے گا ۔ جن سے استفادہ کرکے انسان بہت ہی پیشرفتہ اور جدید وسائل تک رسائی حاصل کرکے ان سے استفادہ کرسکتا ہے۔

اس بناء پر ہم یہ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے جدید وسائل (سب کے سب یا ان میں سے اکثر)علم و دانش کے اس درخشاں زمانے میں ترک کردیئے جائیں گے۔

یہ واضح ہے کہ اس کام سے گزشتہ زمانے کی طرف لوٹنا لازم نہیں آتا ہے ۔ بلکہ عقل و علم کے تکامل سے انسان زمانۂ ظہور اور امام زمانہعلیہ السلام کی الٰہی حکومت میں علم و صنعت کے تکامل سے جدیدترین وسائل کو استعمال کرے گا۔اگر انسان اس زمانے میں بھی موجودہ دور کے آلات و وسائل سے استفادہ کرے تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے آج ہم برق رفتار اور جدید ماڈل کی آرام دہ گاڑیوں کے باوجود تانگہ اور بگھی سے استفادہ کریں۔

ظہور کے پر نور زمانے کی تبدیلیوں اور اس زمانے کے علمی و عقلی تکامل سے آگاہ افراد کے لئے یہ ایک واضح حقیقت ہے۔

کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جس طرح گزشتہ زمانے کی بہ نسبت علمی ترقی نے آخری ایک صدی کے دوران صنعت و ٹیکنالوجی میں بہت سی تبدیلیاں وجود میں لائی ہیں ۔اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کی الٰہی حکومت کے دوران غیر معمولی علمی ترقی سے بہت سی حیران کن تبدیلیاںوجود میں آئیں گی کہ موجودہ ترقی جن کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتی۔

سورج نور ، روشنی اور انرجی کا بہترین منبع ہے۔انسان علمی ترقی کے بڑے بڑے دعووں کے باوجود بھی ابھی تک سورج کی انرجی سے مکمل طور پر استفادہ نہیں کرسکا۔جس طرح انسان ، پانی کو مختلف طریقوں ذخیرہ کرکے اسے ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔اسی طرح سورج سے انرجی ذخیرہ کرکے اسے بہت سے کاموں کے لئے استعمال میں لاسکتے ہیں۔

اب تک انسان اپنے علم کے ذریعہ یہ آگاہی حاصل کرسکا ہے کہ سورج حیات کے لئے مہم منبع اور توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

لیکن یہ کہ اس سے کس طرح استفادہ کرسکتے ہیں؟کس طرح اس تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں؟کس طریقے سے تیل پیٹرول اور ڈیزل کی بجائے سورج کی انرجی اور توانائی سے استفادہ کرسکتے ہیں؟

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر اب بھی ابہام کا پردہ پڑا ہوا ہے۔اب تک اس سے بہت کم موارد میں فائدہ لیا گیا ہے۔سورج اور اس کی توانائی کے علاوہ چاند بھی توانائی کا منبع ہے کہ جس کی توانائی زمین پر بہت سی اشیاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔

لیکن انسان اپنی علمی ترقی کے تمام تر دعوؤں کے باوجود چاند کی توانائی کو ذخیرہ نہیں کرسکا کہ جسے وہ اپنے اختیار میں قرار دے کر اس سے استفادہ کرسکے۔

چاند کی روشنی کا زمین کے پانی اور دریاؤں کے مدّ و جزر انسان کے جسم اور نفسیات پر اثرات اور اسی طرح اس کا دوسری اشیاء پر اثرانداز ہونا ایسے مطالب ہیں کہ جن تک انسان کی تحقیق پہنچ سکی ہے۔لیکن چاند کی روشنی کو ذخیرہ کرکے اس سے ضروری موارد میں استفادہ کرنے کے بارے میں کوئی پیشرفت دیکھنے میں نہیں آئی۔[1]

----

[1] ۔ چاند کے نور اور روشنی کے بارے میں جاننے کے لئے قدیم کتب میں سے مرحوم آیت اللہ شیخ علی اکبر نہاوندی کی کتاب گلزار اکبری اور جدید کتب میں سے لیال واٹسن کی فارسی میں ترجمہ شدہ کتاب فوق طبیعت کی طرف رجوع فرمائیں ۔

چاند اور سورج تو درکنار ستاروں کی روشنی اور کہکشاؤں میں بھی بہت زیادہ توانائی ہے۔اب تک دنیا کی علمی ترقی کے دعویدار اس راز سے بھی پردہ نہیں اٹھا سکے۔وہ انہیں ذخیرہ کرکے انہیں بروئے کار لانے سے عاجز ہیں ۔خداوند کریم نے اہل زمین کے لئے سورج اور بعض ستاروں کے طلوع کرنے میں ایسی حیران کن تاثیر قرار دی ہے کہ بہت سے افراد کو اس کا یقین نہیں ہوتا ۔کیونکہ یہ ان کی سطح فکری اور یقین کی منزل سے بلند ہے۔

ہم نے اپنا راستہ بہت طولانی کر دیا۔زمین سے چانداور سورج پر چلے گئے اور وہاں سے کہکشاؤں کے سفر پر نکل گئے ۔ اب ہم اپنے وطن یعنی زمین پر واپس آتے ہیں ۔ کیونکہ ابھی تک اس کے بہت سے اسرار باقی ہیں کہ جنہیں درک کرنے سے ہمارا علم عاجز ہے۔ابھی تک تو خلقتِ زمین کے اسرار سے پردہ اٹھنا بھی باقی ہے۔

جس دن تمام دنیا پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مطلق حکومت ہو گی اور جب زمین و آسمان اور چاند سورج کی خلقت سے شاد ہو کر ان پر حکومت کریں گے تو وہ کائنات کو اپنے علم سے منوّر فرمائیں گے اور معاشرے سے جہالت کی تاریکی دور کریں گے پھر انسان پر خلقتِ کائنات کے اسرار کھل جائیں گے۔

جی ہاں ایسا ہی انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اس دن ہر چیز کا علم ہو گا جہالت کے بادل چھٹ جائیں گے اور کوئی پنہان راز باقی نہیں رہے گا۔[1]

اب ہم اس دن کی یاد سے اپنے دل کو شاد کرتے ہیں کہ جب اسرارِ کائنات سے پردہ اٹھ جائے گا اور کوئی راز مخفی نہیں رہے گا۔اس بابرکت، باعظمت، منوّر اور درخشاں دن کی آمد کے لئے درد بھرے دل اور سرد آہوں کے ساتھ دعا کرتے ہیں ۔ شاید ہمارے شکستہ دلوں کی آہوں میں کوئی اثر ہو۔

----

[1]۔ یہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی اس روایت کی طرف اشارہ ہے: مامن علم الاو انا افتحہ والقائم یختمہ۔

زمانۂ ظہور اور موجودہ ایجادات کا انجام

ہم دو اہم اور بنیادی اسباب ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت صاحب الامر والزمان (عج) کا دنیا کو ہدایت کرنا۔

۲۔زمانۂ ظہور کے لوگوں کا فکری و عقلی رشد اور تکامل ۔

ان دواسباب کی وجہ سے انسان تیزی سے علم حاصل کر سکے گا ۔ جس سے عظیم تمدّن نصیب ہو گا۔اب ہم ایک اور سوال مطرح کرتے ہیں کہ ظہور کے زمانے کی عجیب علمی ترقی اور تمدن کے بعد موجودہ دور کی ایجادات کا کیا ہوگا؟کیا وہ نابود ہوجائیں گی؟ کیا اس زمانے کے لوگ ان سے استفادہ کریں گے؟اور کیا........

ممکن ہے کہ یہ اور ایسے کئی سوال بعض افراد کے ذہنوں میں پیدا ہوں۔لہذا اس کا تسلّی بخش جواب دینا ضروری ہے۔ہم اس سوال کا مفصل جواب دینے کے لئے موجودہ دور کی ایجادات کو کچھ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔تا کہ قارئین محترم کے لئے بہترین جواب فراہم کیا جا سکے۔

مضر ایجادات کی نابودی

موجودہ ایجادات میں سے ایسے وسائل بھی ہیں کہ جو انسان کی تباہی وبربادی کا باعث ہیں ۔ جنہیں جنگوں اور قتل و غارت میں بروئے کار لایا جاتا ہے ۔ مثلاً ایٹم بم......

یہ واضح ہے کہ ان ایجادات نے معاشرے کو تباہی وبربادی اور خونریزی کے سوا کچھ نہیں دیا۔ظلم و ستم اور نسادات سے ع۔ وہ ان کا کوئی اور ثمر نہیں ہے اور ان ایجادا ت امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ و کریمانہ اور آفاقی حکومت سے سازگار نہیں ہیں۔ایسے وسائل کی نابودی ہی میں معاشرے کی بھلائی ہے ۔ انسانوں اور دوسری مخلوقات کی نجات کے لئے ایسے مخرب وسائل کی نابودی ضروری ہے ۔ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت میں ہی نہیں بلکہ تاریخ میں بعض اوقات انسانیت سے محبت کرنے والے بادشاہوں نے بھی ایسے وسائل بنانے کی سختی سے ممانعت و مخالفت کی ۔ جبکہ ان کی حکومت کو ان کی اشد ضرورت تھی ۔ جنھوں نے بربادی کے ایسے ذرائع بنانے کی مخالفت کی ان میں سے ایک "لوئی پانزدہم" ہے ۔ یہ ایسے بادشاہوں میں سے تھا کہ جس کا علم و حکمت سے تربیی رابطہ تھا۔وہ محققین کو ہر ممکن سہولت مہیا کرتا اور دانشوروں کے لئے غیر معمولی احترام کا قائل تھا۔اس کی حکومت میں ایک ماہر کیمیا دان تھا کہ جس کانام" دوبرہ" تھا اس نے ایک ایسا آتش گیر مادہ ایجاد کیا تھا کہ جس کا کوئی توڑ نہ تھا اور نہ ہی اس سے بچنا ممکن تھا۔حتی کہ اس سے لگائی جانے والی آگ کو پانی سے بھی بجھانا ممکن نہیں تھا۔

"دوبرہ "نے بادشاہ کے سامنے اپنی ایجاد پیش کی اور اس کا تجربہ کیا گیا ۔ بادشاہ بہت حیران ہوا جب اس نے دیکھا کہ یہ مادہ کئی شہروں کو قبرستان بناسکتا ہے ، بڑی بڑی افواج کو ابدی نیند سلا سکتا ہے تو اس نے حکم دیا کہ اس ایجاد کو فوراً نابود کردیا جائے اور اسے بنانے کا فارمولا ہمیشہ پوشیدہ رکھا جائے۔ جبکہ اس زمانے میں وہ برطانیہ کے ساتھ جنگ کر رہا تھا جو دشمن کی بحری فوج کو ختم کرنے کے لئے ایسے ہی اسلحہ کی ضرورت تھی لیکن اس نے انسانیت کو نجات دلانے کے اسی میں مصلحت جانی کہ اس اسلحہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے۔[1]

----

[1] ۔ تاریخ ناشناختہ بشر:۱۰۵

علم دنیا کی رہبری نہیں کر سکتا

اگرچہ سترہویں اور اٹھارویں صدی میں حاصل ہونے والی علمی ترقی کی بدولت بہت سے دانشور یہ گمان کر رہے تھے کہ ایک ایسا دن بھی آئے گا کہ جب علم دنیا کی رہبری و قیادت کرے گا اور علم سے استفادہ کرکے وضع کئے گئے قوانین کے سائے میں یہ دنیا کو غم والم سے نجات دے گا۔لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ثابت ہو گیا کہ انہوں نے جو کچھ سوچا تھا حقیقت اس کے برعکس ہے۔

کیونکہ علمی ترقی نہ صرف دنیا کو بے عدالتی اور مصائب سے نجات نہیں دے سکتی بلکہ اس نے معاشرے کی مشکلات و تکالیف اور مصائب میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اب تک کی علمی ترقی سے لاکھوں افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ لاکھوں افراد بے سروسامانی کے عالم میں پڑے ہیں۔یہ سب صرف اس وجہ سے ہے کہ علم نے ترقی کی ہے۔ اس سے انسان کی انسانیت میں تقویت نہیں آئی۔جبکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ترقی ہونی چاہئے نہ کہ صرف ایک شعبہ میں۔علم اس صورت میں معاشرے کو تکامل کی طرف لے جا سکتا ہے کہ جب وہ عقل و انسانیت کے ہمراہ ترقی کرے۔لیکن اگر علم ان کے بغیر ترقی کرے تو تو وہ بشریت کی تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے۔

چو دزدی با چراغ آید گزیده تر برد کالا

نظام خلقت صحیح تکامل کی بناء پر قرار دیا گیا ہے۔یعنی جس روز تمام مخلوقات نباتات، حیوانات اور انسان خلق ہوئے، اسی دن سے ان کے تکامل کے سفر کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی اسی حالت پر باقی رہیں کہ جو خلقت کے پہلے دن تھی تو پھر دنیا کا کیا حال ہو گا؟

اس بناء پر اس معنی میں تکامل زندگی کی حتمی شرائط میں سے ہے ۔ اس میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ جسمانی تکامل، روحانی و فکری تکامل کے ساتھ ہونا چاہیئے

یعنی جس طرح بچہ جسمانی اعتبار سے رشد پاتا ہے اسی طرح انہیں فکری و روحانی اعتبار سے بھی رشد پانا چاہیئے ۔ اگر بچہ جسمانی طور پر تو رشد پائے لیکن جسمانی و روحانی طور پر رشد نہ پائے بلکہ اس کے بچپن کے افکار میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو تو معاشرہ کس حال تک پہنچ جائے گا؟

پس انسان کا جسمی تکامل ان کے فکری تکامل اور عقلی رشد کے ساتھ ہونا چاہیئے اور یہ ہمراہی زندگی کے تمام شعبوں میں برقرار رہنی چاہیئے ورنہ اگر انسان ایک اعتبار سے تکامل کی منزل تک پہنچ چکا ہو اور دوسری جہت سے تنزلی کی طرف جا رہا ہو یا اسی طرح ہی متوقف رہے تو اس معاشرے سے تعادل منتفی ہو جائے گا ۔ جو معاشرے کی تباہی کا سبب بنے گا۔

اس بناء پر جس طرح معاشرہ علم و صنعت کی راہ میں کوشش کررہا ہے اور علم و صنعت کے تکامل اور مادی امور کی پیشرفت میں آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے ۔ وہاں اسے معنوی و روحانی مسائل میں بھی تکامل کی طرف گامزن رہنا چاہیئے ورنہ روحانی و معنوی مسائل میں توجہ کیئے بغیر علمی و صنعتی ترقی خطرناک اور تاریک مستقبل کے علاوہ کچھ نہیں دیتی۔

اگر انسانی معاشرہ اور دنیا کی ترقی کے خواہاں جو اس دنیا کو ترقی و تکامل کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں انہیں فکری و معنوی اور روحانی تکامل کی بھی کوشش کرنی چاہیئے نہ کہ فقط کچھ مادی آلات و وسائل بنانے ہی میں مگن رہیں ۔ سب سے پہلے انسان کے وجود میں شخصیت، افکار اور نظریات کے اعتبار سے بدلاؤ اور تکامل ایجاد ہونا چاہیئے تا کہ صنعت و تمدن میں واقعی پیشرفت وجود میں آئے ورنہ صرف ایک شعبہ میں ترقی دنیا کو نابودی کے سواء کچھ نہیں دے سکتی۔

دنیا کا مستقبل اور عالمی جنگ

ما ن اور حال میں دنیا کی معروف ترین شخصیات دنیا کی ۔ابودی اور تباہی وہ بادی سے خوزہ تھیں اور اب بھی ہیں۔کیونکہ۔ وہ جانتے ہیں ۔ انہوں ہی نے دنیا کو اس موڑ پر لاکھڑا کیا ہے۔ایے ہی ا زرد میں سے ایک" آئن اسٹائن" بھی ہے۔

" رسل " کہتا ہے ۔ ایٹم بم اور اس سے بھی بڑھ کر ہائیڈروجن بم سے انسانی معاشرے کی تباہی ے خوف و ہراس میں اور زیادہ اضافہ ہوا ہے اکثر علمی ترقی انسان کوموت ے منہ میں دھکیلنے کا سبب بنی ہے حتی ۔ اس میں بعض جید شخصیات اور صاحب نظر زرات ۔ جن میں سے ایک آئن اسٹائن ہے۔[1]

" وکنت دونوئی " کہتا ہے : آج دنیا آتمی وتوانائی ے نتیجہ میں مکمل طور پر تباہی ے دہانے پر کھڑی ہے۔دنیا اب متوجہ ہوئی ہے ۔ ان کی نجات کا واحد راستہ انسان کا اخلاق حسنہ ہے۔انسانی تاریخ میں پہلی بار انسان اپنے ہوش وحواس سے کئے گئے کام پر بھی شرمندہ ہے۔[2]جی ہاں!اب بہت سے یورپی سیاست دان انسان اور دنیا ے مستقبل ے بارے میں فکر مند ہیں ۔ انہیں نہیں معلوم ۔ ان اسلحوں سے استفادہ کرنے سے کیا دنیا پوری طرح تباہ ہوجائے گی یانہیں؟دنیا ے مستقبل ے لئے خطرے اور عالمی جنگ کا باعث بننے والے اسباب میں سے ایک بعض ممالک کا دوسرے ممالک کو جدید جنگی آلات فروخت کرنا ہے۔سیاست دان زیادہ دولت کمانے اور دوسرے ممالک میں نفوذکرنے ے لئے ایے کام انجام دیتے ہیں ۔ دوسرے ممالک کو جنگی سامان کی فروخت بڑے ممالک کی آمدنی کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔اسی لئے ہر روز بازار میں جدید ترین اسلحہ دکھائی دیتا ہے۔ ہر دن ایک سے بڑھ کر ایک ہتھیار بنایا جاتا ہے۔ اب آپ یہ رپورٹ ملاحظہ کریں۔

----

[1]۔ آیت الکرسی پیام آسمانی توحید:۲۱۳

[2]۔ آیت الکرسی پیام آسمانی توحید:۲۱۳

دوسری عالمی جنگ ے دوران میں اجاپان ے دو شہروں ہیروشیمااور ناگاساقی پر گرائے گئے ایٹم بموں نے بہت زیادہ تباہی

پھیلائی۔جبکہ نائیٹروجن بم،ایٹم بم کی بہ نسبت سوئی کی نوک ے برابر بھی تباہی نہیں پھیلاتا۔اس ے پھٹنے کی قوّت بھی بہت کم

ہوتی ہے۔کیونکہ اس کی اسّی فیصد طاقت نائٹروجن کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔یہ شعاعیں جس جنگی میدان یا علاقہ پر پڑتی ہیں وہاں

کی تمام موجودات حتیٰ کہ خوردبین سے دکھائی دینے والے موجودات و مخلوقات کو نابود کردیتی ہیں۔

"ساموئل کوہن" اپنی ایجاد کی خوبیاں اور خامیاں یوں بیان کرتا ہے۔

نائٹروجن بم میں دو بڑی خامیاں ہیں۔ایک یہ کہ وہ شہروں اور عمارتوں کو نقصان نہیں پہنچاتا، ممکن ہے کہ دشمن ان پر قبضہ کر لیں

یا یہ کہ انہیں تباہ کرنے ے لئے ایٹم بم کا استعمال کریں۔اس بم کی دوسری خامی یہ ہے کہ یہ بم اپنے تھوڑے سے عمل سے

تمام موجودات حتیٰ کہ خوردبین سے دکھائی دینےوالے موجودات و مخلوقات کو نابود کردیتا ہے اور بہت بڑے شہر کو ایک سیکنڈ سے

کروڑویں حصہ سے پہلے خاموش قبرستان میں تبدیل کردیتا ہے۔اس سے تمام مخلوقات فنا ہو جاتی ہیں ۔ لیکن میرے خیال میں نائٹروجن

بم، ایٹم بم کی بہ نسبت قدرے بااخلاق ہے۔کیونکہ ایٹم بم ایٹم سے بنایا جاتا ہے اور یہ بم ہزاروں لاکھوں اموات کے علاوہ بہت

سے لوگوں کو اندھا،بہرا اور معذور کردیتا ہے۔ جبکہ نائٹروجن بم اپنی اتنی طاقت کے باوجود ان کو معذور باقی نہیں چھوڑتا۔[1] نائٹروجن

بم بہت سی چیزوں کی حکایت کرتا ہے منجملہ یہ کہ آدمی کی ارزشوں میں شمار ہو گی۔اگر کوئی ایسا بم بنایا جائے کہ جس سے دنیا میں

کوئی انسان بھی باقی نہ رہے تو یہ بہت زیادہ بااخلاق بم ہوگا۔جی ہاں!جو انسان خداسے دور ہوچکا ہو اور جس نے اخلاقی اقدار کو چھوڑ

دیا ہو اس کاانجام ایسا ہی ہو گا۔[2]

----

[۱]۔روزنامہ کیہان:۵ شہریور:۱۳۶۰ صفحہ ۵

[۲]۔ سیمای انسان کامل از دیدگاہ مکاتب:۴۶۵

"برتراند راسل" علم کے بارے میں یہ سخت تلخ اور مایوس بیان دیتے ہوئے کہا:

شاید ہم ایک زمانے میں زندگی گزار رہے ہیں کہ جو بنی نوع انسان کے فنا ہونے کا زمانہ ہے۔اگر ایسا ہوا تو اس کا گناہ علم پر ہوگا۔[۱]

۱۹۶۰ ء کی دھائی میں نوجوانوں اور بالخصوص پڑھے لکھے اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں میں علم دشمنی رواج پائی کیونکہ انسان سے یہ تمام مصائب و مسائل علم وفنون کی ترقی سے وجود میں آئیں ہیں ۔[۱]

مغربی تمدن نے جس طرح علم کو غیر انسانی اور غیرانہ منافع سے آلودہ کیااسی طرح انہوں نے ڈیموکریسی کو بھی اپنے اہداف سے حصول کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جب اس تمدن کی تقدیر اس کی پیدائش اور اس کے مصرف کے بارے میں سوچیں اور انسان کی بے بسی، درماندگی ،بے اعتدالی اور خود بیگانگی کے موجبات کو پہچانیں اور ان کا راہ حل تلاش کرنے کی کوشش کریں ۔ البتہ علم کو چھوڑ کر، توہمات کی بناء پر نہیں بلکہ عقل مندی سے ان کے لئے چارہ جائی کریں اور ایک دوسری دنیا اور نیا انسان بنائیں۔[۳]

۱۹۴۵ء کے بعد سے دنیا تباہی، بربادی اور موت کے منہ میں کھڑی ہے۔کئی بار اس تو اس کے ایٹمی جنگ تک بات جا پہنچی ہے ایٹمی اسلحوں کی وجہ سے ہمیشہ سب جاندار وں کے سروں پر موت کا سایہ منڈلاتا رہتا ہے۔فوج اور اسلحہ کی دوڑ میں ہر کوئی دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں لگا ہے۔

----

[۱]۔ علم،قدرت،خشونت:۸۷

[۲]۔ روان شناسی ضمیر،ناخود آگاہ:۴۳

[۳]۔ روان شناسی ضمیر،ناخود آگاہ:۸۹

اس مقابلہ سے زمین اور اس کی تہذیب و ثقافت کی بربادی کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے۔جو فوج اور سیاست دانوں کی قدرت سے کچھ سال پہلے ایک طرف مقابل کو ایٹم بم سے ڈراتے اور دھمکاتے تھے ان میں سے دانشوروں نے آتشی اسلحہ سے خوف آواز اٹھائی۔حالانکہ اسے بنانے اور ایجاد کرنے میں البرٹ آئن اسٹائن اور لئو اسزیرد کا اہم کردار تھا۔

۱۹۶۲ ء میں آتشی ماہرین طبعیات نے آتشی تجربات کے بارے میں خبردار کیااور باقاعدہ اعلان کیا کہ آتشی تجربات کی وجہ سے ایک سال میں دولاکھ معذور اور ناقص الخلقت بچے پیدا ہوئے ہیں۔ آتشی دھماکوں کی وجہ سے وجود میں آنے والا" سٹرونیوم ۱۳۷ " مستقیم حمل پر اثر انداز ہوتا ہے،جس سے بچے معذور پیدا ہوتے ہیں۔جن کی چھ انگلیاں ہوتی ہیں یا وہ بدشکل اور لنگڑے پیداہوتے ہیں۔

ژان روستان ،ڈاکٹر دلونی اورزیست شناسی میں عالمی شہرت پانے والے امریکی پروفیسر مولر نے رسمی طور پر اپنی پریشانی کا اعلان کرتے ہوئے خبردار کیا کہ آتشی دھماکوں کو بارہا تکرار کرنے سے زندگی کو اور بہت سنگین مشکلات لاحق ہو سکتی ہیں۔اس کے بعد دنیا کے بے شمار دانشور ان کے ہمراہ ہوگئے۔

۱۹۶۲ ء میں دنیا میں زیست شناسی کے سینکڑوں مشہور ماہرین نے ایک اجلاس کا انعقاد کیا جس کا عنوان تھا"ہم سب آتشی تجربات سے مر جائیں گے اگر....."اس اجلاس میں فرانس کے مشہور ماہر طبیعات" ژان روستان" نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یوں خبردار کیا :رادیو آکٹیو کے مواد سے جانداروں کے سروں پر ہمیشہ موت کی تلوار لٹک رہی ہوتی ہے۔یہ نابودی کا پیغام ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آئندہ نسل اندھی، بہری، گونگی، معذ اور پاگل پیدا ہو گی۔[۱]

دنیا میں آتشی دھماکوں اور آتشی جنگ کے بعد وجود میں آنے والی نسل ہاتھ کی ہتھیلی سے زیادہ بڑی نہیں ہوگی۔

----

[۱]۔تاریخ ناشناختہ بشر:۱۲۹

ایٹم علاوہ دوسری نی اور مضر ایجادات

دوسرا درپیش مسئلہ یہ ہے کہ نہ صرف آتمی بلکہ کیمیائی ہتھیار بھی موت کے اس مقابلے میں برابر شریک ہیں۔ بیسا کہ امریکی دانشوروں نے اس بات کی تائید کی ہے کہ صرف ایکس ری شعاعیں ایٹم کی شعاعوں سے بیس گنا زیادہ نقصان دہ ہیں۔ اسی طرح کیمیائی صنعت سے وجود میں آنے والی ادویات کہ جنہیں ہم بڑی آسانی سے میڈیکل اسٹور سے خریدتے ہیں، وہ ہمیں کن خطرات میں مبتلا نہیں کرتیں؟ ان شعاعوں میں جو بھی میزان ہو البتہ یہ بات مسلّم ہے کہ وہ نسل اور نطفہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ آسان الفاظ میں یوں کہوں کہ اگر کسی نے ایک بار ہی ریڈیو گرافی کروائی تو اس کو یہ جان لینا چاہیئے کہ یہ اس کی آئندہ نسل اور قوت پر ضرور اثر انداز ہوتا ہے۔ ٹیلیویژن اور ریڈیالوجی کی مشین میں یہ شعاعیں ہوتی ہیں۔ اگر چہ مختصر مدت میں اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں لیکن کچھ سالوں یا آئندہ نسلوں میں ان کے مضر اثرات کو ظاہر ہو جائیں گے۔

"ڈاکٹر رابرٹ ویلسن "امریکہ کی آتمی انرجی کمیشن کے ممبران میں سے ایک ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ٹی وی اسکرین سے نکلنے والی اکثر مضر شعاعیں آتمی تجربات کی وجہ سے زیادہ منتشر ہوتی ہیں۔ شاید یہ ہی وجہ ہے کہ آتمی کارخانوں کے زائد اور فاضل مواد کو کسی طرح بھی ختم نہیں کیا جا سکتا، حتیٰ کہ اسے زمین کی گہرائی میں دفن کرنے سے بھی ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔[1]

اب ہم اپنے جواب کی مزید وضاحت کے لئے موجودہ ایجادات کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ مضر، منفی اور تباہی و بربادی کا باعث بننے والی ایجادات

۲۔ منفی اثرات نہ رکھنے والی ایجادات ۔ لیکن انہیں استعمال کرنے کا وقت گزر چکا ہو۔

۳۔ جو ایجادات منفی اور مضر اثرات نہیں رکھتی، لیکن معاشرہ اب بھی ان سے استفادہ کر رہا ہے۔

----

[1]۔ تاریخ ناشناختہ بشر: ۱۷۱

پہلی قسم کی ایجادات

یہ واضح ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی آفاقی حکومت اور عادلانہ نظام میں نہ صرف مضر، منفی اور تمام جنگی آلات بلکہ نسلوں، تباہی اور انسان کے جسم و جان کی بربادی کا باعث بننے والے ہر طرح کے وسائل بھی نیست و نابود ہو جائیں گے۔اس بناء پر گزشتہ مطالب سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت میں صرف تباہی کا باعث بننے والے جنگی آلات کو ہی نہیں بلکہ معاشرے کے لئے مضر، منفی، شوم اور انسان کو نابود کرنے والے تمام تر آلات کو ختم کر دیا جائے گا۔

آنحضرت ان آلات و وسائل کو نابود کرکے انسانیت کو ان کے منفی اثرات سے نجات دلائیں گے۔ پس حضرت ولی عصر (عج) کی حکومت میں بربادی کا باعث بننے والی ہر ایجاد کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

آئن اسٹائن کا ایک اور واقعہ

کلمبیا کی یونیورسٹی کے نرگس کے دو پروفیسروں نے روز ولٹ کو خط لکھا جس کا خلاصہ یوں تھا:

ایک خطرناک چیز موجود ہے کہ جس کا نام آٹمی توانائی ہے جرمن سائنسدان بھی اس پر کام کر رہے ہیں یہ ایک طاقتور اسلحہ ہے۔ سرر کو اس بارے میں سوچنا چاہیئے کہ اس بارے میں کیا کیا جائے؟

نرگس کے ان دونوں پروفیسروں کو معلوم تھا کہ سرر مملکت آٹمی توانائی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن وہاں کوئی ایسا بھی موجود تھا کہ جو آٹمی توانائی سے بخوبی واقف تھا اور سرر بھی اس کی بات مانتا تھا۔

روزولٹ پہلے اس کی تلاش میں گئے ۔ آئن اسٹائن کے لئے یہ بہت دکھ کی بات تھی کہ ایک مدّت تک صلح کا طرفدار ہونے کے باوجود ایسا کام کرنے کے لئے دستخط کرے لیکن اس نے یہ کام کیا اور جب تک زندہ رہا اسی بات پر پشیمان رہا کہ اس نے صرف ایک بیٹ دے بار دیا۔[1]

آئن اسٹائن کے اعتراف اور اس کا اپنے ماضی پر پشیمان ہونے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگرچہ دنیا کا ایک بہترین اور نامور دانشور تھا ، لیکن وہ علم کی راہ میں اپنی ملت سے کی گئی خیانت سے بھی آگاہ تھا۔

آئن اسٹائن کا دوسرا اشتباہ

آئن اسٹائن کا نظریہ تھا کہ دنیا اس قدر وسیع ہے کہ اس کی چوڑائی تین ارب نوری سالوں میں بھی طے نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ۱۹۶۳ء میں "کوآزر" کشف ہوا کہ جسے دیکھ کر ماہرین فلکیات متزلزل ہو گئے ۔جب ٹیلی اسکوپ کے ذریعہ ایک "کوآزر" کو دیکھا تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پکڑ لئے کہ کہیں ان کا بھیجا ان کے سر سے نہ گر پڑے اور وہ پاگل نہ ہو جائیں ۔ اس "کوآزر" کا زمین سے فاصلہ نو ارب نوری سال تھا ۔ حالانکہ آئن اسٹائن نے کہا تھا کہ دنیا کی وسعت اور اس کی چوڑائی تین ارب نوری سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔فضاء کی وسعت کا حساب لگانے کے لئے (جسے طے کرنے کے لئے نور کو نو ہزار ملین سال درکار ہوں)یہ فکر کرنا کافی ہے کہ نور ہر سال 9500 ارب کلومیٹر طے کرتا ہے اور 9500 کلومیٹر کو نو ارب سال سے ضرب دیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کوآزر اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ تھا۔

----

[۱] ۔ آئن اسٹائن:۲۵

اس فاصلہ کو تو چھوڑیں ۔ جس ے تجسّم پر عقل قادر نہیں ہے۔جس نے علماء نجوم اور ما ہرین فلکیات کی عقل کو ۔ کہر رکھ دیا۔وہ یہ نہیں سمجھ سکے ۔ کوآزر میں کس قسم کی انرجی موجود ہے ۔ جس سے ایسا نور وجود میں آتاہے ۔[1]

ان مطالب پر توجہ کرنے سے واضح ہو جاتا ہے ۔ زمین کی چوڑائی ے بارے میں آئن اسٹائن کا نظریہ غلط تھا۔اب جب ۔ آئن اسٹائن ے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ لہذا یہ کہنا مناسب ہے ۔ وہ ایک جرمن یہودی تھا ۔ جس نے اپنی ملّت ے ساتھ ایسی خیانت کی ۔ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔اس نے امریکہ کو پیشکش کی ۔ وہ ایٹم بم بنانے میں جرمنی سے پہل کرے۔

۱۹۳۲ء میں ہٹلر کو اقتدار و قدرت ملی اس وقت آئن اسٹائن امریکہ میں تھا اور اس نے اعلان کیا ۔ وہ جرمنی واپس نہیں لوٹنا چاہتا ۔لہذا جرمن فوجیوں نے اس ے گھر کو توڑدیا اور اس ے بینک اکاؤنٹ منجمد کر دیئے۔برلین ے ایک اخبار میں یہ مقالہ لکھا گیا جس کاعنوان تھا :

" ایک اچھی خبر! آئن اسٹائن واپس نہیں آئے گا"

آئن اسٹائن نے اس خوف سے ۔ کہیں جرمن سائنس دان ایٹم بم نہ بنا لیں۔ لہذا اس نے امریکہ کو پیشکش کی ۔ وہ ایٹم بم بنانے میں جرمنی سے سبقت لے جبکہ پہلے بم دھماکے سے پہلے وہ لوگوں کو اس بم ے خطرات سے آگاہ کرتا تھا۔اس نے اقوام متحدہ سے درخواست کی تھی ۔ وہ آٹمی ہتھیاروں پر قابو پانے کی کوشش کرے۔[2]

شاید وہ اپنے ملک اورملّت سے کی گئی خیانت کی وجہ سے اپنی زندگی پرپُر پشیمان تھا ۔ اشنائمر، آئن اسٹائن ے قریبی دوستوں میں سے تھا۔یونیسکو کی جانب سے آئن اسٹائن کی دسویں برسی کی مناسبت سے منعقدہ اجلاس میں" اشنائمر" نے کہا:

----

[۱]۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۳۶۲

[۲]۔ ماہنامہ اطلاعات علمی سال۱۹ شمارہ ۳ دی ماہ ۱۳۸۳

آئن اسٹائن اپنی زندگی کے آخری ایّام میں مأیوس اور جنگوں سے پریشان تھا اور اس نے کہا تھا کہ اگر مجھےدوبارہ زندگی ملے تو میں ایک معمولی الیکٹرک میکینک بننے کو ترجیح دوں گا ۔[1]

دوسرے قول کے مطابق وہ ایک موچی ہونے کو ترجیح دیتا۔لوگ جاپان کے شہر ہیروشیما میں ہونے والے المیے کو فراموش نہیں کر سکتے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک ماہر فزکس دان کا فارمولا کارفرما تھا۔ان کے لئے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ خبر سننے کے بعد اس فزکس دان نے آٹھ دن تک خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا اور گریہ کرتا تھا اور یہ سوچتا تھا کہ اگر وہ دوبارہ جنم لے تو یہ تھیوری اور فارمولا نہیں بناؤں گا اور ایک موچی بننے کو ترجیح دونگا۔

آئن اسٹائن کی خطا

اس کا نظریہ تھا کہ دنیا میں کسی چیز کی سرعت نور سے زیادہ نہیں ہو سکتی یعنی کائنات میں سب سے تیز چیز نور ہے۔اب یہ ثابت ہوا ہے کہ ایک ایسی چیز بھی موجود ہے کہ جس کا نام"تاخنون" ہے اور جس کی سرعت نور سے بھی زیادہ ہے ۔اگر آئن اسٹائن کا نظریہ صحیح ہوتا تو انسان کو آئندہ زمانے میں بہت سے خلائی سفر سے نا امید ہونا پڑے گا۔

علاوہ ازیں: روایات اور خاندان نبوت علیہم السلام کے فرمودات کے مطابق ملائکہ منجملہ جبرئیل عرش اور کہکشاؤں سے آگے زمین تک ایک لمحہ سے بھی کم مدت میں سیر کرتے ہیں۔آئن اسٹائن اور اس جیسے دوسرے افرادخاندان نبوت علیھم السلام کے علمی معارف سے دوری کی وجہ سے ان حقائق سے آگاہ نہیں ہیں ۔

----

[1]۔ مقدمہ روانشناسی ضمیرناخود آگاہ:۷۸،علم و ترکیب سے نقل:۲۹

"زومر فر"نے تھیوری پیش کی کہ ایسے ذرات بھی موجود ہیں کہ جن کی سرعت نور سے بھی زیادہ ہے کہ جس میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کی انرجی جتنی کم ہوتی چلی جائے ،اس کی سرعت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔آئن اسٹائن کی تھیوری زومر فلڈ سے اس حیران کن مفروضہ سے برخلاف تھی ۔ حیرت انگیز اورثابت نہ ہونے والی تھیوری اگر ایک بار علمی میدان میں آ جائے تو وہ اپنی کشش نہیں کھوتی بلکہ مدّتوں مورد توجہ رہتی ہے ۔ موجودہ صدی کے آغاز میں زومر فلڈ نے جس دن سے اپنی تھیوری پیش کی ،اسی دن سے اب تک فزکس کے متعدد دانشوروں نے نور سے بھی زیادی تیز ذرات کے بارے میں مطالعہ و تحقیق شروع کی۔لیکن ۱۹۶۷ء میں بالآخر امریکہ کی کلمبیا یونیورسٹی کے فزکس کے پروفیسر"جرالڈ فینبرگ" نے ایک رسالہ کے ذریعہ نور سے بھی زیادہ تیز حرکت کرنے والے ذرّات کے بارے میں بحث کا نیا باب کھولا۔جرالڈ فینبرگ نے ان ذرّات کے لئے ایک نام کا بھی انتخاب کیا اور اسے"تاخیون" (Tachionen)کا نام دیا۔

یہ ویونانی زبان کے لفظ تاخیس (TACHYS) سے مأخوذ ہے کہ جس کے معنی تیز اور سریع کے ہیں ۔ ایک بار پھر فزکس کے ماہرین نے آواز اٹھائی کہ آئن اسٹائن کی تھیوری کی بنیاد پر کوئی چیز نور سے زیادہ تیز حرکت نہیں کرسکتی ۔ لیکن فزکس میں ایٹم کے بارے میں تحقیق کرنے والے بعض ماہرین اب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نور سے بھی زیادہ تیز ذرّات موجود ہیں ۔ لیکن آئن اسٹائن کے بعض طرفداروں نے ان کی توجیہات پر اعتراض کئے ہیں۔

ادینتون کی ...

یہ برطانیہ کا مشہور ماہرطبعیات تھا ۔جو ۱۹۴۴ء میں فوت ہوا ۔ اس نے گزشتہ صدی کے آغاز اور اپنے جوانی کے عالم میں کہا تھا کہ اسی بار اسی عدد کو خود اس سے ضرب دینے سے دنیا میں موجود ایٹم کی تعداد حاصل ہو جائے گی۔

جس دن اس نے ریاضی کے اس فارمولا کی مدد سے دنیا میں موجود ایٹم کی تعداد کا حساب لگایا، اس وقت منجّمین کا عقیدہ تھا کہ کہکشاؤں کی تعداد تقریباً ایک ملین کے قریب ہے۔[1]

ارسطو، کوپرنیک اور بطلمیوس کی خطائیں

اب ہم علم میں وارد ہونے والے اشتباہات کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

ارسطو کا نظریہ تھا کہ سورج مکمل دائرے کی صورت میں زمین کے گرد گھومتا ہے۔ کپرنیک کا خیال تھا کہ زمین ایک مکمل مدار کی صورت میں سورج کے گرد گھومتی ہے۔ ان دونوں میں تضاد ہے لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں کے نظریات ٹھیک ہوں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ دونوں کے نظریات غلط تھے کیونکہ زمین کا مدار گول نہیں بیضوی ہے۔[2]

اب یہ حقیقت جاننا ضروری ہے کہ ارسطو "مشہور مشائی حکیم اور اس کے پانچ سو برس بعد آنے والے بطلمیوس نے تین سو سال قبل مسیح پندرہ صدیوں تک مجموعاً اٹھارہ سو سال علم نجوم کو پیچھے دھکیل ڈالا۔ ارسطو نے بشریت کو اٹھارہ صدیاں جہالت کے اندھیرے میں رکھا انسان خود کو تو اس ظلمت کدہ سے نجات نہ دے سکا لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ بشر کی علمی ترقی ارسطو کی وجہ سے اٹھارہ صدیاں رکی رہی۔

----

[1] ۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۳۶۷

[2]۔ علم و ایزدی:۱۰۳

علوم زنجیر کی کڑیوں کی طرح ہیں جن کی ایک کڑی دوسرے سے ملی ہوتی ہے۔ ایک علم دوسرے علم کی پیدائش کا سبب بنتا ہے۔ زمین اور دوسرے سیاروں کا سورج کے گرد گردش کرنے میں انسان کے جہل کی وجہ سے اٹھارہ صدیوں تک علم کے دروازے بند ہو گئے جس کا سبب ارسطو تھا اس وقت ارسطو لوگوں میں اس حد تک مقبول ہو چکا تھا کہ کوئی اس کے نظریئے کو رد نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی اس کے بطلان کو ثابت نہیں کر سکتا تھا۔ اقوام عالم کے ذہن میں دو چیزوں نے ارسطو کے نظریئے کو تقویت دی۔ ایک یہ کہ ارسطو کے پانچ صدیاں بعد آنے والے مصر کے مشہور جغرافیہ دان بطلمیوس نے بھی اس کے نظریہ کی تائید کی اور ستاروں کی حرکت کے لئے ایک رائے قائم کی کہ سیارے کچھ چیزوں کے گرد گردش کرتے ہیں کہ جو خود بھی متحرک ہیں اور وہ چیزیں زمین کے گرد گردش کرتی ہیں۔ لیکن زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔ یعنی بطلمیوس نے سیاروں کی گردش کو زمین کے گرد دو طرح سے ثابت کیا اور کہا کہ وہ کچھ چیزوں کے گرد گھومتے ہیں کہ جو زمین کے اطراف میں ہیں۔ ارسطو کے نظریئے کو تقویت دینے کا دوسرا سبب یہ تھا کہ یورپ کے مسیحی کلیسا، ارسطو کے نظریات کو صحیح تسلیم کرتے تھے اور انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین کی حرکت کے بارے میں ارسطو نے جو کچھ کہا وہ سب صحیح ہے۔ کیونکہ اگر کائنات کا مرکز یعنی زمین ساکن نہ ہوتی تو خدا کا بیٹا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اس میں ہرگز ظہور نہ کرتا۔[1]

----

[1]۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۳۰۳

ارشمیدس کا اشتباہ

ارشمیدس کہتا تھا : دس کے عدد کو تریسٹھ بارخود اس سے ضرب دیں تو اس سے دنیامیں موجود ذرّات کی تعداد حاصل ہو جائے گی ۔ذرّات کے بارے میں ارشمیدس کا نظریہ تھا : ذرّہ، مادہ کا سب سے چھوٹا جزء ہے ، جو دو حصوں میں تقسیم کے قابل نہیں ہے ۔ اس لئے وہ اسے جزء لاتجزّی کہتا تھا ۔[1]

تیسری قسم کی ایجادات

ایجادات کی یہ قسم غیبت کے زمانے میں لوگوں کے زیر استعمال ہیں ۔ جن کا کوئی منفی پہلو نہیں ہے ۔ اب ایسے آلات کا مستقبل کیا ہو گا؟

ایسی ایجادات کثیر تعداد میں موجود ہیں ۔ لہذا ان کے بارے میں کہیں گے :

علم ودانش کی ترقی،عقلی تکامل ، عقل کی قدرت میں اضافہ اور فکری قوّت کے تکامل سے اہم پیشرفتہ اور جدید وسائل کا ایجاد ہونا واضح سی بات ہے۔ جن کے ہوتے ہوئے عقب ماندہ اور قدیم وسائل کی ضرورت ختم ہوجائے گی ۔ اس مطلب کی وضاحت کرتے دیتے ہیں ، موجودہ زمانے میں جن وسائل سے استفادہ کیاجاتا ہے اگر انہیںایک صدی قبل کے وسائل اور آلات سے مقائسہ کریں ، جن سے اس زمانے میں استفادہ کیا جاتا تھا مثلاً کیارسّی اور ڈول کا پانی کے پمپ سے موازنہ کرسکتے ہیں؟

----

[1]۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۳۶۷

کیا کنویں اور نہر سے پانی نکالنے والی جدید موٹرے ہوتے ہوئے رسی اور ڈول سے استفادہ کرنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

البتہ اب بھی دنیا ے محروم مستضعف اورغربت کی چکی میں پے ہوئے بہت سے علاقوں ے لوگ رسی اور ڈول ہس سے استفادہ کرتے ہیں۔یہ متمدن ممالک کی کمزوری ہے ۔ جس کی وجہ سے یہ نعمت دنیا ے ہر فرد کو فراہم نہیں کی جا سکی۔لیکن ظہور ے بابرکت اور نعمتوں سے سرشار زمانے میں ایسا نہیں ہو گا۔

ہم نے امام زمانہ علیہ السلام کی آفاقی حکومت کی خصوصیات میں بیان کیا ۔ ان کی حکومت کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے ۔ آنحضرت کی حکومت، عادل حکومت ہو گی۔اس کا یہ معنی ہے ۔ اس دن دنیا ے تمام لوگوں کو ہر سہولت میسر ہو گی۔

جنگی آلات سے بے نیازی

ہمیشہ سے جنگ اور خونریزی ے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔جن کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے ایک دوسرے کا خون بہاتی ہے ۔ قتل و غارت ے دو بنیادی اسباب ہوتے ہیں ۔ جن کی وجہ سے طول تاریخ میں زمین کو لوگوں ے خون سے رنگین کیا گیا۔

۱۔ ضعف اور کمبودی

۲۔ حرص

تاریخ ے صفحات پر دقیق نگاہ کرنے سے معلوم ہو گا ۔ تاریخ کی اہم جنگوں ے اسباب مذکورہ دونوں موارد ہیں۔کیونکہ زرخیز زمینیں، پانی سے لبریز نہریں، تیل اور گیس ے ذخائر اور اسی طرح سونے اور دوسری معدنیات ے ذخائر تک رسائی ے لئے ظالم حکومتیں دوسرے ممالک پر حملہ کر دیتی ہیں۔تا ۔ وہ ان نعمتوں پر قبضہ کر سکیں۔

تاریخ میں بہت سی جنگوں کا دوسرا سبب ظالم حکومتوں کا اپنے وسائل میں اضافہ کرنے کی خواہش ہے یعنی جنگ کی آگ بھڑکانے اور دوقوموں اور ملتوں کو آپس میں لڑانے والے ممالک کے پاس نہ تو ان چیز کی کمی ہوتی ہے اور نہ ہی انہیں کوئی اقتصادی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔بلکہ تمام وسائل اور سہولتیں ہونے کے باوجود وہ ان میں اضافہ کے لالچ میں دوسروں کے مال پر نظریں جمائے ہوتے ہیں۔لہذا یہ اپنے ملک کو مزید ترقی دینے اور اس کی سرحدوں کو وسیع کرنے کے لئے دوسرے ممالک پر حملہ کر دیتے ہیں۔

اگر تاریخ کی طولانی جنگوں اور لشکر کشی پر نگاہ ڈالیں تو واضح ہو جائے گا کہ اکثر جنگوں کا سبب مال ودولت اور زیادہ مال کا لالچ تھا لیکن جو ہم نے ذکر کیا کہ مذکورہ دونوں موارد کے علاوہ تاریخ میں ہونے والی جنگوں، قتل و غارت اور خونریزی کے دوسرے عامل بھی ہیں کہ جن کی وجہ سے جنگ کے شعلے بھڑکائے گئے اور زمین پر بے گناہ لوگوں کا خون بہایا گیا ۔ مذکورہ دونوں موارد پر غور کریں ۔ ضعف و کمبودی اور اسی طرح حرص ۔ یہ دونوں بیرونی اسباب تھے ۔ بہت سی جنگوں کی بنیاد بیرونی اسباب نہیں بلکہ حکام کے اندرونی عوامل ہوتے ہیں۔اندرونی اسباب میں سے ایک اہم سبب نفسیاتی گرہیں ہیں ۔ جس کی وجہ سے بہت بار مختلف علاقوں میں جنگ چھڑ گئی اور تاریخ کے اوراق کو معصوم لوگوں کے خون سے رنگین کیا گیا۔

انسان کے عقلی تکامل سے ایسے مسائل سے رہائی یقینی ہے ۔ جنگ کے اندرونی و بیرونی اسباب نابود ہوجائیں گے ۔ پھر ساری دنیا میں امن، صلح اور پیار و محبت کی فضا حاکم ہو گی ۔ لہذا اس وقت آتمی و غیر آتمی بم دھماکوں کی کیا ضرورت ہو گی؟

دوسری قسم کی ایجادات

موجودہ ایجادات میں سے دوسری قسم کی ایجادات وہ ہیں کہ جو منفی اثرات تو نہیں رکھتیں لیکن زمانہ ظہور میں ان سے استفادہ کرنے کا وقت گزر چکا ہوگا ۔ جیسے طبی آلات اور بعض جنگی سامان کہ جن سے عادلانہ جہاد میں استفادہ کیا جاتا ہے ۔ ایسے وسائل بھی ختم ہو جائیں گے کیونکہ معاشرے کو ان کی ضرورت نہیں ہو گی ۔ کیونکہ جب معاشرے کے سب افراد صحت مند اور جسمانی و روحانی لحاظ سے سالم ہوں تو پھر تباہ و برباد کرنے والے جنگی سامان اور اسی طرح طبی آلات کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ کیونکہ یہ استفادہ کرنے کے قابل نہیں ہوں گے ۔ پس جب کوئی بیماری ہی موجود نہ ہو تو پھر طبی آلات کی بھی ضرورت نہیں ہو گی ۔ لہذا انہیں بھی ختم کر دیا جائے گا۔

علم دنیا مشکلات حل نہیں کر سکتا

۲۔ مختلف قوانین کو حاصل کرنے کے لئے عالم مادّہ میں حاکم مقیاس اور پیمانے (جیسے سیکنڈ، سینٹی میٹر، گرام وغیرہ) حقیقت روح ، جاذبہ، نفس، روح، عقل اور ان جیسے دوسرے اسباب کو درک کرنے کے لئے استعمال نہیں کئے جا سکتے ۔ اس بناء پر ماہرین طبیعیات کے نزدیک قوّت جاذبہ کی حقیقت مجہول ہے۔ اسی طرح الیکٹریسٹی ، مقناطیس یا توانائی (چاہے وہ آتمی ہو، یا حرکتی یا الیکٹرک) کی حقیقت بھی مجہول ہے۔ فزکس کے ماہرین اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ہر غیر عادی امر کی حقیقت کو سمجھنے سے عاجز ہیں حتیٰ کہ وہ حقیقت مادہ کو نہ سمجھنے کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔کیونکہ مادہ کی اصل اتم کی طرف ہے اور اتم پروٹان ،نیوٹران اور ایک دوسری قوّت کے مجموعہ کا نام ہے کہ جدید علم ہمیشہ اس کی شناخت سے عاجز رہا ہے۔[۱]

----

[۱]۔ راہ تکامل:۸۹۵

۳۔علم طبعیات اب تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکا ۔ ہمارے چراغ کا نور جو ۔ انرجی ہے ،وہ کس طرح مادّہ میں تبدیل ہو جاتی ہے؟اگر فزکس کے علم کو اس سوال کا جواب مل جائے تو ایک ہی لمحہ میں کئی سال کا علمی سفر طے ہو جائے۔ چونکہ فزکس میں سر الاسرار یہی چیز ہے ۔ خلقت کا عظیم راز بھی اس سوال کے جواب میں مخفی ہے ۔ توانائی کس طرح مادّہ میں تبدیل ہو سکتی ہے ۔ مادّہ کا توانائی میں تبدیل ہونا ہماری نظر میں عادی ہے ۔ ہم روز وشب کارخانوں ،جہازوں، کشتیوں، گاڑیوں، گھروں حتی ۔ اپنے بدن میں بھی مادہ کو توانائی میں تبدیل کرتے ہیں لیکن آج تک کوئی مادہ کو انرجی میں تبدیل نہیں کر سکا ۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ۔ دنیا میں توانائی کس طرح مادہ میں تبدیل ہوتی ہے۔[1]

۴۔ہم چھبیس صدیوں کے بعد "علم طبعیات اورما بعد طبعیات" کی تمام ترقی کے باوجود فزیکل اور جسمانی لحاظ سے مبدا دنیا کے بارے میں چھ سو سال قبل مسیح میں یونان کے فلسفی کے نظرئے کی حدود سے باہر نہیں نکل سکے ۔ہائیڈروجن ایٹم کے عناصر میں سب سے کامل تر ہے۔ جس میں ایک الیکٹران اور دوسرا پروٹان ہے۔الیکٹران ، پروٹان کے گرد گردش کرتے ہیں لیکن اب تک فزکس کے کسی بھی نظرئے نے اس کے علمی قانون کو کشف نہیں کیا۔یہ بھی معلوم نہیں ۔ کیا پہلے پروٹان وجود میں آیا تھا یا الیکٹران،یا یہ دونوں ایک ساتھ وجود میں آئے تھے ۔ جن میں سے ایک بجلی کی مثبت اور دوسرا منفی توانائی رکھتا تھا؟

ایسویں صدی سے آج تک اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ، وہ صرف ایک تھیوری ہے۔ہم مبدا دنیا کی شناسائی کے لحاظ سے "آنا اگزیمانسر" کے دور کے یونانی لوگوں سے زیادہ نہیں جانتے۔[2]

----

[1]۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۳۴۴

[2]۔ مغز متفکر جہان شیعہ:۱۱۲

گزشتہ مطالب پر توجہ کرنے کے بعد اب ہم چند اہم نکات بیان کرتے ہیں۔

۱۔ مختلف علوم ایک دوسرے سے بے ربط نہیں ہیں۔علم کے کسی ایک شعبہ میں غلطی نہ صرف علمی ترقی میں ٹھراؤ کا سبب بنتی ہے بلکہ علوم کے دیگر شعبوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے کہ جو اس علم سے مربوط ہیں۔

۲۔ غیبت کے زمانے میں بعض دانشور اور اسی طرح اس زمانے سے قبل بھی بعض دانشور اپنے شاگردوں اور عوام کے درمیان نفوذ کر چکے تھے ان کے شاگرد ان کی عظمت اور شخصیت کی وجہ سے ان کے نظریات کودل و جان سے قبول کرتے تھے۔نسل در نسل ایسا ہی ہوتا رہا ۔شخصیت کا لحاظ کرتے ہوئے شاگرد پہلے شخص کے نظریات کو قبول کرتے اور اسی کو ادا کر دیتے۔کبھی استاد کی شخصیت کا لحاظ اس قدر زیادہ ہوتا کہ اگر کسی کو استاد کی غلطی کا علم بھی ہوتا تو اس میں اظہار کی جرأت نہ ہوتی کہ کہیں دوسرے اس کی مخالفت و سرزنش نہ کریں اور کہیں بے جا جنجال کھڑا نہ ہو جائے کہ جس سے اس کی آبرو ریزی ہو ۔یوں وہ اپنے صحیح افکار کا اظہار کرنے سے ڈرتے اور اس کا اظہار نہ کرتے ۔ فلسفہ کی تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں۔

۳۔ کبھی بعض تحریف شدہ مذاہب بے بنیاد نظریات اور علوم کی طرفداری اور پشتپانی کرتے اور لوگوں میں اپنے نفوذ کی وجہ سے دوسروں سے غلط عقائد کی مخالفت کرنے کی جرأت سلب کرلیتے۔ جیسے کلیسا کی ارسطو کے نظریہ کی حمایت کرنا۔ایسے موارد میں تحریف شدہ دین اور دانش خیالی نسل در نسل چلتی رہتی ہے جو معاشرے کو ترقی و حقیقت سے دور کرنے کا سبب بنتی ہے۔

۴۔ دانشوروں کی غلطیاں، اشتباہات اور نااہلوں کا علم سے سوء استفادہ کرنا اورعلم کی محدودیت جیسے موانع کی وجہ سے علم دنیا کو آئیڈیل معاشرہ اور مدینہ فاضلہ نہیں بنا سکا۔

۵۔ ظہور کے بابرکت زمانے میں جب تمام دنیا میں علم وحکمت اور دانش کا چرچاہو گا۔سب صحیح علم کے چشمہ سے سیراب ہوں گے تب صرف دانش خیالی کے اظہار کی کوئی جگہ باقی نہیں رہے گی بلکہ دنیا کے واحد دین اور حکومت سے دنیا کے تمام لوگ حقیقی، سچے مکتب اور تشیع کی تعلیمات کے زیر سایہ زندگی گزاریں گے ۔پھر باطل اور تحریف شدہ مکتب کا نام ونشان مٹ جائے گا۔اس وقت سب لوگ گزشتہ لوگوں کی غلطیوں سے آگاہ ہوجائیں گے۔ اس بابرکت اور مبارک دن کی آمد پر صحیح علم و دانش کے تابناک انوار کی وجہ سے نور سے فرار کرنے والے چمگادڑوں کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں بچے گی۔

علم ودانش سوداگروں کا آلہ کار

شک وشبہ کے بغیر علم و دانش ایک ایسا چراغ ہے جس کا نور انسانوں پر پڑنا چاہیئے تا کہ یہ ان کے لئے راہ روشن کر سکے نہ کہ یہ دنیا کے آمروں اور ستمگروں کے لئے آلہ کار بنے اور کوئی گروہ اس کے ذریعہ خیانت کرے۔لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ مختلف شعبوں میں علم و حکمت سے سوء استفادہ کیا گیا اور اسے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

دانشور اور دانشوروں کی مانند لگنے والے افراد نے دانستہ اور نادانستہ طور پر علم سے غلط استفادہ کیا یا جہل کی تاریکی کو لوگوں کے سامنے علم کے نور سے متعارف کروایا۔اس کام سے لوگوں کا علم ودانش سے ناامید ہونا واضح تھا ۔ انہوں نے یہ یقین کرلیا کہ دانشور دنیا میں آئیڈیل حکومت قائم نہیں کر سکتے اور اسی طرح دنیا کو مدینہ فاضلہ میں تبدیل نہیں کر سکتے ۔

لم کی مدرویت

لوگوں کا علم سے ناامید ہونے کا دوسرا سبب علم کی محدودیت ہے۔

اس بارے میں ارشاد خدا وندی ہے:

" وَمَا اُوتیِتُمْ مِنَ الْعِلْمِ الاّقَلِیلاً "[1]

جب تک انسان کا دماغ مکمل طور پر فعال نہ ہواور ذہین ترین فرد بھی دماغ کے کچھ حصہ سے استفادہ کرے تو انسان کس طرح دنیا کے اسرار و رموز کو سمجھ سکتا ہے؟خاندان نبوت علیھم السلام کے فرمودات میں اس حقیقت کی تصریح ہوئی ہے ۔لیکن مغرب اب کہیں جا کر اس سے آگاہ ہوا ہے۔ جب تک زمانۂ غیبت جاری رہے اور بشر عقلی تکامل تک نہ پہنچے اور دماغ مکمل طور پر فعاّل نہ ہو ، تب تک علم کی محدودیت بھی باقی رہے گی۔اس بیان کی روشنی میں محدود علم کس طرح مجہول مطالب اور مشکلات کا جواب دے سکتا ہے ؟ وہ کس طرح تاریک دنیا کو مدینہ فاضلہ میں تبدیل کر سکتا ہے؟

اگر علم مشکلات اور مجہول مطالب کا جواب دینے ہی سے قاصر ہو تو پھر معاشرے میں بہت سے سوال بغیر جواب کے باقی رہ جائیں گے۔لیکن لوگ اس امر کو جان گئے ہیں کہ علم مشکلات کا حل نہیں ہے ۔ بہت سے دانشوروں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے ۔ہم یہاں ان میں سے چند ایک کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

ا۔ علم کی حدود مشخص ہیں ۔ یہ ہمیں اشیاء کی کیفیت کے بارے میں نہیں بتا سکتا ۔علم ہم سے کہتا ہے کہ زمین کس طرح سورج کے گرد گردش کرتی ہے انسان کس طرح پیدا ہوتے اور مرتے ہیں ۔ لیکن یہ کیوں کا جواب نہیں دے سکتا۔[2]

----

[۱]۔ سورۂ اسراء، آیت:۸۵

[۲]۔ علم شبہ علم و علم دروغین: ۴۵

مغرب کی تبلیغات

مغرب خود نمائی اور دنیا کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لئے مختلف علوم کے بارے میں تبلیغات کر رہا ہے ان کا ایک نمونہ نفسیات ہے۔دنیا کے بڑے ممالک میں نفسیاتی مسائل کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جس سے وہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے اتنی ترقی کی ہے اور اس قدر جدید نکات حاصل کئے ہیں کہ وہ نفسیات شناسی سے بڑھ کر فراروان شناسی تک پہنچ گئے ہیں ۔ جو لوگ اب تک اپنے نفس اور وجود کے اعتبار سے انسان کو نہیں پہچان سکے وہ کس طرح اپنی نفسیات اور اس سے بڑھ کر فراروان شناسی کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟

جی ہاں!موجودہ دنیا ایسی ہی ہے کہ جو مقام ولایت اور نظام کائنات کے سرپرست سے منہ موڑ کر اپنی ایجادات اور حاصل شدہ معلومات کی بناء پر یہ گمان کرتی ہے کہ انہیں حقیقی راہ مل گئی ہے۔

دنیا کے طاقتور لوگ نہ صرف اب بلکہ قدیم زمانے سے اپنی قوم اور ملت کو جھوٹی تبلیغات کے ذریعہ فریب دیتے رہے ہیں۔انہوں نے الفاظ بازی اور دھوکے سے لوگوں کو سرگرم کیا اور اپنے گندے افکار سے پاک فکر لوگوں کو گمراہ کیا۔انہوں نے انسانوں کو اپنی پاک فطرت کے ذریعہ نجات حاصل کرنے کے لئے بھی نہ چھوڑا۔انہوں نے بہت زیادہ تبلیغات سے دنیا کے لوگوں کے افکار تبدیل کئے ۔حالانکہ وہ اپنی غلطیوں سے آگاہ تھے ۔ ماضی سے لے کر تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ زمانۂ غیبت کے بزرگترین دانشور بہت سی علمی غلطیوں میں مبتلا تھے ۔ ارسطو اور ارسطو سے پہلے اور بعد میں آج تک بہت سے دانشوروں نے تاریخ کے صفحات میں نہ بھولنے والی غلطیاں رقم کی ہیں۔

پوزیدونیوس کا اشتباہ

پوزیدونیوس ایک فلسفی تھا جو سو سال قبل مسیح میں مغربی اسپین میں ایک گروہ کی قیادت کرتا تھا ۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ غروب کے وقت جب بھی سورج بحر اوقیانوس میں غروب ہوتا ہے تو کیا اس میں "چھنش" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔[1]

کس کی پیروی کریں؟

کیا انسان ایسے دانشوروں کی پیروی کرسکتا ہے کہ جو خیانت کار ہوں اور جو دنیا کے ستمگروں اور ظالموں کے خدمتگار ہوں؟

کیا مغرب کی تبلیغات سے دھوکا کھا کر ان کی مشینی زندگی پر فریفتہ ہونا صحیح ہے؟

قدیم الایام سے دنیا کے جابروں، ظالموں اور ستمگروں نے خدا کے پیغمبروں کی مخالفت کی اور لوگوں کو ان کی پیروی سے منع کیا۔ رسول اکرم کے زمانہ رسالت اور خاندان اہل بیت علیہم السلام کے زمانہ امامت میں کائنات اور تاریخ کے شریر ترین گروہ خاندان نبوت علیہم السلام کی مخالفت کے لئے اٹھا ۔ جس نے لوگوں کو خاندان عصمت علیہم السلام سے دور کیا اور لوگوں کو رسول اکرم (ص) کے فرمودات لکھنے سے منع کرکے باب علم کو بند کرنے سے جاہلیت کے زمانے کو تداوم دیا۔

انہوں نے لوگوں کو علم نبوت کے چشمہ سے سیراب نہ ہونے دیا اور اس چیز کی بھی اجازت نہ دی کہ دنیا میں علم ودانش فروغ پائے لیکن پھر بھی ان بزرگوار ہستیوں نے علم ودانش کے اسرار اپنے خاص اصحاب کو تعلیم فرمائے۔

----

[1] ۔ جہان در ۵۰۰ سال آیندہ: ۲۴۰

کیا انسان کو ن ایے رہبر کی پیروی کرنی چاہیئے ، جس ے سانے کائنات ے تمام اسرار آشکار ہوں اور جے دنیا کی تمام موجودات کا علم ہو یا ن ایے دانشور کی پیروی کرنی چاہیئے ، جو خود اپنے جہل و عجز کا اعتراف کرے اور اپنے علم کو اپنے مجہولات ے سانے بہت کم سمجھے؟مثال ے طور پر" اسحاق نیوٹن " ، جے دنیا ے بزرگ دانشوروں میںشمار کیا جاتا ہے ، وہ اس بارے میں کہتا ہے :

مجھے نہیں معلوم ، میں دنیا کی نظروں میں کیا ہوں؟لیکن جب میں آنکھوں سے خود کو دیکھوں تو میں ایک ایے بچے کی مانند ہوں ، جو ساحل سمندر پر کھیل کود میں مشغول ہو اور خوبصورت سنگریزوں کو دوسرے سنگریزوں اور رف کو دوسرے گو ر سے تمیز دینے میں م روف ہو لیکن قیقت ے اقیانوس مینہر طرف بے کرانی و طغیانی ہے ۔[1]

یہ اعتراف ایک قیقت ہے ۔جو نہ صرف نیوٹن بلکہ اس جیے ر فرد پر صادق آتا ہے ۔ البتہ بہت سے افراد بہت سعی و کوشش اور جستجو سے خوبصوت اور نایاب رف ے صول میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ لیکن ہمارا سوال یہ ہے:

کیاانسان کو کھیل کود میں م روف بچے کی پیروی کرنی چاہیئے یا ن ایے کو تلاش کو کرنا چاہیئے ، جو دنیا کی خلقت ے اسرار سے آشنا ہو؟ یہ وا ات میں سے ہے ، راہ سے بھٹک جانا گمراہی کا سبب بنتا ہے اور گمراہی کا نتیجہ تباہی و بربادی ہے۔[2]

----

[1]۔ فکر، نظم ، عمل:۹۳

[۲] ۔ مغز متفکر ج ان شیعہ :۳۰۲

آٹھواں باب

خلائی سفر

خلائی سفر

کرۂ زمین ایک قدرت کے ماتحت

کہکشاں، سو بلین دم دار ستارے، دو سو پچاس بلین سورج، کھربوں کہکشاں

دنیا میں تمدّن

کہکشاؤں میں تمدّن

دور حاضر میں خلائی سفر

دورِ حاضر کے خلائی سفر میں لاحق خطرات

خلائی سفر کا امکان

اہلبیت اطہار علیہم السلام کا خلائی سفر

آسمانوں تک رسائی

ظہور کا زمانہ اور خلائی سفر

روایت میں موجود نکات

آسمانی مخلوقات سے آشنائی

مافوق مادہ قدرت سے استفادہ

خلائی سفر

ظہور کے ترقی یافتہ زمانے میں خلائی سفر کے بارے میں بہت بہترین اور دلچسپ بحث ہے ۔ قرآن اور خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین میں خلائی سفر کے بارے میں بہت اہم نکات اوراشارات موجود ہیں ۔ ظہور کے زمانے میں آسمانوں اور عالم ہستی کی فضاؤں میں اوج لینے سے پہلے زمانۂ ظہور میں خلائی سفر کی اہمیت کو آشکار کرنے کے لئے کہکشاؤں، سحاب اور آسمان کی وسیع فضا کے بارے میں اہم نکات بیان کرنا ضروری ہے۔تا کہ ظہور کے زمانے میں خلائی سفر کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں اور یہ جان سکیں کہ علمی تکامل اور پیشرفت کے زمانے میں انسان کو نصیب ہونے والا خلائی سفر بہت عجیب ہو گا۔

یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ آج استعماری ممالک عصر خلاء یا تسخیر خلاء کے عنوان سے جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ دنیا کی عظمت کو ان دیکھا کرنے کے مترادف ہے۔میرے خیال میں ستمگر ممالک چاند پر ہوٹل میں کمرہ بک کروانے کے سلسلہ میں جو تبلیغات کر رہے ہیں یا جو خلاء کو تسخیر کرنے کا نعرہ لگا رہے ہیں،ان میں سے زیادہ تر دنیا والوں کے دماغ پر اپنی برتری ثابت کرنے ، خود نمائی اور دنیا کے لوگوں کے افکار پر تسلط جمانے کے لئے ہے ۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا اس قدر عظیم اور وسیع ہے کہ مادہ سے بڑھ کر کوئی اور قدرت ہی اس تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔کیا چاند پر پہنچنا خلاء کو تسخیر کرنا ہے؟

کرۂ زمین ایک قدرت کے ماتحت

ہم نے جو کچھ ذکر کیااس سے ممکن ہے کہ بعض قارئین کرام حیران ہوں اور اس بات کا یقین نہ کریں۔لہذا ہم اس مطلب کی وضاحت کے لئے اس نکتہ کا اضافہ کرتے ہیں: غیبت کے زمانے میں امام زمانہ علیہ السلام کے غیبی جلوے اس قدر ہیں کہ بڑے بڑے ممالک بخوبی جانتے ہیں کہ مافوق طبیعت کوئی قدرت موجود ہے ، جو ان کے رفتار و کردار کی مراقب ہے۔ دنیا میں جاسوس ایجنسیاں جیسے مافیا سیا اور اسی طرح بڑے ممالک کی ایجنسیاں جانتی ہیں کہ ایک بزرگ مادی قدرت ان کے اعمال کو دیکھ رہی ہے۔

ان میں سے بہت سے افراد نے اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا ہے۔اب آپ اس مطلب پر توجہ کریں:

حیرت انگیز طور پر وجود میں آنے والی اشیاء کے بارے میں تحقیق کرنے والے دانشوروں اور محققین کو یقین ہے کہ زمین کا نظام کسی قدرت کے زیر نگرانی اور ایک منظم سسٹم کے تحت چل رہا ہے ۔ وہ ایسی قوّت ہے کہ جس کی ماہیت اب تک ہم پر واضح نہیں ہے ۔ یہ دنیا اسی کے زیر نظر ہے ۔ بہت سے سرکاری اور غیر سرکاری دانشوروں نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔[1]

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بڑے بڑے ممالک یہجان چکے ہیں کہ نہ صرف تمدنی ترقّی اور پیشرفتہ علم تک پہنچنے کے لئے بلکہ کہکشاؤں اور فضاؤں تک رسائی حاصل کرنے کیلئے بھی مافوق طبیعت اور مادہ سے بڑھ کر کسی اور قدرت کی ضرورت ہے۔صرف اسی صورت میں پہنچ سےدور ستاروں ،نورانی خلاء اور کہکشاؤں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور اسی صورت میں زمین پر علم و تمدن کی پیشرفت اور تکامل ممکن ہو سکتا ہے۔اسی لئے انہوں نے عالم غیب تک پہنچنے کی کوششیں کیں اور اس کے لئے انہوں نے اپنے معروف ترین ماہرین جیسے آئن اسٹائن اور ڈاکٹر جساپ سے مدد طلب کی۔لیکن چونکہ وہ شہر علم میں داخل ہونے کے لئے بھٹکے اور راہ سے گمراہ لوگوں سے مدد مانگ رہے تھے لہذاآئن اسٹائن اور ڈاکٹر جساپ نے انہیں جو زمینہ فراہم کیا ،انہیں اس میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔اس زمینہ میں جن افراد کو مامور کیاگیا ، وہ یا تو پاگل ہو گئے یا پھر چل بسے۔آئن اسٹائن نے اس کام سے ہاتھ کھینچ لیا اور "ڈاکٹر جساپ" کسی کے ہاتھوں پراسرار طور پر مارا گیا۔ظہور کے پیشرفتہ زمانے میں آسمانوں تک رسائی کے عظیم مسئلہ سے لئے خلاء اور آسمانوں کی وسعت اور کائنات کی عظمت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

----

[1]۔ عجیب تر از دنیا:۳۵۶

کہکشاں

زمین ایک سیارہ ہے جو دوسرے سیاروں کی طرح سورج کے گرد گھومتی ہے۔اس کا قطر ۱۲۷۵۰ کلو میٹر ہے اور یہ سورج سے ۱۵۰ ملین کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اب تک نو سیاروں کی شناخت ہو چکی ہے۔سورج اور اس کے سیارات مل کر منظومہ شمسی تشکیل دیتے ہیں ۔منظومہ شمسی میں تمام سیاروں کی حرکت کو اپنے تحت قرار دیتا ہے اور وہ مختلف سرعت سے اپنے اپنے مدار مین گردش کرتے ہیں۔مدار ایک خط کا نام ہے جس میں ہر سیارہ سورج کے گرد گھومتا ہے ۔ منظومہ شمسی میں سیارات سورج سے روشنی اور حرارت لیتے ہیں سورج زمین سے ایک ملین گنا بڑا ہے۔ منظومہ شمسی کہکشاں کا چھوٹا سا حصہ ہے جو ۸۰۰ ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی اسپیڈ سے ۲۳۰ ملین سال میں ایک بار اس کہکشاں کے مرکز کے گرد گھومتا ہے ۔منظومہ شمسی کا سورج سے کہکشاں کے مرکز تک کا فاصلہ ۲۸ ہزار نوری سال ہے ۔ کہکشاں کئی ارب ستاروں سے تشکیل پایا ہے جن میں سے ایک سورج ہے ۔ جو زرد ستارے میں شمار ہوتا ہے۔[۱]

یہ کہکشاں دیگر کروڑوں،اربوں کہکشاؤں کے مقابلے میں بادل کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی مانند ہے۔ ان کہکشاؤں کا مجموعہ ہماری دنیا تشکیل دیتا ہے ۔ اس دنیا کے کامل تصور کے لئے یہ جاننا کافی ہے کہ کہکشاؤں کی تعداد زمین پر موجود ساحلوں پر ریت کے ذرات کے مجموعہ سے زیادہ ہے۔[۲]

----

[۱]۔ شگفتی ھای کاوش جہان:۲۳۰

[۲]۔ دو ہزار دانشمند در جستجوی خدا:۱۳

و بیلین دم اور ستارے

منظو ہ شمسی کے گرد سو بیلین دم دار ستاروں سے تشکیل پانے والا وسیع ابر پھیلا ہوا ہے۔ جب اس کے دریافت کرنے والے ، ہ یان آؤ رٹ، کے نام سے ابر آؤرٹ کا نام دیا گیاہے ۔خوش قسمتی سے ستاروں کا یہ جھرمٹ ہم سے بہت فاصلے پر واقع ہے۔ سورج سے ان کی دوری تین ٹریلین کلومیٹر ہے۔ بالفاظ دیگر ان کا سورج سے فاصلہ زمین کا سورج کے فاصلہ سے بیس ہزار گنا زیادہ ہے۔[1]

دو سو پچاس بیلین سورج

کہکشاں کے نظام میں دو سو پچاس بیلین سورج موجود ہیں اگر اسے طے کرنا چاہیں تو اس کی لمبائی کو ایک بیلین کلو میٹر فی گھنٹہ کی سرعت سے طے کرنے کی صورت میں بھی ایک لاکھ سال درکار ہوں گے۔[2]

----

[1]۔ جہان در ۵۰۰ سال آئندہ:۴۹۴

[2]۔ جہان در ۵۰۰ سال آئندہ:۵۲۰

ربوں ہمشاں

کائنات میں کھربوں کہکشاں پھیلے ہوئے ہیں ایک کہکشاں کا قطر ایک لاکھ نوری سال ے برابر ہے جس میں سو کھرب سے زائد ستارے ہوتے ہیں ۔ کائنات کی خ ء اس قدر وسیع ہے ۔ اگر ستاروں، منظو ، اور کہکشاؤں کو تشکیل دینے وا لے عناصر کو اس خ ء سے مقائسہ کریں ، جس میں کہکشاں ہیں تو یہ اس قدر ناچیز ہے ، جن سے صرف نظر کیا جاسکتا ہے۔

اس ناقابل یقین وسعت ے مقابلہ میں ہمارے کہکشاں ، منظو ، زمین ، جس پر ہم زندگی بسر کر رہے ہیں، خود ہم اور ہمارے متعلق دوسری چیزیں ۔غالباً یہ سب ایمان میں اہمیت کی حامل ہیں جو بہت اضطراب کا ا ہے ۔ انہیں دیکھ کر خود پر طنز کرنے کو دل چاہتا ہے ، اقیانوس ے سانے ایک قطرے کی کیا اہمیت ہے۔[1]

دنیا میں تمدّن

"ڈاکٹر شپلی" کا کہنا ہے ، کائنات میں کم از کم سو بیلین مسکون سیارے موجود ہیں ۔ان میں سے اکثر ے رہائشی ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ان ے ع وہ دیگر ما رین فلکیات مثنت داکٹر اتزاسٹرو، کارل ساگان، نرنیک اور کچھ دیگر دانشوروں نے ۱۹۶۱ء میں مغربی ورجینیا میں گرین بنک ے مقام پر ایک دوسرے سے ملاقات کی اور د دینے والانظریہ پیش کرتے ہوئے اعلان کیا ۔ اس وسیع و عریض کائنات میں چالیس سے پچاس ملین کرّات موجود ہیں ، جن ے رہائشی ں طریقہ سے ہم سے رابطہ کرنے یا زمین سے پیغام سننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

----

[۱]۔ نگاہی بہ سر نوشت جہان، ملتان ،تاریخ:۲۷

ٖرانس ے ایک دانشور "موریس شاتلن"(جو پہلے امریکہ میں خ ئی امور کا ما ر ۃ ا)نے تین بار ریڈیو ع ئم موصول کئے ہیں ۔ جن ے بارے میں یہ ک ا اہا ہے ۔ احتمالاً یہ ع ئم خ ء سے عاقل موجودات کی جانب سے بھیجی گئی ہیں۔ایسا لگتاہے ۔ دوسری دنیابھی یہ کوشش کر رہی ہے ۔ اس ذریعہ سے دوسرے سیاروں میں علم فلکیات ے دانشوروں کو اپنی موجودگی کا پتہ دے۔

دو روسی خ ئی ما رین" تروتسکی اور کارداشف" نے چند سال کی کوششوں سے چار ریڈیو مراکز میں خ ء سے بھیجی گئی یہ پراسرار ع ئم موصول یں۔یہ ع ئم ن خ ئی شٹل ے ذریعہ حاصل نہیںہوئے ۔کیونکہ یہ پیغام خ ء میں پہلی شٹل بھیجنے سے پہلے شرف ہوئے تھے۔[۱]

اب تک اسی طرح سے 113 پیغام اور ارتباطی وسائل ے ذریعہ دو زار سے زائد پیغام موصول ہو چکے ہیں۔اس میں سے س طرح کا شک وشبہ نہیں ہے ۔ خ ء دیگر کرات اور دوسری دنیا سے پیغامات ارسال ہوئے ہیں۔لیکن ابھی تک دقیق معلومات نہیں ہیں ۔ ان پیغامات میں کیا ک ا گیا ہے اورو ہ ک اں سے بھیجے گئے ہیں ۔ لیکن ممکن ہے ۔ حکومتی ادارے ان اسرار سے واقف ہوں لیکن ان سے پردا ہ اٹھانا چاہتے ہوں۔[۲]

ہمشاؤں میں تمدّن

اس بناء پر آج ن کو شک و شبہ نہیں ہے ۔ کائنات میں زمین ے ع وہ دوسری دنیا میں بھی زندگی موجود ہے۔جب گیارہ ما ر دانشور ۱۹۶۱ء میں مغربی ورجینیا میں گرین بنک ے مقام پر منعقدہ کانفرنس میں شرکت ے بعد ایک دوسرے سے جدا

----

[۱]۔ گ شدگان مثلث برمودا:۱۹۲

[۲] ۔ ۔ شقاب پرندہ:۲۱۲

ہونے لگے تو انہوں نے متفقہ طور پر قرار داد پیش کی ۔ کچھ فارمولوں سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہکشاں میں پچاس ملین سے زائد تمدّن اور ثقافتیں وجود ہیں۔

ناسا کے ایک شعبہ کے سربراہ راجر آک گوان نے ان نظریات کے مطابق جدید ترین خلائی پیشرفت کی ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہکشاں میں فرہنگ و ثقافت کی تعداد ۱۳۵ سے زائد ہوچکی ہے۔[۱]

دور حاضر میں خلائی سفر

کائنات کی کشادگی اور خلاء کی وسعت پر غور کرنے سے کیا چاند اور مریخ کے سفر کو خلاء تسخیر کرنے کا نام دے سکتے ہیں؟

دنیا کی استعماری طاقتیں اپنی ظالمانہ حکومتوں کو استحکام ودوام دینے کے لئے اور ان کی بقاء اور لوگوں پر اپنا منحوس سایہ برقرار کرنے اور دنیا کے لوگوں کا دل جیتنے کے لئے ان کے سامنے اپنے خلائی سفر کو ایسے پیش کرتے ہیں ۔ جیسے انہوں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہویا کوئی غیر معمولی کام انجام دے دیا ہو۔یوں وہ اپنے منفی اور استعماری اہداف دنیا پرلاگو کرتے ہیں اور دنیا والوں کے دلوں میں رعب و وحشت ایجاد کرتے ہیں تاکہ ان کے منفی پروگراموں کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا جائے۔

حالانکہ ایسی صورت حال میں بھی وہ جانتے ہیں ۔ خلائی سفر اور دور دراز ستاروں تک پہنچنے کے لئے ایسی قدرت سے بہرہ مند ہونا ضروری ہے ۔ جو زمانے کی قید سے خارج ہو اور نور کی سرعت سے بھی زیادہ تیز ہو۔وہ خود بھی جانتے ہیں کہ جب پوری کائنات پر علم و حکمت کا غلبہ ہو گا اوربشر حقیقی و واقعی تکامل اور فرہنگ وتمدّن تک پہنچ جائے گا تو وہ دورِ حاضر کی روش پر ہنسیں گے۔

----

[۱]۔ بازگشت بہ ستارگان:۴۰

دلچسپ بات تو یہ ہے کہ اب نہ صرف دنیا کی استعماری طاقتیں اس حقیقت سے باخبر ہیں ۔بلکہ وہ خود بھی صراحتاً یہ نکتہ بیان کرتے اور اس کا اعتراف کرتے ہیں ۔اب ہم جو بیان کرنے جا رہے ہیں ،اس سے یہ مطلب بخوبی واضح ہو جائے گا۔

آج کا خلائی سفر بہت مہنگا ہے امریکہ کی خلائی شٹل اور روس کا خلائی اسٹیشن میر کا مصرف بہت زیادہ ہے۔کیونکہ خلا بازوں کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو مثلاً: کھانا پینا،آب و ہوا وغیرہ، انہیں یہ سب کچھ زمین سے اپنے ہمراہ لے جانا پڑتا ہے۔ اب ایک کلو گرام کو زمین سے خلاء میں منتقل کرنے کا خرچہ دس ہزار ڈالر ہے مثلاً: ۱۹۹۳ء میں خلائی ٹیلی اسکوپ ہابل (Hubble) کو تعمیر کرنے میں پانچ سو ملین ڈالر کی لاگت آئی ۔یہ ان اخراجات کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔آئندہ آنے والے ہماری مسافرت سے ان کارناموں پر ہنسیں گے۔(۱)

وہ بخوبی جانتے ہیں کہ خلائی سفر پر مصرف ہونے والے اتنے اخراجات کو دیکھ کر آئندہ نسلیں تعجب کریں گی۔اب خلائی سفر کے اخراجات کے بارے میں دو اور بیانات ملاحظہ کریں اور اس کے بعد ہم ایک اہم نکتہ بیان کریں گے:امریکی حکومت نے "اپولو ۱۱" کو چاند پر پہنچانے کے لئے پانچ ملین سے زیادہ خرچ کئے یہ اخراجات اس قدر زیادہ ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔

"اپولو"کے سفر کا خرچہ ۱۹۹۱ء کی خلیج فارس کی جنگ سے زیادہ تھا۔کیونکہ اس وقت چاند کا اس سے زیادہ سستا سفر دریافت نہیں ہوا تھا تقریباً تمام صاحب نظر شدت سے ،اپولو، کے سفر کے نتائج کی امید کر رہے تھے ۔ میں نے خود بھی چاند پر پہنچنے کی خبر سننے کے بعد ڈیلی ٹیلی گراف میں بہت مقالات شائع کئے اور ان تمام میں چاند پر اسٹیشن ایجاد ہونے کے قریب الوقوع ہونے کی پیشگوئی کر دی حتیٰ کہ چاند کے ہوٹل میں دو تختوں کے ایک کمرے میں رہائش کے لئے بھی نام درج کروایا۔(۲)

----

[۱]۔ جہان در ۵۰۰ سال آئندہ:۴۲۶

[۲]۔ شگفتی ھای کاوش جہان:۲۷۹

یہ جو بازی میں اخذ کیاگیا نتیجہ تھا چاند کی سطح پر خلابازوں نے جو امور انجام دئے ہمیں ان کا بھی علم نہیں تھا۔ہمیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ چاند سے لوٹنے پر وہ کن نقصانات میں وارد ہو جائیں گے۔میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ امریکہ کی ہر خلائی شٹل کی پرواز کا خرچہ کئی سو ملین ڈالر ہے اور خلاء میں ایک کلو گرام کو منتقل کرنے کا خرچہ دس ہزار ڈالر ہے۔[۳]

دورِ حاضر میں خلائی سفر میں لاحق خطرات

اب تک ہم نے استعماری حکومتوں کے بے نتیجہ اخراجات کے بارے میں جو کچھ نقل کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی اس بات سے آگاہ ہیں کہ ان کی ناتوانی پر آئندہ نسلیں حیران ہوں گی اورب ساختہ ہنسیں گی۔اب اس اہم ترین نکتہ پر توجہ کریں:

اس زمانے میں چاند تک نہ پہنچنے اور کہکشاؤں اور ستاروں تک پہنچنے کے لئے خلائی سفر کے اخراجات استعماری حکومتوں کی ناکامی کے عوامل میں سے ایک ہے۔کیونکہ کچھ دیگر امور بھی ہیں کہ جو خلائی سفر میں ان کی شکست کے عامل ہیں۔ان میں ایک دورِ حاضر کے خلائی سفر میں لاحق خطرات ہیں۔ظالم اور استعماری حکومتیں اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے کروڑوں انسانوںکی زندگی سے کھیل رہے ہیں۔خلائی سفر میں انجام دیئے جانے والے ظاہری امور اس چیز کے گواہ ہیںکہ وہ دنیا کے لوگوں کی زندگی کو بے معنی سمجھتے اور کروڑوں لوگوں کی زندگی کی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہیں ۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے اس بیان پر غور کریں؛

----

[۳]۔ جہان در ۵۰۰ سال آئندہ:۲۷۹

ناسا نے ۱۹۹۷ء میں کاسینی نامی شٹل بتّیس کلو گرام پلوٹینیم خلاء میں بھیجی۔ ناسا نے اس کے احتمالی خطرات کی بھی تحریق کی تھی۔ اگر کاسینی سفر کے دوران پھٹ جاتی تو دنیا میں، پانچ ارب افراد ان شعاعوں سے متاثر ہوتے۔ پلوٹینیم سر ان کی افزائش کا ایک عامل سمجھا جاتا ہے حتی اگر انسان اس مادہ کے ایٹم کی کچھ مقدار سونگھے تو آنکھ جھپکنے ہی سے اس کی افزائش ہو جاتی ہے۔

"بروس گاگون" خلاء میں تسلیحات اور ایٹمی توانائی سے مقابلہ کے بارے میں کہتا ہے یہ فن غیر ضروری ہے اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو یہ بہت بڑی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ کیا ایسے پروگراموں کو انجام دینا انسانی معاشرے کی خدمت ہے یا خیانت؟ یہ بہت بڑا جرم ہے قابل غور نکتہ یہ ہے کہ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ اگر فرضاً ان میں کامیابی ہوجائے تو ہم کہکشاں میں مشکل سے کئی ملین ستاروں میں

سے صرف دس یا بارہ ستاروں کا سفر کر سکتے ہیں۔

خلائی سفر کا امکان

کائنات کی کشادگی اور خلاء کی وسعت پر غور کرنے سے کہکشاؤں کے سفر کے امکان کا انکار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ ہم سے کئی نوری سال کی دوری پر ہیں۔ اس مطلب کی وضاحت کے لئے ایک مقدمہ ذکر کرکے اصل بحث کی طرف آئیں گے۔

کیا علمی روش کے نقطہ نگاہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اب تک جس انسان کو بھی دیکھا ہے وہ موجودہ صورت میں ہی تھا۔ پس اب تک انسان جس صورت کا مشاہرہ کر رہا ہے اس کے علاوہ کسی اور صورت کا آنا محال ہے؟

البتہ ایسا نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب ہمارے مشاہدات اور تجربات دنیا کے ایک حصہ یا ایک زمانے تک منحصر ہوں تو کسی صورت میں بھی ایسا حکم صادر نہیں کر سکتے ۔ جابر بن حیان کہتا ہے؛

دنیا میں کچھ ایسی موجود ومخلوق کا ہونا ممکن ہے جس کا حکم ان چیزوں سے مختلف ہو جنہیں ہم نے اب تک دیکھا ہے یا جن سے اب تک ہم آگاہ ہیں۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک کے وجود کی بناوٹ ایسی ہے جو تمام موجودات کی شناخت اور ان تک رسائی کی قدرت نہیں رکھتے۔ جابر بن حیان نے مذکورہ نمونہ لا کر اس کلی صورت کی طرف ہماری رہنمائی کر دی ۔ کوئی یقین سے یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ غیر مشہور مخلوق بالکل مشہور موجودات و مخلوقات کی مانند ہیں یا جو کچھ ماضی میں موجود تھا یا جو مستقبل میں وجودمیں آئے گا ،وہ بالکل دورِ حاضر میں موجود اشیاء کی مانند ہوگا۔ کیونکہ انسان وقت اوراحساس کے لحاظ سے محدود مخلوق ہے۔

اسی طرح یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کیونکہ دنیا کے آغازِ پیدائش کے بارے میں علم نہیں ہے پس دنیا ازلی اور بے آغاز ہے۔ میرے خیال میں جابربن حیان نے ان عبارات میں تجربی روش کو دقیق ترین ممکن وجہ سے مشخص کیا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اگرچہ مشہور موجودات کا حکم غیر مشہور موجودات پر لاگو کرنا درست نہیں ہے ۔ لیکن اس چیز کا انکار نہیں کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ غیر مشہور اشیاء ہمارے تجربہ و مشاہدہ میں نہ ہوں۔ پس ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کیونکہ اس سے انسان حسّ کے محصور میں محدود ہو کر رہ جائے گا جس سے بہت سی ایسی اشیاء کا انکار لازم آئے گا جو یقیناً موجود ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہوں نے ابھی تک مگرمچھ نہیں دیکھا ۔ پس اگر کوئی ان سے کہے کہ دنیا میں ایک ایسا جانور ہے جو کھاتے وقت اپنا اوپر والا جبڑا ہلاتا ہے ، کیا وہ صرف اس بنیاد پر اس حیوان کا انکار کر سکتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے ایسا حیوان نہیں دیکھا ، لہذا وہ موجود نہیں ہے ۔ پس کوئی بھی نہ دیکھنے کی بنیاد پر کسی موجود کا انکار نہ کرے بلکہ جب تک اسے اس کے وجود یا عدم پر کوئی دلیل نہ مل جائے تب تک اپنی رائے کے اظہار سے پرہیز کرے۔

اس بناء پر کسی چیز کے نہ ہونے کا حکم اس کے مورد مشاہدہ نہ ہونے یا اس بارے میں کوئی خبر کے نہ ہونے کی بناء پر نہیں کرنا چاہیئے اسی طرح جس چیز کے بارے میں دوسروں کی خبروں سے اطلاع حاصل ہو اور اسے خود مستقیماً مشاہدہ نہ کیا ہو، اس چیز کا انکار بھی استدلالی روش میں لاعلمی کو بیان کرتا ہے۔[1]

اس بناء پر اگرچہ چاند اور مریخ کے سفر کو خلاء تسخیر کرنے کا نام نہیں دے سکتے کیونکہ خلاء اور آسمان کی کشادگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے خلاء کو تسخیر کرنا قرار نہیں دے سکتے۔ جابر بن حیان کے استدلال کو مدنظر کرنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس طرح معاصر انسان کسی چیز تک رسائی حاصل نہیں کر سکا پس کوئی اور مخلوق بھی اس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ جابر بن حیان نے بھی کہا کہ ایسا استدلال باطل ہے۔

اہلبیت اطہار علیہم السلام کا خلائی سفر

جب لوگ بطلمیوس کی ہیئت اور اس کے نظریئے کے معتقد تھے کہ آسمانوں کا سفر محال ہے، اس زمانے میں بارہا اہلبیت کا خلائی سفر واقع ہوا۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام، امام سجاد علیہ السلام اور دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام کے سفر کے کچھ نمونے کئی روایات میں نقل ہوئے ہیں۔ رسول اکرم کی معراج خود ایک خلائی سفر ہے۔ آنحضرت کی معراج پر ہم سب کا عقیدہ ہے۔ لوگوں کے لئے یہ سفر اس زمانے میں نقل ہوئے ہیں کہ جب دنیا پر بطلمیوس کا نظریہ حاکم تھا۔ اس زمانے میں موجود حالات پر غور کریں تو معلوم ہو گا اس زمانے میں ایسے بہت سے سفر مخفی رکھے گئے۔ اگر اس زمانے میں اہلبیت کے لئے مطالب کو اظہار کرنا ممکن ہوتا تو ہم تک ایسے اور بہت سے نمونے پہنچتے۔

----

[1]۔ تحلیلی از آرای جابر بن حیان: ۵۹

فرض کریں ۔ اگر ن کو ا بیت علیہم السلام ے خ ئی سنر میں شک ہو تو وہ اس نکتہ پر تو ۔ کرے ۔ خدا کی مشیت یہ ہے ۔

ر زمانے میں ہنی حجت کواس زمانے میں ' ول او ر موجود قدرت سے۔زیادہ قدرت دے۔اس مشیت کی رو سے یہ۔ واضح ہے ۔

جب پوری کائنات میں ا ح و تکمیل کا زمانہ ہو تو پھر اس کی۔زیادہ ضرورت کا احساس ہو گا ۔ یعنی اگر کوئی تمام دنیا کو تسخیر کرنا

چاہے تو وہ دنیا میں موجود اور رائج قدرت سے۔زیادہ قدرتمند ہونا چاہیئے۔۔تاریخ میںکبھی بھی یہ موجود نہیں ہے ۔ دنیا میں س دانشور

نے ن پیغمبر کو علمی مطالب میں مغلوب کیا ہو۔اگر خدانے اپنے رسول اکرم(ص) کو شمشیر اور قرآن ے ساتھ بھیجا تو وہ ہنی

آخری حجت کو بھی قرآن ، برہان اور آنحضرت ے قیام ے زمانے میں رائج قوت سے۔زیادہ قدرت ے ساتھ بھیجے گا۔وہ ا س

قوّت وقدرت ہو گی ۔ جو اس زمانے کی تمام قوّتوں کو مغلوب کر دے گی۔اب اس روایت پر غور کریں۔

" قال المتوکل لابن السکیت :سل ابن الرضا مسألة عوصاء بحضرت ، فسأله فقال: لِمَ بعث اللّه موسی بالعصا و بعث عیسی بابراء الأکمه والأبرص و احیاء الموتی،و بعث محمداًً بالقرآن والسیف ؟

فقال ابو الحسن : بعث اللّه موسی بالعصا والید البیضاء فزمان الغالب علی اهله السحر ، فاتاهم من ذالک ماقهر بسحرهم و بهرهم و اثبت الحجّة علیهم

بعث عیسی بابراء الأکمه والأبرص و احیاء الموتی باذن اللّه تعالٰی فزمان الغالب علی اهله الطبّ، فاتاهم من ابراء الأکمه والأبرص و احیاء الموتی باذن اللّه فقهرهم و بهرهم و بعث محمداً (ص)۔ بالقرآن والسیف فزمان الغالب علی اهله السیف والشعر فاتاهم من القرآن الزاهر والسیف القاهر ما بهر به شعرهم و بهر سیفهم۔۔۔" [1]

----

[1]۔ بحارالانوار:۵۰ ص۱۶۵

متوکل نے ابن سکّیت (جو اس زمانے کا بزرگ دانشور تھا) سے کہا کہ میرے سامنے حضرت امام ہادی علیہ السلام سے ایک مشکل مسئلہ پوچھو۔ابن سکّیت نے

امام رضا علیہ السلام سے کہا:

خدا نے کیوں موسیٰ علیہ السلام کو عصا، عیسیٰ علیہ السلام کو اندھوں کو بینائی دینے، برص کے مریضوں کو شفا اور مردوں کو زندہ کرنے اور محمد (ص) کو قرآن کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا؟

امام ہادی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا :

خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور سفید ہاتھ کے ساتھ مبعوث کیا کہ جس سے سفید نور ساطع ہوتا تھا کیونکہ اس زمانے کے لوگ سحر میں ماہر تھے ،موسیٰ علیہ السلام اس قدرت کے ساتھ ان کی طرف گئے تاکہ ان کے سحر کو نابود کریں ، ان پر غالب آئیں اور ان پر دلیل کو ثابت کریں۔عیسیٰ علیہ السلام کو اندھوں کو بینائی دینے، برص کے مریضوں کو شفا دینے اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کرنے کے ساتھ مبعوث کیا کیونکہ اس زمانے کے لوگ طبّ میں غالب تھے۔ پس وہ اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا یاب کرنے اور مردوں کوخدا کے اذن سے زندہ کرنے کے ساتھ ان کی طرف گئے تاکہ انہیں مقہور کرکے ان پر غالب آئیں ۔ حضرت محمد(ص) کو قرآن اور شمشیر کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا گیا جب کہ اس زمانے کے لوگ شمشیر و شعر میں ماہر تھے۔ پس وہ نورانی قرآن اور قاہر شمشیر کے ساتھ ان کی طرف گئے تاکہ ان کے ذریعہ ان کے شعر پر غالب آئے اور ان کی شمشیر پر کامیاب ہو۔

اس روایت پر توجہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اگر موجودہ زمانہ خلاء اور فضاء کو تسخیر کرنے کا زمانہ کہلاتا ہے تو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کے پاس جدید خلائی وسائل ہوں گے کہ جن کے سامنے دور حاضر کی خلائی شٹل بے ارزش ہو گی۔

آ   انوں تک رسائی

ا بیت ا ار علیہم السلام کی حکومت کا تشکیل پانا اور آنحضرت کی عظیم قدرت کا ظہور نہ صرف دنیا کے اہم ۔ پاک سیرت لوگوں کو اپنی طرف جلب کرتا ہے بلکہ اس بابرکت ۔ باعظمت اور درخشاں دن کے بارے میں بات کرنا بھی انسانوں کے دلوں میں شوق و ولولہ پیدا کرتا ہے ۔ جو ر از جو ر وہ بابرکت زمانہ آئے ۔ ظہور کے زمانے کے حیرت انگیز واقعات میں سے ایک انسان کا آسمانوں تک رسائی خلاء میں پرواز اور دوسرے کرّات پر پہنچنا ہے ۔ آسمان کی بلندیوں میں پرواز ، آسمانی کرّات میں نشست انسان کی دیرینہ خواہش ہے ۔ جس کے حصول کی متعدد بار کوشش کی گئی اور اس کے لئے بہت سرمایہ بھی خرچ کیا گیا ۔ آسمانوں تک رسائی ملکی و مادی لحاظ سے تھی اس سے بھی اہم نکتہ تو یہ ہے ۔ اس روز انسان نہ صرف ملکی و مادّی لحاظ سے پرواز کرے گا بلکہ ملکوتی اعتبار سے بھی آسمانوں تک دسترس حاصل کرے گا اور ملکوت آسمان کا نظارہ کرے گا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں ۔ کیفیت و اہمیت کے لحاظ سے عالم ملک و ملکوت ایک دوسرے سے بہت زیادہ متفاوت ہیں یعنی عالم ملک کا عالم ملکوت سے مقائسہ نہیں کر سکتے ۔عالم ملکوت کی عالم ملک پر برتری اور صالحین کی حکومت میں انسانوں کا عالم ملکوت تک رسائی پر توجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ انسان ظہور کے بابرکت زمانے میں کس ادری و معنوی عظمت کا مالک ہو گا ۔ وہ خوش نصیب ہیں ۔ جو زمانہ ظہور کو درک کریں گے اور اس مبارک دن میں زندگی گزاریں گے۔اسی طرح تاریک زمانے سے پُر نور زمانے میں جانے والے اور شادابی و شادمانی سے سرشار دنیا کا نظار کرنے والے بھی خوش نصیب ہیں۔

ور کا زمانہ اور لائی سز

شب معراج رسول اکرم (ص) آسمانو ں کی بلندیوں میں گئے اور عرش پر خدا سے ہم کا م ہوئے ۔خدا وندکریم نے زت مہدی علیہ السلام ے خ ئی سز ے بارے میںرسول اکرم (ص)سے کا م کیا ۔ صرف آنحضرت ے خ ئی سز بلکہ واحد عالمی حکومت ، قیامت تک اس ے تداوم پوری کائنات میں رونماہونے والے عظیم تحوّلات اور دشمنوں ے وجود سے دنیا ے پاک ہونے کی خبر دی ۔ہم یہ ان ہی کچھ روایت پیش کرنے ے بعد اس بارے میں اہم ترین نکتہ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم (ص) نے فرمایا:"

فقلت :یا ربّ ھئولاء اوصیائ بعد ؟ فنودیت یا محمد؛ ھئولاء اولیائ و احبّا ئ و اسفیاء،و حجج بعدک علی بریّت،وھم اوصیائک و خلفاوک و خیر خلق بعدک و عزّت و جلال لأظھرنّ بھم دین،ولأعلینّ بھم کلمت ولأطھرنّ الارض بآخرھم من اعدائ،ولأملّکنّہ مشارق الارض و مغاربھا،ولاسخرنّ لہ الرّیاح ، ولاذلّلنّ لہ السحاب الصعاب ،ولا رقینّہ ف الاسباب،ولانصرنّہ بجند،ولا مدّنّہ بملائکت،حتی یعلن دعوت،ویجمع الخلق علی توحیدی،ثمّ لادیمنّ ملکہ ،ولأداولنّ الایّام بین أولیائ الی یوم القیامة " [1]

میں نے کہا!اے پروردگار وہ میرے بعد میرے او یاء ہیں؟

پس میں نے ندا سنی:اے محمد!وہ میرے اولیاء میرے دوست میرا برگزیدہ اور آپ اور آپ کی امت پرمیری حجت ہیں اور وہ تمہارے او یاء تمہارے جانشین اور تمہارے بعد میری بہترین مخلوق ہیں۔ میری عزت اور میرے جلال کی قسم یقیناً میں اپنے دین کو ان ے وسیلہ سے ا ر کروں گا اور اپنے کلمہ کو ان ے وسیلہ سے برتر کروں گا۔یقیناً ان میں سے آخری ے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا۔حتماً اسے زمین ے مشرق و مغرب کا مالک بناؤں گا۔ہواؤں کو اس ے لئے مسخر کروں گا۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۵۲ص۳۱۲

سخت بادلوں کو اس کے تابع کروں گا۔اسے وسائل پر اوپر لے جاؤں گا۔یقیناً اپنے لشکر سے اس کی نصرت کروں گا۔اپنے ملائکہ کے ذریعہ اس کی مدد کروں گا۔تا کہ وہ میری دعوت کو آشکار کرے۔سب لوگوں کو توحید و یکتا پرستی پر جمع کرے گا۔پھر اس کے ملک کو پائیدار بنا کر ایام کو قیامت تک کے لئے اپنے دوستوں میں قرار دوں گا۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس روایت میں مہم مطالب کے بارے میں بات ہوئی ہے۔اس روایت میں آئمہ اطہار علیہم السلام کی عظمت ،ان کی فضیلت و برتری ،ان کے ذریعہ دین اسلام کے آشکار ہونے ، ان میں سے آخری کے ذریعہ زمین کو دشمنوں سے پاک کرنے ،خدا کے لشکر،ہواؤں کی تسخیر تمام مخلوق کا خدا کی توحید و یکتا پرست کے معتقد ہونے، واحد عالمی حکومت اور قیامت تک اس کے قائم رہنے کے بارے میں بیان ہوا ہے۔

روایت میں موجود نکات

اس روایت میں ایسے نکات موجود ہیں کہ جن پر دقت و تامل سے بعض اہم نکات حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۔ روایت میں یہ جملہ کہ خدا نے فرمایا: "لاسخّرنّ له الرياح ولذ لّلنّ له السحاب الصعاب ، ولا رقّينّه ف الاسباب"

یہ اس نکتہ کی دلیل ہے کہ آنحضرت(ص) کا آسمانوں کی طرف صعود کرنا جسمانی ہے ۔جیسا کہ حضرت محمد مصطفی (ص)کی معراج جسمانی تھی۔یعنی آنحضرت(ص) کا آسمانوں پر جانا قالب مثالی سے نہیں ہے۔جیسا کہ آسمانوں کی بلندیوں میں صعود سے مقصود بھی روحانی صعود نہیں ہے کیونکہ اگر آنحضرت کا آسمانوں پر جانا روحانی صعود ہوتا یا قالب مثالی کی صورت میں ہوتا تو پھر سحاب صعاب یا اسباب کی ضرورت نہ ہوتی۔کیونکہ روح یا قالب مثالی کے آسمانوں کی طرف جانے کے لئے کسی وسیلہ سے استفادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۲۔ اس روایت سے دوسرا حاصل ہونے والا نکتہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت آسمانوں کی طرف جسمانی صعود کا ارادہ کریں تو اس کے لئے بھی خدائی اسباب و وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔بلکہ وہ مادی وسیلہ یا براق(جو رسول اکرم(ص)سے مخصوص تھا) سے استفادہ کئے بغیر بھی جا سکتے ہیں ۔ روایت میں اسباب و وسائل سے تعبیر کرنا اس چیز کی دلیل ہے کہ آنحضرت کا آسمانوں میں جانا ان انحصاری یا مادی وسیلہ (جیسے براق) میں منحصر نہیں ہے۔ اس بناء پر وسیلہ کے تعدد اور ان اسباب سے جمع ہونے سے اسباب اور وسائل اس چیز میں ظہور رکھتے ہیں کہ آنحضرت ان انحصاری وسیلہ (جیسے براق) سے استفادہ نہیں کریں گے ۔مورد توجہ یہ ہے کہ سحاب صعاب اور سخت بادل بھی جمع کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ اس روایت سے یہ نکتہ بھی استفادہ کرتے ہیں کہ ظہور کے زمانے میں خلاء اور آسمان پر جانے کے لئے مختلف ذرائع ہوں گے کہ جن سے استفادہ کیا جائے گا۔اس روایت میں تین طرح سے تصریح ہوئی ہے۔

الف: لاتسخرنّ بالریاح

ہواؤں کو یقیناً اس سے تسخیر کریں گے۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی عظیم بساط کے بارے میں بھی بیان ہوا ہے کہ ہوائیں ان کی بساط کو آسمان پر لے جاتیں ۔ ہواؤں اور شدید طوفان کی قدرت بہت حیرت انگیز ہے ان کی تسخیر سے مراد انہیں اپنے اختیار میں رکھنا اور ان پر مکمل قابو کرنا ہے۔ہمارے زمانے میں دانشور نہ تو طوفان کو روک سکے ہیں لیکن قرآن کریم کی آیات کی بناء پر حضرت سلیمان علیہ السلام ایسے کام کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام (جو ہر چیز پر ولایت رکھتے ہیں) ان پر قابو پا کر ان کے منفی آثار کو برطرف کرنے کے علاوہ انہیں تسخیر کرنے اور ان پر تسلط پا کر ان سے مثبت استفادہ بھی کریں گے۔

ب: ولذللن السحاب الصعاب

یقیناً سحاب صعاب اور سخت بادلوں کو ان کے تابع کروں گا۔ ہواؤں کے علاوہ نوری بادلوں اور ان کی حیرت انگیز قدرت کا ہونا واضح ہے۔

ج: ولا رقینہ فی الاسباب:

حتماً وسائل میں اسے اوپر لے جاؤں گا۔ قابل توجہ یہ ہے کہ اس جملہ میں "فی" سے استفادہ کیا گیا ہے جس کا یہ معنی ہے کہ آنحضرت خدائی وسائل میں جائیں گے اگر اسباب سے مراد سحاب صعاب ہوتا تو بھی کلمہ "علی" استعمال کیا جاتا۔ کیونکہ بادلوں پر سواری کی جاتی ہے نہ کہ بادلوں میں۔

۴۔ روایت میں موجود دیگر فراوان نکات کے علاوہ اس اہم نکتہ پر بھی غور کریں کہ خداوند کریم اس حدیث قدسی میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھانے کے بعد رسول اکرم (ص) کے لئے بیان کرنے والے تمام مطالب کو "لام اور نون" کے ساتھ تاکید کیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس روایت میں جن واقعات کی تصریح ہوئی ہے جیسے آنحضرت کا خدائی ذرائع سے آسمانوں پر جانا...

ان تمام واقعات کا ظہور کے زمانے میں واقع ہونا سو فیصد یقینی ہے۔ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۵۔ روایت سے ایک اور بہترین نکتہ استفادہ کیا جاتا ہے کہ تمام صعاب بادلوں کا تسخیر ہونا اور خدائی وسائل صرف آنحضرت کے ذاتی استعمال کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ وسائل فراوان ہوں گے جو اس چیز کی دلیل ہے کہ اصحاب و انصار اور آنحضرت کے محبّ بھی ان سے استفادہ کریں گے۔

جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے اصحاب جناب سلمان علیہ السلام کو آسمانوں پر لے گئے اور آسمانوںپر ان کا صعود اس حد تک تھا کہ جہاں سے زمیں اخروٹ کے برابر دکھائی دے رہی تھی۔ [1]

یہ بھی واضح ہے کہ ان کا آسمانوں کی طرف صعود کرنے کا فاصلہ چاند اور زمین کے درمیان فاصلہ سے،زیادہ ہو گا۔یعنی وہ چاند سے بہت دور آسمانوں میں صعود کریں گے۔کیونکہ چاند زمین سے بہت چھوٹا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اخروٹ سے بڑا دکھائی دیتا ہے۔پس ان کا زمین،یک فاصلہ چاند اور زمین کے مابین موجود فاصلے سے بہت،زیادہ ہے۔

٦۔ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس سے یوں نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی آفاقی حکومت پوری کائنات پر ایک عالمی عادل حکومت ہے۔کیونکہ خدا وند متعال پہلے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ زمین کا مشرق و مغرب ظہور کے زمانے میں آنحضرت کے زیر تسلط اور تحت ولایت قرار دیا جائے گا اور اس کے بعد مختلف ذرائع سے خلائی سفر کو بیان فرمایا ہے ۔ اس بناء پر ظہور کے زمانے میں ملکوت آسمانی کے علاوہ اس روز ملک و مادّی لحاظ بھی سب کچھ آنحضرت کے اختیار میں ہو گا۔

٧۔ اس روایت سے استفادہ کیا جانے والا اہم نکتہ یہ ہے کہ آسمانوں اور خلاء کی شادگی اور کائنات کے نظام خلقت کی عظمت کے لئے روایت میں لفظ اسباب السماوات استعمال کیا گیا ہے یہ اس چیز کی محکم دلیل ہے کہ اس زمانے میں آسمان کی بلندیوں کو طے کرنے والے خلائی وسائل کی سرعت نور سے زیادہ ہونی چاہیئے ۔ پس اسباب السماوات (آسمان کی بلندیوں کو طے کرنے والے وسائل) کی تعبیر ، نور سے زیادہ خلائی ذرائع کے وجود کو ثابت کرتی ہے ۔یعنی جو مکان جاذبہ مادہ اور زمان کی محدودیت میں مقید نہ ہو،یہ خود خلائی ترقی کا بنیادی اصول ہے۔

----

[1] ۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے افراد بھی آنحضرت کی بساط پہ بیٹھے اور وہ ہواؤں کو حکم دیتے کہ ان کی بساط کو تمام افراد کے ساتھ ہوا میں اوپر لے جائے ۔یہ واقعہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔

آ انی مخلوقات سے آشنائی

آسمانی موجودات ومخلوقات سے آشنائی خ ئی سنر کا لاز ہ ہے ۔ کیونکہ آسمانوں میں بھی مخلوقات زندگی گزار رہی ہیں ۔ آئمہ ا ـار علیہم السلام نے اپنے زامین میں کہکشاؤں میں موجود آسمانی مخلوقات سے بارے میں بتایا ہے ۔ ان روایت میں سے ایک یہ ہے۔

زرت امام صادق علیہ السلام زماتے ہیں :

" قال امير المو منين : لهذه النجوم الّتي في السماء مدائن مثل المدائن الّتى في الارض" [1]

زرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے زمایا:آسمانوں میں موجود ستاروں کے لئے شہر ہیں ، یسا زمین پر شہر موجود ہیں۔

یہ روایت واضح طور پر یہ حقیقت بتا رہی ہے آسمان میں موجود زاوان ستاروں میں بھی آسمانی موجودات و مخلوقات زندگی گزار رہی ہیں۔جس طرح انسان نے زمین پر شہر بنا رکھے ہیں ،اسی طرح وہاں بھی شہر اور عمارتیں ہیں۔

دوسری روایت میں ابو بصیر کہتا ہے:

" سألته عن السماوات السبع، فقال :سبع سماوات ليس منها سماء الّا و فيها خلق،و بينها و بين الاخرى خلق حتى ينتهي الى السابعة ؛ قلت: والارض

قال: سبع منهنّ خمس فيهنّ خلق من خلق الربّ، واثنتان هواء ليس فيهما شيء " [2]

----

[1]۔ بحار الانوار :ج۵۸ص۹۱

[2] ۔ بحار الانوار :ج۵۸ص۹۷

میں نے امام صادق علیہ السلام سے سات آسمانوں کے بارے میں پوچھا تو امام نے فرمایا:سات آسمان ہیں کہ جن کے درمیان کوئی آسمان نہیں ہے، مگر یہ کہ اس میں کوئی مخلوق نہ ہواور اس آسمان اور دیگر آسمان کے درمیان مخلوقات موجود ہیں۔یہاں تک کہ یہ ساتویں آسمان پر منتہی ہو۔

میں نے پوچھا کہ زمین کیسی ہے؟

فرمایا:زمین بھی سات ہیں جن میں سے پانچ میں مخلوقات رہتی ہیں ۔ دوسری دو میں ہوا ہے اور ان دونوں میں کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

دنیا اپنے وسائل کی بہت تبلیغات کرتی ہے اور ہمیشہ تکامل و ترقی کا دم بھرتی ہے ۔لیکن ابھی تک کوئی ایسا وسیلہ موجود نہیں ہے کہ جس کی رفتار نور سے زیادہ ہو ۔ اگر فرض کریں کہ ایسا کوئی وسیلہ حاصل ہوجائے تو بھی دوسرے کرات تک پہنچنے کے لئے کیا کرنا ہو گا کہ جو ہم سے کروڑوں نوری سال کی دوری پر واقع ہیں ۔ اس کے لئے کروڑوں سال کی زندگی درکار ہو گی۔یہ خود اس چیز کی واضح دلیل ہے کہ دور دراز کے کرات اور خلاء میں سفر کرنے کے لئے مافوق مادہ قدرت درکار ہے ۔ یہ سب ایسے نکات ہیں کہ جن کی طرف خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام نے کئی صدیاں پہلے اشارہ کیا تھا۔

مافوق مادہ قدرت سے استفادہ

قرآنی آیات اور خاندان نبوت علیہم السلام سے ہم تک پہنچنے والی روایات میں متعدد موارد میں مافوق مادہ قدرت کے بارے میں بات کی گئی ہے۔یعنی قرآن و روایات کے اعتبار سے نہ صرف مافوق مادہ قدرت سے استفادہ کرنا ممکن ہے ،بلکہ یہ متعدد موارد میں واقع بھی ہواہے۔جو عملی صورت میں انجام پایا ہے۔

رسول اکرم(ص)اور ا بیت ا ار علیہم السلام نے لوگوں ے لئے جو غیر ولی اور پیشرفتہ رہا ، اجراء کئے ہیں ،ان میں صرف مافوق مادہ قدرت سے استفادہ کرنے کی بات نہیں کی گئی بلکہ معاشرے ے لئے اس ے وقوع کو بھی بیان کیا ہے۔

قرآن میں ایے عالی نکات موجود ہیں ، جن میں سے ایک مافوق مادہ قدرت سے استفادہ بلکہ اس کا وقوع بھی ہے۔گزشتہ زمانے میں مافوق مادہ قدرت سے استفادہ کیا جاتا تھا ،قرآن مجید نے اس ے متعدد نمونے پیش کئے ہیں۔

خاندان عصمت و ارت علیہم السلام سے ہم تک پہنچنے والی بہت سی روایات میں بھی ان کی تصریح ہوئی ہے ۔ ظہور ے زمانے میں انسانی معاشرہ فکری و معنوی تکامل سے بہرمند ہو گا ۔ اس زمانے میں مافوق مادہ قدرت سے فائدہ اٹھانا اپنی اوج پر ہو گا۔ ظہور کا زمانہ مافوق مادہ قدرتوں سے مستفید ہونے کا زمانہ ہے۔

والسلام

فہرست

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com